تجلیاتِ رمضان المبارک

استقبال رمضان المبارک

حقوق قرآن

لیلۃ القدر اور اعتکاف

جمعۃ الوداع اور احکام عید الفطر

فضیلت دعا و مسنون دعائیں

سترہ رمضان کے اہم واقعات

رمضان المبارک کی خصوصیات اور روزہ کے فضائل و اہمیت

رمضان المبارک میں وفات پانے والی 50 شخصیات کا تعارف

ترتیب وتخریج
مولانا محمد عمیر شاہین صاحب

خطیب اسلام حضرت
مولانا ابو محمد عبد الکریم ندیم مدظلہ

نظر ثانی
قاری جمیل الرحمٰن اختر

مکتبۃ الحق
ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی

Scanned by CamScanner

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآن

ABDUSS...
S/o M. Altaf Khan...
(Saharanpur)

تجلیات رمضان المبارک

افادات

خطیب الاسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم

مرتب

قاری جمیل الرحمٰن اختر

ناشر

مکتبہ الحق

ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلات

نام کتاب	:	تجلیات رمضان المبارک
افادات	:	خطیب الاسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم
مرتب	:	قاری جمیل الرحمن اختر
تعداد	:	گیارہ سو (۱۱۰۰)
سن طباعت	:	جولائی ۲۰۱۱ء
باہتمام	:	شمشیر احمد مہاراشٹری
ناشر	:	مکتبہ الحق ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی
قیمت	:	150/- (ایک سو پچاس روپے)

ملنے کے پتے

☆ دارالکتاب دیوبند
☆ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
☆ زمزم بک ڈپو دیوبند
☆ نیو سلور بک ایجنسی بھنڈی بازار ممبئی
☆ ادارہ اسلامیات محمد علی روڈ ممبئی
☆ سنابل کتاب گھر دیوبند
☆ دکن ٹریڈرس مغل پورہ حیدرآباد
☆ الفرقان بک ڈپو نظیر آباد لکھنؤ
☆ مولانا اسعد اللہ صاحب امام وخطیب مسجد نور کارولی روڈ بھیونڈی ممبئی
☆ عبدالسلام خان قاسمی ۱۷۹ کتاب مارکیٹ بھنڈی بازار ممبئی

انتساب

"تجلیات رمضان المبارک" کو

امام الاتقیاء، زبدۃ الصلحاء، سیدالاولیاء، جنید وقت،
عارف کامل شیخ طریقت، مخدومی، مولائی، مرشدی،
حضرت اقدس مولانا میاں
عبدالهادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضرت ثانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ

اور

اپنے محسن و مشفق مربی معلم اول جد امجد عارف باللہ ولی کامل خادم خاص حضرت خلیفہ غلام محمد دینپوری رحمۃ اللہ علیہ، میرے نانا جان حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ مدفون دین پور شریف بانی جامعہ امداد العلوم سابقہ خطیب جامع مسجد غلہ منڈی جن کی نرینہ اولاد نہ تھی نواسہ کو ہی بیٹا بنایا، پالا پڑھایا، سکھایا، آج سارا فیض ان کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

کے نام نامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابو محمد عبدالکریم ندیم

فہرست عنوانات

حمد الجمیل 9
حمد الحبیب 11
حمد المتین 12
عرض شاہین 14
کلمۃ الکریم 17

استقبال رمضان المبارک

خطبہ 22
تمہیدی کلمات 24
سیدنا نوح علیہ السلام کے روزے 26
سیدنا داؤد علیہ السلام کے روزے 26
سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے روزے 26
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے روزے 26
سیدنا آدم اور ایام بیض کے روزے 27
ایام بیض کیا ہیں؟ 28
اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو 29
انسان اللہ کا خلیفہ ہے 29
روزہ صفت الٰہی کا مظہر ہے 30
روزہ کا ثمر تقویٰ ہے۔
تقویٰ کی تعریف اور اس کے نتائج 31
تقویٰ میں اللہ کا تصور 33
خصوصیات امت، قرآن، رمضان نبی آخر الزمان ﷺ 34
شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں رمضان کیا ہے؟ 34
رمضان کا معنی کیا ہے 34
استقبال رمضان بروایت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ 35
رمضان عظیم مہینہ ہے 35
رمضان رحمت و برکت کا مہینہ ہے 36
لیلۃ القدر کا مہینہ 36
صبر کا مہینہ 36
تراویح کا مہینہ 37
تراویح بیس رکعت ہے اس سے کم نہیں 37
تراویح کی لذت حرمین شریفین میں ہے 38
رمضان کی رات کی دو نعمتیں، قرآن اور تراویح، قرآن کا حق 40
میاں عبدالہادی دین پوری اور تلاوت قرآن 40
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اور تلاوۃ 41
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور تلاوت قرآن 41
رمضان میں ملازموں پر آسانی کرو 41
افطاری کا اجر 42
رمضان تین حصوں میں تقسیم 42
رمضان تاریخ ساز مہینہ 43
رمضان کے تاریخی واقعات ایک نظر میں 43
رمضان کے چار کام 46
دو اضافی کام 47
مسائل 47
دعا 49

روزہ کے فضائل اور اہمیت

خطبہ 52
موضوع فضائل روزہ 53
نسبت میں عظمت ہے 54
کپڑے کی مثال 54
لکڑی کی مثال 55
کاغذ کی مثال 55
لیلۃ القدر کی مثال 55
رمضان المبارک کی مثال 56
قرآن کی نسبت 56
رمضان المبارک کا ہر لمحہ سعادت 57
رمضان المبارک میں اس امت پر پانچ انعام 57
پہلا انعام: روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ قیمتی 57
دوسرا انعام: سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں 59
تیسرا انعام: روزانہ جنت مزین کی جاتی ہے 61
چوتھا انعام: سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں 62
پانچواں انعام: دن رات دعا قبول ہوتی ہے 62
روزہ داروں پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں 63
سحری کا کھانا برکت والا ہے 64
سحری کا افضل وقت 64
صحابہ کا عمل امت پر انعام و احسان ہے 64
روزہ ڈھال ہے 67
آنکھ کی حفاظت 67
زبان کی حفاظت 68
کانوں کی حفاظت 69
باقی اعضاء کی حفاظت 70
رزق حلال کا اہتمام 70
خوف خدا 71
حدیث منبر: جبرئیل کی دعا پر حضورؐ کا آمین کہنا 74
رمضان کی قدر نہ کرنے والا ہلاک 75
درود شریف نہ پڑھنے والا ہلاک 76
والدین کا نافرمان ہلاک 77
تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی 78
دعا کے متعلق اہم ہدایت 79

حقوق قرآن

خطبہ 82
تقریب ختم قرآن 83
قرآن کے پانچ حقوق 84
پہلا حق۔ ایمان بالقرآن 84
کتاب اور کلام کا فرق 84
اللہ کی بولی 85
قرآن محفوظ کتاب ہے 85
کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں 85
حفاظت قرآن کے ذرائع 86

Scanned by CamScanner

حجاج بن یوسف اور حفاظت قرآن 87
حجاج اور خدمت قرآن 88
قرآن سیرت مصطفی ﷺ ہے 89
قرآن کتاب ھدیٰ ہے 91
قرآن کی مثال 91
قرآن کریم کا دوسرا حق
تعلیم و قرأت قرآن 92
اللہ نے قرآن کریم پڑھا 93
نبی کریم ﷺ اور تلاوت قرآن 94
جبرئیل اور قرآن 94
صدیق رضی اللہ عنہ اور قرآن 94
عمر رضی اللہ عنہ اور قرآن 95
عثمان رضی اللہ عنہ اور قرآن 96
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور قرآن 96
حسنین اور قرآن 96
صحابہ اور قرآن 97
میرے اکابر اور تلاوت قرآن 97
قرآن کریم کا تیسرا حق فہم قرآن 99
حضرت مولانا محمد عثمان میر شاہ کا واقعہ 99
قرآن کریم کا چوتھا حق عمل بالقرآن 100
قرآن کریم کا پانچواں حق تبلیغ قرآن 102
تبلیغ کی چار قسمیں 103
چار جماعتیں 103
دعا 104

سترہ رمضان کے اہم واقعات

خطبہ 106
سترہ رمضان کے اہم واقعات 108
غزوۂ بدر 109
جنگ کی دو قسمیں غزوہ اور سریہ 109
جہاد کامیابی کی علامت ہے 110
سب سے پہلا غزوہ بدر ہے 111
اسباب بدر 111
صحابہ نے دولت نہیں شہادت کو پسند کیا 112
دو کم سن جہاد کے لئے پیش ہوتے ہیں 113
دو بچوں کی کشتی 114
لشکر کفار بدر میں 114
رسول اللہ ﷺ کی بدر کی رات 115
رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوتی ہے 116
فرشتے نصرت کو اتر پڑے 116
اللہ کے محبوب ﷺ صحابہ کی صفیں درست کراتے ہیں 116
فراست نبوی ﷺ 117
معجزۂ رسول ﷺ ایک دن قبل مقتولین بدر کی نشان دہی 117
سب سے بڑا ملعون کون ہے 118
دعائے رسول ﷺ 118
دونوں جماعتیں میدان میں 119
بدر میں بچوں کا کردار 120
فقیہ امت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل کا سر قلم کرتے ہیں 121

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کون ہیں 122
بدر میں پرچم اسلام
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوپٹہ تھا 123
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کون ہیں 123
امیر شریعتؒ بول اٹھے 125
عفت عائشہ رضی اللہ عنہا پر صحابہ کی گواہی 126
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اپیل اللہ کی عدالت میں 127
برائت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اعلان 127
وفات رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ 128
رسول اللہ ﷺ کو بیٹی کی جدائی کا صدمہ 128
اعتکاف کی اہمیت 129
اعتکاف کا اجر 130
چلہ کی حکمت 130

لیلۃ القدر اور اعتکاف

خطبہ 134
تمہید 136
سورۃ القدر کا شان نزول 136
لیلۃ القدر کو نسبت قرآن 138
لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر 139
خصوصیات لیلۃ القدر ۔ نزول ملائک 140
لیلۃ القدر کی تلاش کیلئے اعتکاف 140
جھگڑے کی نحوست 141
لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو 142
لیلۃ القدر چھپانے کی حکمتیں 143
حکمت نمبر ۱ 143
حکمت نمبر ۲ 144
اعتکاف کی فضیلت 145
معتکف کی نیکیاں بڑھتی رہتی ہیں 146
منازل محبت 147
پہلی منزل محبت نماز 148
دوسری منزل محبت زکوٰۃ ہے 148
تیسری منزل محبت روزہ ہے 149
چوتھی منزل محبت اعتکاف 149
پانچویں منزل محبت حج بیت اللہ 150
تمام منازل محبت طے کرنے کا مہینہ رمضان المبارک ہے 151
ایک دن کے اعتکاف کا اجر 151
اعتکاف لیلۃ القدر کے حصول کیلئے ہے 152
لیلۃ القدر میں فرشتوں کے مشاغل 152
روح کیا ہے 154
لیلۃ القدر میں اللہ مہمان ہے 156
لیلۃ القدر کا آخری وقت 157
چار شخص جنکی اس رات مغفرت نہیں ہوتی 158
دوسرا شخص کینہ پرور 158
تیسرا شخص شرابی 159
چوتھا شخص ماں باپ کا نافرمان 159

جمعۃ الوداع اور احکام عید الفطر

خطبہ 162
آج کے اہم عنوانات 164
جمعہ ایک تاریخ ساز دن 164

Scanned by CamScanner

جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں	165
جمعہ اللہ کے دیدار کا دن	166
دیدار الٰہی کی جگہ میدان حرم	166
قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	168
دنیا میں جنت کی نعمتوں کا عکس ہے	169
خطبہ سننے کا مسئلہ	169
جمعۃ الوداع	170
جدائی کی کیفیات	171
سیدہ فاطمہؓ کی رخصتی	173
آقائے نامدار ﷺ کی جدائی	174
صحابیہ رضی اللہ عنہا خاتون اور محبت رسول ﷺ	175
مصری عورت اور محبت رسول ﷺ	175
محبت اصحاب رسول اور جدائی کا منظر	175
سیدنا بلالؓ اور وفات رسول ﷺ	176
جدائی کی کیفیات	178
فلسفہ عید سعید	178
عید کیا ہے	178
عبادت کیا ہے	180
عید سعید یا عید شدید	180
صدقۃ الفطر واجب ہے	181
صدقۃ الفطر کے فائدے	182
صدقۃ الفطر سب کی طرف سے دینے کی حکمت	182
یتیم بچے کی عید	183
یتیم شاہ رسالت مآب ﷺ پر	184
عید انعامات الٰہی کی بارش کا دن	186
اذان و تکبیر نہ ہونے کی حکمت	186
خطبہ بعد میں ہونے کی حکمت	187
تکبیرات زوائد کی حکمت	187
تکبیرات تشریق کا حکم	189
راستہ بدلنے کا حکم	190
فضیلت دعا	
خطبہ	192
دعا و آداب دعا	195
آداب	196
وہ لوگ جن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے	197
قبولیت دعا کے اوقات و مقامات	198
قرآن مجید کی بابرکت دعائیں	200
نبوی دعائیں	222
اردو میں دعا	249
رمضان المبارک میں وفات پانے والی چند شخصیات کا اجمالی تعارف	258

عبدالصمد رشیدی ابن محمد الطاف
کھیڑہ افغان سہارنپور
ABDUSSAMAD RASHIDI
S/o M. Altaf Khera Afgan
(Saharanpur)

کلمۃ الجمیل

عرض مرتب و ناشر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

"مجلس علماء اہلسنت" پاکستان میں ایک ایسی تنظیم ہے جس کا کام علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و مشرب پر رہتے ہوئے قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت بذریعہ تقریر و تحریر کرنا ہے۔ الحمدللہ اس جماعت میں تجربہ کار مقررین واعظین کی ایک کھیپ جو خطیب اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ تیار کر گئے تھے کام میں مشغول ہیں اور کچھ نئے آنے والے واعظین بھی قائد مجلس حضرت علامہ مولانا عبدالغفور حقانی مدظلہ کی قیادت میں کام کر رہے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی مدظلہ خوب سرپرستی فرما رہے ہیں اس جماعت میں کچھ ایسے ہیرے ہیں جن کو حضرت دین پوریؒ نے خوب تراشا تھا۔ ان میں سے ایک حضرت العلام خطیب اسلام واعظ نکتہ دان مقرر شعلہ بیان دین پوری مرحوم کے جانشین حضرت مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ ہیں جن کو اللہ نے یہ ملکہ دیا ہے کہ وہ اپنے بیان میں کسی مسئلہ پر جب قرآن و سنت کے دلائل کے انبار لگاتے ہیں تو انسان ششدر رہ جاتا ہے اپنے بیان میں ہنستوں کو رلا دیتے ہیں اور روتوں کو ہنسا دیتے ہیں۔

ان میں بہت ساری خوبیاں اللہ پاک نے ودیعت فرمائی ہیں۔ ایک خوبی ان کی جو مجھے بہت بھاتی ہے کہ جس شہر میں بیان کے لئے جاتے ہیں وہاں موجود حضرات اکابر کی زیارت کرتے ہیں ان سے نصیحت لیتے ہیں۔ ان سے دعائیں کراتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اہلسنت علماء دیوبند کے مسلک کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔

راقم الحروف جب خطبات دین پوری جلد چہارم کو ترتیب دے رہا تھا تو

Scanned by CamScanner

خیال پیدا ہوا کہ اس کو مکمل کر کے حضرت ندیم صاحب کے چیدہ چیدہ موضوعات پر بیان شائع کروں گا لیکن بعض دوسری مصروفیات کے باعث اس کو شروع نہ کر سکا۔ ان دنوں میں نے مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی مدظلہ کی کتاب الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی شائع کی تو عزیزم فداء الرحمٰن جو ہماری جماعت مجلس علماء اہلسنت کے خوبصورت نعت خوان ہیں نے اطلاع دی کہ حضرت ندیم صاحب کی تقریریں کیسٹوں سے نقل ہو کر آپ کے پاس آ رہی ہیں۔ چنانچہ چند یوم بعد حضرت ندیم صاحب نے وہ مسودہ میرے سپرد کیا ان دنوں میری طبیعت بہت ناساز تھی حضرت نے میری ڈھارس بندھائی اور میں نے اللہ کا نام لیکر اس پر کام شروع کر دیا۔ جو آج پایۂ تکمیل کو پہنچ کر عزیزم مولانا حافظ ذکاء الرحمٰن اختر کے تجویز کردہ نام ''تجلیات رمضان المبارک'' سے چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس میں مجھے کن دشوار گداز مراحل سے گزرنا پڑا وہ میرے قریبی دوست اور خود خطیب اہلسنت حضرت ندیم صاحب خوب جانتے ہیں آپ حضرات اس کتاب سے خود بھی مستفیض ہوں اور عوام الناس کو بھی اس سے مستفید فرماویں۔

اللہ تعالیٰ میرے لیئے اور میرے معاونین اور خود حضرت ندیم صاحب کیلئے اس کو ذریعہ نجات بنائے آمین

قاری جمیل الرحمٰن اختر

مرتب وناشر تجلیات رمضان المبارک

کلمۃ الحبیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخی الکریم حضرت العلام خطیب ادیب مولانا محمد عبدالکریم صاحب ندیم کے خطبات کا مجموعہ عجیب مسمّٰی بہ تجلیات رمضان المبارک جو برادرم ندیم صاحب کی خطابت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

علماء خطبا کیلئے ایک انمول تحفہ ہے رمضان المبارک کی مبارک راتوں میں اگر ائمہ کرام اس کو بطور درس نمازیوں کو سناتے رہیں تو نہایت ہی مفید ہوگا۔

خطیب ادیب موصوف نے نہایت محنت سے آیات واحادیث کو نہایت ہی خوبصورت انداز اور آسان وسہل انداز میں پیش فرمایا۔ اپنے ذوق کے مطابق علمی نکات ولطائف کا ذخیرہ جمع کر دیا۔ باذوق نئے خطبا کیلئے غیر معمولی علمی مواد بے شمار کتب کا نچوڑ جمع کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس سعی البلیغ کو قبول فرمائے اور عوام کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حبیب الرحمٰن درخواستی

جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور

Scanned by CamScanner

کلمۃ المتین

تجلیات رمضان المبارک

شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم کی نظر میں

نحمدہ تبارک وتعالیٰ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

گزشتہ نصف صدی کے دوران پاکستان میں جن خطباء نے ملک گیر شہرت حاصل کی اور اپنے مواعظ و بیانات سے ملک کے ہر حصے کے عوام کو مستفید کیا ان میں حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری قدس اللہ سرہ العزیز کا نام نمایاں حیثیت رکھتا ہے، وہ صاحب طرز اور صاحب اسلوب خطیب تھے جن کی تقریر میں قافیہ بندی کے ساتھ ساتھ معلومات کا ذخیرہ ہوتا تھا اور روانی بھی ہوتی تھی، وہ صاحب مطالعہ تھے اور قلب وجگر کے سوز سے بھی بہرہ ور تھے ان کے اس اسلوب کو ہمارے دور کے نوجوان خطیب حضرت مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنایا اور اسی روش پر چلتے ہوئے اپنی خطابت کا سکہ منوالیا، ان کی تقریر بھی معلومات اور متنوع استدلات کی آئینہ دار ہوتی ہے، وہ معلومات کے اصل مآخذ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ انہیں خوبصورت انداز میں ترتیب دیتے ہیں اور پھر اسی خوبصورتی کے ساتھ سامعین کے قلب و ذہن تک منتقل کر دیتے ہیں، آج کے دور میں جبکہ خطابت اور مطالعہ اور خطابت اور استدلال میں دن بدن بُعد بڑھتا جا رہا ہے مولانا عبدالکریم ندیم کا وجود غنیمت ہے اور ان کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے۔

برادرم مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر کا ذوق قابل داد ہے کہ وہ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری کے بعد مولانا عبدالکریم ندیم کے خطبات کو بھی کتابی شکل میں جمع کر کے علماء و خطباء کی نئی پود کے لیے راہ نمائی اور استفادہ کا سامان فراہم کر

رہے ہیں اور ''تجلیات رمضان المبارک'' کے نام سے یہ مجموعہ ان کے اسی ذوق کا آئینہ دار ہے جس میں رمضان المبارک کے فضائل و برکات اور متعلقہ ضروری مسائل واحکام کے حوالہ سے مولانا عبدالکریم ندیم کے سات خطبات اور دیگر مفید معلومات کو یکجا کیا گیا ہے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو ہمارے ان دونوں محترم دوستوں کیلئے ذخیرہ آخرت بنائیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشیں آمین یا رب العالمین۔

ابوعمار زاہد الراشدی
سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل
خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ
نزیل مسجد امن باغبانپورہ لاہور
۲۹/اگست ۲۰۰۲ء

Scanned by CamScanner

عرض شاہین

''وہ اگر نگاہ کردیں تو ابھی بہار آئے''

کثرت مشاغل کے باوجود بحمد اللہ تعالیٰ ''تجلیات رمضان'' کی تخریج و تحقیق کا کام مکمل ہوا۔ یہ سب میرے اساتذہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے...... ورنہ ''من آنم کہ من دانم'' خطیب ادیب گلشن رسالت کے عندلیب حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب کثر اللہ تعالیٰ امثالہم پاکستان کے ان عظیم خطباء میں سے ہیں جن کے خطبات علمی، ادبی، تاریخی اور تحقیقی نکات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کی تقاریر جہاں عوام الناس میں مقبول عام ہیں وہاں ارباب علم وکمال کے حلقہ میں مقبولیت کے نقطۂ عروج کو پہنچی ہوتی ہیں۔

قرآنی آیات واحادیث سے نکات کا استدلال ان کی گفتگو کا خاصہ لازمہ ہے جو اپنے اندر ایک چاشنی وحلاوت رکھتے ہیں...... میں یہ بات عین الیقین کیساتھ لکھتا ہوں کہ ان کے نکات علمیہ سے عظیم محققین اور صف اردو ادب کے ماہرین ان کے اس مخصوص فن وکمال سے محظوظ ہو رہے ہوتے ہیں۔

ان کے وعظ میں درد محبت اور احیاء سنت کی جھلک ہوتی ہے جو سامعین و حاضرین کیلئے نسخہ کیمیا ہے۔ حضرت موصوف کے وعظ سے متاثر کئی نوجوانوں کی زندگیوں میں، بندہ نے انقلاب دیکھا ہے۔ جو یقیناً عنداللہ مقبولیت کی واضح دلیل ہے..... اخلاق وکردار کی بلندی آپ کی زندگی کا خاص وصف ہے حضرت ندیم صاحب کی زندگی کی ترجمانی شاعر کی زبانی کچھ یوں ہے۔

میں محبت ہوں مجھے آتا ہے نفرت کا علاج
تم ہر اک شخص کے سینے میں میرا دل رکھ دو

ان کے بیان کی خوبیاں، حسن اخلاق کی بلندیاں، اور اکابر واسلاف سے نسبتیں یہ سب کی سب احاطہ قلم وقرطاس کے بس کی بات نہیں خصوصاً حضرت دینپوری مرحوم کیساتھ نسبت پر فخر کرتے ہیں ''میرا دین پوری یوں کہا کرتا تھا''۔ ان کی کیفیت بالکل اسی طرح ہوتی ہے۔

گل وبلبل کی طرح ہے مجھے نسبت تجھ سے
لوگ لیتے ہیں مرا نام تیرے نام کیساتھ

آپ کی دوران گفتگو جرأت وحمیت اور درس شجاعت حضرت مدنی رحمہ اللہ کی یاد تازہ کرتا ہے اور اقبال کا یہ شعر ذہن کا طواف کرنے لگتا ہے۔

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردان حر کی آنکھ ہے بینا
وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا

مغربی تہذیب اور اس کی یلغار پر وہ کڑی تنقید کرتے ہیں، یہود ونصاریٰ جو دین اسلام کے کھلے دشمن ہیں ان کی مخالفت آپ کی تقاریر کا اہم حصہ ہوتا ہے۔ جن کا چہرہ بظاہر چمکتا ہو مگر اندر کی کیفیت۔

چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر
چمکتے درو دیوار، دل بے نور ہے

بے نیازی، لوگوں کی جیبوں پہ نظر نہ رکھنا ہمارے اکابر اس میدان کے تنہا شہسوار ہیں حضرت ندیم صاحب کی گفتگو سے یہ وصف واضح چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور ہمیشہ ان کا یہی درس ہوتا ہے۔

کمال تشنگی میں جگر کا خون پی لے
کسی کے سامنے دست طلب دراز نہ کر

Scanned by CamScanner

نوجوانوں کو درس جہاد دیتے ہوئے اور حوصلہ بلند کرنے کیلئے گویا کہ وہ یوں کہہ رہے ہوتے ہیں۔

کلی کی قید میں کب تک رہے گا
تو خوشبو ہے فضاؤں میں بکھر جا
سہارا ڈھونڈنے والوں کے قافلے سے نکل
تو اپنی قوت بازو سے نام پیدا کر

خیر میں حضرت ندیم صاحب، مدظلہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اس مبارک کام کا موقعہ دیا۔ ساتھ ساتھ میں اپنے ان تمام رفقاء حیات کا بھی مشکور ہوں جو میرے علمی کام میں معاون بنتے ہیں خصوصاً معروف صاحب علم وقلم مؤلف کتب کثیرہ مولانا محمد ثناء اللہ سعد صاحب شجاع آبادی مفتی سجاد احمد صاحب مولانا محمد کلیم اختر صاحب مولانا محمد شعیب صدیقی صاحب اور جو حوصلہ افزائی میں قدم بقدم ساتھ رہتے ہیں مولانا محمد صدیق طارق صاحب۔ مولانا عبدالعزیز حسانی مولانا محمد اطہر شاہ صاحب مولانا محمد ابوبکر صدیق، مولانا محمد بلال معاویہ، بھائی محمد سلیم مہر صاحب اور پسران حضرت ندیم صاحب۔

اخو کم فی الدین
محمد عمیر شاہین صفدر
اسلامک ریسرچ سنٹر میلسی

کلمۃ الکریم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ الطیبین الطاہرین امابعد: تجلیات رمضان المبارک، بندہ کی رمضان المبارک کے انوارات وتجلیات، فیوضیات وبرکات والے مقدس مہینہ میں ہونے والی تقاریر کا مجموعہ ہے۔ جسے برادر محترم مخدوم ومکرم حضرت اقدس مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر قادری نے اپنی سرپرستی میں انجمن خدام الاسلام لاہور سے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ محترم قاری صاحب موصوف کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس سے قبل خطبات دین پوری ۴ جلد، مجموعہ رسائل ۳ جلد، مجموعہ خطبات ایک جلد، ''الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی'' اور بندہ کی کتاب تذکرۂ محبوب کبریا ﷺ اور تذکرہ سیدنا حسین جیسی بیسیوں کتب شائع کر چکے ہیں۔ تجلیات رمضان المبارک، چونکہ خطبات کا مجموعہ ہے۔ یہ تقاریر ہیں تحریر نہیں اسلئے ہر پڑھنے والا اسے تقریر کے انداز میں پڑھے اور سمجھے تو زیادہ سہل ہوگا۔ ایک عرصہ سے قاری صاحب موصوف مجھے حکم فرما رہے تھے کہ آپ کی تقاریر ضبط تحریر میں لائی جائیں اور انہیں شائع کیا جائے۔ پروگراموں کی مصروفیت، کچھ اپنی کوتاہی نااہلی رکاوٹ بنتی رہی۔ ارادہ ہوتا مگر عمل کی نوبت نہ آتی۔

ایک دن بندہ نے حنفی اسلامی کیسٹ ہاؤس خان پور ضلع رحیم یار خان پر اپنے چند رفقاء جن میں مولانا میاں محمد عارف، بھائی عبداللطیف مغل، مولانا نسیم احمد اختر، قاری خضر حیات صاحب، مولانا بشیر احمد عثمانی، قاری محمد ارشد اور بندہ کے بھانجے قاری ابوعلی عبدالقدوس ندیم وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔ میں نے قاری صاحب موصوف کے ارادہ کا اظہار کیا تو ان تمام رفقاء جو اپنے اپنے علاقہ کے خطباء بھی ہیں نے ہمت بندھوائی۔

محترم جناب مولانا میاں محمد عارف صاحب جو جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور میں ناظم دفتر بھی ہیں نے انتہائی مصروفیت کے باوجود تقاریر کو کیسٹوں سے نقل

Scanned by CamScanner

کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ مولانا محمد عارف صاحب تحریر وتقریر کے میدان کے آدمی نہ ہونے کے باوجود انہوں نے اس کام کو حسب استعداد کیا۔ اس پر وہ بندہ کے شکریہ کے مستحق ہیں میں صمیم قلب سے انکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

محترم قاری جمیل الرحمٰن صاحب نے پھر پوری کاوش سے نئے سرے سے اس کام کو مکمل کیا۔ جو انتہائی مشکل کام ہے بندہ اس سلسلہ میں کئی دفعہ تحریری اغلاط کی درستگی کے لئے لاہور بھی آیا حضرت قاری صاحب زید مجدہ کے مدرسہ جامعہ حنفیہ قادریہ کے صدر مدرس ممتاز عالم دین برادرم مولانا قاری ذکاء الرحمٰن اختر نے اس کا نام "تجلیات رمضان المبارک" تجویز کیا جو بہت پسند آیا اس کتاب کے آخر میں ایک اہم مضمون بندہ نے شامل کیا ہے جس میں ان مقدس شخصیات کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ جو رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم فنا سے عالم بقا کو چلے گئے ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب میں جن کتب سے راہنمائی حاصل کی ہے۔ ان میں، تفسیر مظہری، ابن کثیر، معارف القرآن، معالم العرفان، مشکوٰۃ شریف، مظاہر حق، سیر الصحابہ والصحابیات، بیس بڑے مسلمان، بیس مردان حق، تعارف علماء دیوبند، احوال العارفین، تاریخ الخلفاء، احوال المصنفین، تذکرہ مصنفین درس نظامی، فتوح الشام، اولیائے ہند و پاک، اخبار الاخیار، ید بیضا، تذکرہ علماء ہند، پانی پت اور بزرگان پانی پت و دیگر کئی کتب تاریخ شامل ہیں۔ یہ بات میرے لئے سعادت وخوش نصیبی کی ہے کہ میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے دعائیہ کلمات محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ کے صاحبزادے شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی اور میرے مخلص ومحسن بزرگ دوست اور بھائی حضرت فقیہ وقت مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی ناظم جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور (برادر اصغر) شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی دام اقبالہ نے تحریر فرمائے ہیں اس مجموعہ کی ترتیب کے وقت کتب بینی میں میرے عزیز بھانجے محمد ریاض، محمد ہاشم، محمد اسماعیل نے ساتھ دیا

یہ بچے دعا کے مستحق ہیں میرے کئی دوست جن میں مفتی محمد ظفر اقبال کوٹلہ جام بھکر، عزیزی جناب محمد طارق، طارق بن زیاد سکول ساہیوال مولانا خدا بخش کوٹ ادو وغیرہ جیسے کئی دیگر علماء رفقاء کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جنہوں نے مجھے حوصلہ دلایا ان سب کے نام احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔

بندہ کی دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر خاص و عام طالب حق، طالب خیر کے لئے مشعل راہ بنائے اور افق خطابت پر ابھرنے والے نئے خطباء کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بندہ اور قاری جمیل الرحمٰن صاحب و دیگر تمام احباب کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین ثم آمین آخر میں بندہ ہر قاری سے ملتمس ہے کہ اس میں کوئی تحریری غلطی ہو تو فوراً حضرت قاری صاحب کو آگاہ کرے تاکہ آئندہ نئے ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

مزید اس کتاب کے پڑھنے والے احباب سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں بندہ کو بندہ کے والدین اقرباء رشتہ داروں عزیزوں کے لئے بھی دعا کیا کریں۔

آج جس موقع پر یہ کتاب زیور طباعت سے مزین ہو کر قارئین کے ہاتھوں آرہی ہے اس موقع پر بندہ کے بڑے بچے عزیزی محمد احمد ندیم نے حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی ہے یہ ایک نیک فال ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ میرے دوسرے بچوں محمد سعد اللہ ندیم، محمد اسعد اللہ ندیم کو بھی دولت قرآن سے مالا مال کرے اور تینوں بچوں چار بچیوں کو دین متین کی خدمت اور اشاعت کیلئے چن لے آمین ثم آمین۔

ناکارہ خلائق

ابو محمد عبدالکریم ندیم: مہتمم جامعہ امداد العلوم خانپور

خطیب مرکزی جامع مسجد غلہ منڈی خانپور

مرکزی ناظم مجلس علماء اہلسنت پاکستان

Scanned by CamScanner

خطبہ نمبر1

ABDUSSAMAD RASHIDI
S/o M. Altaf Khore Afgan

شعبان کا آخری جمعہ

استقبال رمضان المبارک

Scanned by CamScanner

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ بِرِسَالَةِ مَنْ اخْتَصَّهُ مِنْ بَيْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَ جَوَاهِرِ الْحِكَمِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ مَانَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ

امابعد! اعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○

عن سلمانؓ قال خطبنا رسول الله ﷺ فی اخر یوم من شعبان فقال یایها الناس قداظلکم شهر عظیم شهر مبارک شهرفیه لیلة خیر من الف شهر جعل الله صیامه فریضة وقیام لیله تطوعا من تقرب فیه بخصلة من الخیر کان کمن ادی فریضة فی ماسواه ومن ادی فریضة فیه کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواه وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة وشهر المواساة وشهر یزاد فیه رزق المؤمن من فطرفیه صائما کان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار وکان له مثله اجره من غیر ان ینقص من اجره شیئ قلنا یارسول الله لیس کلنا یجدما یفطر به الصائم فقال رسول الله ﷺ یعطی الله هذا الثواب

من فطر صائما علی تمرة اوشربة من ماء اومذقة لبن وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار من خفف عن مملوکه فیه غفر الله له واعتقه من النار واستکثروا فیه من اربع خصال خصلتین ترضون بهما ربکم وخصلتین لاغناء بکم عنهمافاما الخصلتان اللتان ترضون بهما ربکم وشهادة ان لااله الا الله و تستغفرونه واما الخصلتان اللتان لاغناء بکم عنهما فتسئلون الله الجنة وتعوذون به من النار و من سقی صائما سقاه الله من حوضی شربة لایظماء حتی یدخل الجنة. (رواہ ابن خذیمہ بحوالہ فضائل اعمال)[1]

ترجمہ آیت: اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

ترجمہ حدیث: حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے بہت مبارک مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اس کی رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کیساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کیساتھ غم خواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کیلئے گناہوں کے معاف ہونے

1 مشکوۃ شریف ص 173 ج 1 / تحفہ رمضان ص 68 حضرت تھانوی۔

Scanned by CamScanner

اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی رحمت فرمادیتے ہیں یہ ایسا مہینہ ہے کہ اسکا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کردے (اپنے غلام اور خادم) کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہ مغفرت فرمادیتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کردو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائینگے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

تمہیدی کلمات

لائق صد تعظیم وتکریم! واجب الاحترام! دوستو! بزرگو اور بھائیو!

آج شعبان المعظم کا آخری جمعۃ المبارک ہے آج کے خطبہ جمعہ میں موقع کی مناسبت سے استقبال رمضان المبارک پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں حدیث شریف میں سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس روایت کے راوی ہیں کہ اللہ کے رسول شعبان المعظم کی آخری تاریخ میں رمضان المبارک کی اہمیت پر ایک خطبہ ارشاد فرماتے تھے جس میں پیغمبر ﷺ رمضان المبارک کے فضائل، رمضان المبارک کی

خصوصیات، رمضان المبارک کی اہمیت پر کچھ ارشاد فرماتے تاکہ لوگ رمضان المبارک کے احترام اور عظمت کو سمجھ سکیں اور آنے والے اس عظیم مہمان کی قدر اس مناسبت سے کریں جو اس کا مقام اور مرتبہ ہے آج میں بھی اس خطبہ میں رمضان پر کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، کچھ ضروری گفتگو جن کا تعلق لفظ روزے سے ہوگا اور کچھ باتوں کا تعلق رمضان المبارک کے مہینے سے ہوگا۔

محترم دوستو جس موضوع پر میں آج گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے میں نے قرآن مجید کی اس آیت کا سہارا لیا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اے ایمان والو اللہ نے روزے کو تم پر فرض کیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم لوگ متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔ آپ اس آیت پر غور کریں گے تو آپ کو ایک عجیب بات سمجھ آئے گی اس امت کے متعلق جتنے احکامات ہیں ان تمام میں اللہ تعالیٰ نے صرف امت کو حکم دیا ہے کہ یہ کام کرو لیکن روزہ ایک ایسا عمل ہے جس کے حکم دینے سے پہلے قرآن مجید نے اس کی ترغیب بھی دی ہے۔

اے ایمان والو کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ پر روزہ ایسے ہی فرض ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا کیونکہ روزہ ایک عجیب سی عبادت ہے جس میں آدمی کھانے سے رکتا ہے پینے سے رکتا ہے خواہشات سے اپنے آپ کو روک دیتا ہے بہت ساری ایسی چیزیں جو عام حالات میں اس کے لیئے جائز ہوتی ہیں روزے میں ناجائز ہو جاتی ہیں، اب یہ بہت بڑا بوجھ محسوس کرتا ہے کہ میں بلا وجہ کھانے سے رک گیا ہوں، پینے سے رک گیا ہوں، خواہشات پورا کرنے سے مجھے روک دیا گیا ہے، کھانا سامنے ہے کھانے کی جرأت نہیں کرتا، پانی سامنے ہے پینے کی جرأت نہیں کرتا، پھل فروٹ سامنے رکھے ہوئے ہیں، ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا یہ آدمی بڑا بوجھ محسوس کرتا ہے اللہ نے ترغیباً فرمایا

Scanned by CamScanner

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ایمان والو جس روزے کی فرضیت کو تم محسوس کر رہے ہو کہ صبح سے لے کر شام تک پورا دن کھانے پینے سے خواہشات نفسانیہ سے رکے ہو یہ تم پر صرف فرض نہیں تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھا جب روزہ ان پر فرض تھا تو پھر تمہارے لیئے کیا بوجھ ہے تم بھی سعادت اور غنیمت سمجھو۔

علما نے لکھا ہے پہلے جتنی امتیں تھیں کوئی امت ایسی نہیں جس پر روزے کی فرضیت کا حکم نہ آیا ہو۔

حتی کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے کہ جناب آدم ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے ہر ماہ کی 13-14-15 تاریخ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

سیدنا نوح علیہ السلام

سیدنا نوح علیہ السلام پر یوم عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔1

سیدنا داؤد علیہ السلام

سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق کتب میں ملتا ہے کہ تواتر کے ساتھ اس انداز سے روزہ رکھتے تھے ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے گویا یوں سمجھ لی جیئے کہ سال میں چھ ماہ تک روزہ رکھا کرتے تھے چھے ماہ افطار کیا کرتے تھے۔2

سیدنا موسیٰ علیہ السلام

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر چالیس دن کے روزے اللہ نے فرض کیے تھے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قوم آج بھی دو ماہ تک روزہ رکھتی ہے گویا کسی امت پر روزے کی تخفیف نہیں ہوئی روزہ سب پر فرض تھا سیدنا آدم علیہ السلام نے روزہ رکھا پیغمبر

1. البدایہ والنہایہ ص 176 ج 1 مترجم مطبوعہ مکتبہ جامعہ اشاعت العلوم و جیحہ و طنی / ابن ماجہ ص 123
2. صحیح بخاری ص 265 ج 1 ابن ماجہ 123

نوح نے روزہ رکھا ابراہیم خلیل اللہ نے روزے رکھے سیدنا داؤد بالترتیب ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھا کرتے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر مسلسل چالیس روزے رکھتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مسلسل دو ماہ کے روزوں کا حکم دیا ہے یہ روزے صرف امت محمد رسول اللہ پر فرض نہیں بلکہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھے اسلیئے قرآن نے ترغیب کا جملہ استعمال کر کے کہا يَاۤ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ایمان والو تم پر روزہ ایسے فرض ہے جیسے پہلی امتوں پر فرض تھا روزہ صرف آپ پر فرض نہیں یہ وہ بڑی سعادت دولت اور نعمت ہے جو پہلی امتوں میں بھی تھی آپ کو بھی ملی کتابوں میں لکھا ہے کہ:

سیدنا آدم علیہ السلام اور ایام بیض کے روزے

سیدنا آدم علیہ السلام جنت سے جب زمین پر اتارے گئے جنت کا حسن جنت کے سارے کمالات جو آدم کو اللہ نے جنت میں عطا فرمائے تھے اور یقیناً ہر جنتی کو جنت میں ملیں گے بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا، بیمار کبھی نہیں ہوگا، زندگی کبھی ختم نہیں ہو گی، کبھی کوئی پریشانی نہیں آئے گی، مسلسل نعمتیں ملیں گی ایسی نعمتیں جن پر کوئی زوال نہیں آئے گا اتنے بڑے کمالات کو حاصل کرنے کے بعد سیدنا آدم جب جنت سے زمین پر اتارے گئے تو بہت بڑا فاصلہ تھا سیدنا آدم علیہ السلام سراندیپ انڈیا کا ایک علاقہ ہے وہاں پر اترے حضرت حوا جدہ میں اتریں ایک دوسرے سے دونوں جدا ہو گئے ایک طرف سیدنا آدم علیہ السلام کو مسلسل اللہ کا خوف اللہ کی جلالیت کا ڈر کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَة. بھول کر نسیان کے طور پر۔ قرآن کہتا ہے آدم دلی طور پر وہ کام نہیں کرنا چاہتے تھے بھول کر کام کر بیٹھے ایک تو اس کا خوف تھا دوسرا رفیقہ حیات سیدہ حوا بھی جدا ہو گئی دونوں میں بہت بڑا فاصلہ تھا دونوں ایک دوسرے کو تلاش کرتے کرتے جہاں میدان عرفات ہے اس عرفات میں ایک پہاڑی ہے جس کو

جبل نور کہا جاتا ہے اس پہاڑی پر سیدنا آدم اور سیدہ حوا کی ملاقات ہوئی ملاقات کے بعد سیدنا آدم مسلسل روتے رہے اللہ کے حضور گڑگڑاتے رہے اللہ نے توبہ قبول فرمائی جناب آدم علیہ السلام نے کہا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ توبہ کے اعلان کے بعد ایک دن سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنا چہرہ آئینے میں یا پانی میں یا کسی چیز میں دیکھا۔ دیکھنے کے بعد یہ احساس ہوا کہ جو حسن اللہ نے مجھے جنت میں عطا کیا تھا جو کمالات مجھے جنت میں ملے تھے جو خوبیاں مجھے جنت میں ملی تھیں جو جوانی مجھے جنت میں ملی تھی جو انعامات مجھے جنت میں ملے تھے جنت سے زمین پہ آنے کے بعد وہ حسن چھن گیا کمالات ختم ہو گئے خوبیاں امتحان کے طور پر واپس لے لیں، آدم کو بڑا احساس ہوا انتہائی دکھ ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اللہ کی بارگاہ میں درخواست کی، اے اللہ اگر تو مجھ سے راضی ہے میرے اس حسن کو دوبارہ مجھے لوٹا دے تا کہ میں تیرے اس انعام اور احسان کو دوبارہ دیکھ سکوں تو اللہ کی طرف سے آواز آئی آدم اگر اپنے ان کمالات کو واپس لینا چاہتے ہو پھر تمہیں تین روزے رکھنے پڑیں گے 13-14-15 تاریخ کا روزہ اتفاق کی بات تھی، وہ ایسے دن تھے کہ جن دنوں میں رات کو چاند منور ہوتا تھا دن کو سورج روشن ہوتا تھا دن بھی روشن رات بھی روشن اس لیئے رات اور دن کی روشنی کی وجہ سے ان دنوں کو ایام بیض کہا جاتا ہے سیدنا آدم نے 13 تاریخ کا روزہ رکھا چہرا دیکھا حسن میں اضافہ نظر آیا 14 کو روزہ رکھا حسن میں اور اضافہ نظر آیا 15 کو پھر روزہ رکھا وہ کمال اور خوبیاں جو ضائع ہو چکی تھیں اللہ نے دوبارہ لوٹا دیں جنت کا گیا ہوا حسن دوبارہ واپس آ گیا، گئے ہوئے کمالات دوبارہ واپس آ گئے اس پر آدم اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیئے ہر مہینے تین دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

ایام بیض کیا ہیں؟

علما نے لکھا ہے اسلیئے ان دنوں کو ایام بیض کہا جاتا ہے کہ آدم کا گیا ہوا حسن دوبارہ لوٹ آیا جناب آدم نے ان دنوں میں روزے رکھے تھے جنکی راتیں

بھی سفید جن کے دن بھی سفید منور روشن ہوتے تھے۔ یوں سمجھ لیں کہ حسن و کمالات اور اللہ کی کھوئی نعمتوں کو دوبارہ اگر حاصل کرنا ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کی رضا کیلئے روزے رکھے۔

اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو

ایک حدیث ہے حضور فرماتے ہیں تخلقوا باخلاق اللہ[1] اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرو جو اللہ کی صفتیں ہیں اپنے اندر پیدا کرو اللہ کی کیا صفات ہیں مثلاً اللہ کریم ہے اپنے اندر کرم کی صفت پیدا کرو لوگوں سے سختی نہ کیا کرو نرمی کیا کرو۔

اللہ رحیم ہے رحم کی صفت اپنے اندر پیدا کرو۔

اللہ ستار العیوب ہے لوگوں کے عیبوں پہ پردے ڈالتا ہے تم بھی اپنے اندر وہ صفت پیدا کرو کہ کسی کا عیب تمہارے سامنے آئے اس کو ظاہر نہ کرو اس پہ پردے ڈالا کرو۔

اللہ غفار الذنوب گناہوں کو بخشنے والے ہیں اگر کوئی آدمی آپ سے معافی مانگنے کے لیئے آتا ہے اپنی خطا اور جرم کا اقرار کرتا ہے، آپ اس کو معاف کرنے کی عادت پیدا کریں۔ یہ ہے الٰہی صفات پیدا کرنا۔

اللہ قہار ہے اگر شریعت کا معاملہ آ گیا ہے اپنا بیٹا کیوں نہیں اس کو اگر جوتے مارنے پڑیں تو صفت قہاریت کا غلبہ دکھاؤ۔

اللہ جبار ہے اگر پیغمبر کی شریعت کا مسئلہ آ گیا ہے سامنے بیوی آڑے بنتی ہے بیٹا آڑے بنتا ہے بیٹی آڑے بنتی ہے ان کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کرو یہ اللہ کی صفت جباریت کا غلبہ آپ پر ظاہر ہو گا یہ ہے اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرنا۔

انسان اللہ کا خلیفہ ہے

کیونکہ انسان زمین پر خدا کا خلیفہ ہے اللہ کا نائب ہے اور نائب کا معنی یہ ہوتا ہے کہ جو احکامات افسر دے نائب عمل کرے جو خوبیاں بڑے آقا میں ہوں وہ

1

تاب اپنے اندر پیدا کرے جو کمالات اللہ نے اپنے اندر رکھے ہیں وہ اپنے بندوں کے اندر اللہ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ کریم ہے صفت کرم دینا چاہتا ہے وہ رحیم ہے صفت رحم دینا چاہتا ہے، وہ ستار العیوب ہے تم عیوب پہ پردہ ڈالنا سیکھو وہ غفار الذنوب ہے تم گناہوں کو بخشنا سیکھو جو صفت اللہ نے اپنے اندر رکھی ہے ان صفات کا عکس اللہ کے بندوں میں پیدا ہو یہ ہے معنیٰ کہ آدمی اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرے۔

روزہ صفت الٰہی کا مظہر ہے

ان خدائی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ اللہ کھانے سے بھی پاک ہے، پینے سے بھی پاک ہے، اور خواہشات نفسانیہ سے بھی پاک ہے، ہم ضرورت مند ہیں محتاج ہیں اللہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے، یہ خدائی صفت پیدا کرو کہ وہ نہیں کھاتا تم نہ کھاؤ وہ نہیں پیتا تم مت پیو۔ اس کو زندگی میں کوئی خواہشات نہیں ہیں تم بھی ان چیزوں سے دور رہ جاؤ لیکن یہ آدمی کے لیئے بڑا مشکل ہے اس مشکل کو آسان کرنے کے لیئے حکم دیا ہے کہ تم 24 گھنٹے اس کے پابند نہیں رہ سکتے چلو سال میں تمہیں ایک ماہ ایسا دے دیا گیا ہے، جس کی راتوں کو کھانے کی اجازت ہے، پینے کی اجازت ہے، سکون کی اجازت ہے خواہشات نفسانیہ کے پورا کرنے کی اجازت ہے اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے، لیکن کم از کم رات دن کا اتنا سا حصہ کہ طلوع فجر سے غروب شمس تک تو اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا کرو کہ۔

وہ اللہ کھانے سے پاک تم کھانے سے پاک۔

وہ اللہ پینے سے پاک تم پینے سے پاک۔

وہ اللہ بیوی سے پاک تم دن کو بیوی سے پاک۔

وہ اللہ خواہشات سے پاک تم خواہشات سے پاک رہو۔ اپنے اندر اتنی صفت پیدا کرلو، تو تخلقوا با خلاق اللہ جو اللہ کی صفت ہے وہ مخلوق میں آئے گی، وہ

بندے جو اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پھر ان پر انعامات کی بارش برسانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس صفت کو پیدا کرنے کا نام روزہ ہے غور کرنا! باقی جتنی عبادات ہیں ان میں اللہ کی صفات کا اظہار نہیں ہوتا مثلاً نماز ہے آپ اس میں رکوع کرتے ہیں یہ رکوع کرنا اللہ کی صفت نہیں اسلئے کہ خدا تو جھکنے سے پاک ہے۔ آپ سجدہ کرتے ہیں یہ اللہ کی صفت نہیں اللہ تعالیٰ سجدہ کرنے سے پاک ہے، آپ حج و عمرہ کیلئے کعبۃ اللہ پر جاتے ہیں طواف کرتے ہیں آپ ملتزم پر چمٹ کر دعائیں مانگتے ہیں یہ عبادت ضرور ہے اللہ کی صفت نہیں، روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے بندے کے اندر خدا کی صفت پیدا ہوتی ہے تخلقوا باخلاق اللہ اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرو۔

روزہ کا ثمرہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی تعریف اور اس کے نتائج

یا یُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ایمان والو تم پر روزہ ایسے فرض ہے جیسے تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کا معنیٰ کیا ہے ذرا غور کرنا، تقویٰ کا ظاہری معنیٰ ہے پرہیز گاری اور اس کا ایک عام معنیٰ ہے گناہوں سے بچنا ہے، لیکن ایک ہے گناہ سے بچنا بایں معنیٰ کہ ایک شخص کو گناہ کا موقع نہیں ملا اور وہ اپنے آپ کو متقی کہے کہ میں نے کبھی ایسا کام نہیں کیا یہ کوئی کمال کی بات نہیں۔

مثلاً یہ کہ ایسا آدمی جس میں مردانگی کی قوت ہی نہیں وہ مرد ہے ہی نہیں اس میں طاقت نہیں وہ کہے کہ میں نے کبھی کسی عورت کو نہیں دیکھا میرے اندر کبھی خواہش پیدا نہیں ہوئی میں بڑا متقی آدمی ہوں اس نے کوئی کمال نہیں کیا اسلیئے کہ اس کے اندر طاقت ہی نہیں ایک چھوٹا بچہ یہ کہے کہ میں بڑا نیک آدمی ہوں دیکھو میں نے تقویٰ اختیار کیا ہوا ہے میں بچہ ہوں سمجھدار ہوں لیکن میں نے شادی نہیں کی میں نے اپنے آپ پہ کتنا کنٹرول کیا ہوا ہے آپ کہیں گے یہ آٹھ دس سال کا بچہ ہے اس کے اندر تو

شادی والی صفت ہی نہیں وہ خوبی ہی نہیں جس پر شادی ضروری ہوتی ہے ایک جوان ہو پہلوان ہو طاقت ور ہو ہمت والا ہو حوصلے والا ہو پھر اس پہ حسن ہو جوانی ہو شباب ہو کمالات اور خوبیاں ہوں اور پھر ایسے معاشرے میں جہاں برائیاں عام ہوتی ہوں، ایسے معاشرے میں ہو جہاں ہر چیز اس کو میسر ہو سکتی ہو اس کے پاس دولت سلطنت بھی موجود ہے سب کچھ ہوتے ہوئے یہ شخص اپنے آپ کو گناہ سے دور رکھتا ہے یہ متقی ہے، کمال تقویٰ حاصل کیے ہوئے ہے اور کوئی آدمی اس کمال کو حاصل نہیں کر سکتا کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اللہ نے روزے کا مقصد تقویٰ بتایا ہے روزہ اسلیئے تم پر فرض ہے تا کہ تم لوگ متقی اور پرہیزگار بنو۔ اگر آپ اس پر غور کریں، یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ آ سکتی ہے کہ ایک شخص کے سامنے کھانا رکھا ہے کھانے کی طاقت موجود ہے کھائے تو پوچھنے والا کوئی نہیں روکنے والا کوئی نہیں، کھا نہیں رہا پانی سامنے رکھا ہے، پی نہیں رہا، سامنے اعلیٰ قسم کے فروٹ رکھے ہوئے ہیں ان کو کھانے کے لیئے تیار نہیں بیوی اپنی ہے درمیان میں کوئی واسطہ نہیں کوئی حجاب نہیں اکٹھے بیٹھے ہیں لیکن یہ اس کو ہاتھ نہیں لگاتا اس کے قریب نہیں جاتا حالانکہ رکاوٹ کوئی نہیں ہے، پابندی اس پر نہیں ہے صرف ایک ہی رکاوٹ ہے کہ اللہ کا حکم ہے طلوع فجر سے غروب شمس تک تم نے کھانا نہیں کھانا، پانی نہیں پینا خواہشات نفسانیہ کو پورا نہیں کرنا آپ کھانا کھا رہے تھے جوں ہی سحری کا وقت ختم ہوا آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے، چیز سامنے رکھی ہے زبان سے نہیں لگاتے، پانی سامنے رکھا ہے ایک گھونٹ پینے کے لیئے تیار نہیں دودھ سامنے رکھا ہے پینے کے لیئے تیار نہیں بیوی سامنے بیٹھی ہے آپ اس سے تعلقات بالکل منقطع کر چکے ہیں پورا دن یہ منظر رہا ہے شام کو افطاری کے وقت دسترخوان لگ جاتا ہے اعلیٰ قسم کی نعمتیں سامنے آ جاتی ہیں، اعلیٰ قسم کی چیزیں لے کر آئے ہو بچے سامنے بیٹھ جاتے ہیں بچہ اٹھا کر کھا رہا ہے کہتا ہے ابو آپ بھی لے لیں امی

آپ بھی کھا لیں وہ کہتے ہیں نہیں بیٹے ابھی تھوڑی دیر رک جاؤ انتظار کر رہے ہیں، امی ابا، کس کا انتظار ہے کہا اللہ کے حکم کا انتظار ہے نہ کوئی ہاتھ کو روکنے والا ہے نہ زبان کو روکنے والا ہے دل میں اللہ کی حضوری کا ایک تصور موجود ہے جس کا نام تقویٰ ہے کہ جب تک سورج غروب نہیں ہوتا وہ ہمیں اجازت نہیں دیتا اسوقت تک ہاتھ نہیں بڑھے گا یہ سب کچھ سامنے ہے کوئی چیز روکنے والی نہیں اب جو چیز تمہیں روک رہی ہے اس کا نام تقویٰ ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ۔

تقویٰ میں اللہ کا تصور

یہ تقویٰ اللہ کی ذات کا تصور ہے توجہ کریں ساری عبادات اپنی جگہ پر عظیم ہیں لیکن روزے میں جو اللہ کا تصور ہو سکتا ہے دنیا کی کسی عبادت میں نہیں اللہ کی ذات کا تصور جس وقت کوئی چیز آپ کے سامنے آئے فوراً خیال آتا ہے میرا روزہ ہے بھائی کوئی دیکھ تو نہیں رہا تو فوراً آدمی کو خیال آتا ہے اللہ تو دیکھ رہا ہے بندے مجھے نہیں دیکھ رہے میرا مولیٰ تو مجھے دیکھ رہا ہے، تن تنہا آپ جنگل میں ہیں کوئی شخص آپ کے ساتھ نہیں شدت کی گرمی ہے تڑپاتی ہوئی دھوپ ہے اس وقت آپ کے سامنے ٹھنڈا شربت آ جاتا ہے کوئی روکنے والا نہیں آپ اسلیئے نہیں پیتے کہ اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ اللہ کی ذات کا تصور صرف روزے میں ہے اور کسی عبادت میں نہیں آ سکتا باقی عبادات بھی اپنی جگہ قابل قدر ہیں۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ایمان والو اللہ نے تم پر روزے کو فرض کیا ہے كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم لوگ تقویٰ اختیار کرو متقی اور پرہیزگار بن جاؤ اور روزے میں تقوے کی بڑی صفت آ جاتی ہے۔

Scanned by CamScanner

خصوصیات امت، قرآن، رمضان، نبی آخرالزمان ﷺ

دیکھیں روزے سب امتوں پر تھے روزہ اس امت پر بھی ہے لیکن اس امت
کی ایک اور خصوصیت ہے جو پہلی امتوں میں نہیں تھی وہ خصوصیت کیا ہے، توراۃ زبور
انجیل آسمانی کتابیں پہلی امتوں کو ملیں وہ سب کتابیں ہیں، کتاب اس امت کو بھی ملی ہے،
فرق یہ ہے کہ ان کو کتابیں ملی ہیں ان کو خدا کا کلام ملا ہے۔ کتابیں پہلی امتوں پر اور قرآن
اس امت کے حصہ میں، آدم سے عیسیٰ تک نبی تمام امتوں کے حصے میں، محمد نبی آخرالزمان
اس امت کے حصے میں، روزے تمام امتوں کے حصے میں ماہ رمضان اس امت کے حصے
میں رمضان جیسا بابرکت مہینہ عظمت والا مہینہ یہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو ملا
ہے اس سے پہلے کسی امت کو نہیں ملا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں رمضان کیا ہے؟

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں ایک عجیب بات لکھی ہے شیخ لکھتے ہیں کہ رمضان میں ایک ایک حرف اس مہینے کی صفت کو ظاہر کرتا ہے رمضان کی ''را'' بتاتی ہے یہ رحمت کا مہینہ ہے رمضان کی ''میم'' بتاتی ہے یہ مغفرت کا مہینہ ہے حرف ''ض'' بتا رہا ہے یہ جنت کی ضمانت کا مہینہ ہے، ''الف'' بتا رہا ہے انس والفت کا مہینہ ہے، ''نون'' بتاتا ہے یہ نورانیت کا مہینہ ہے رحمت چاہتے ہو مغفرت چاہتے ہو جنت کی ضمانت چاہتے ہو انس والفت چاہتے ہو نورانیت چاہتے ہو رمضان کی برکات چاہتے ہو اس مہینہ میں عبادت کرو گے تو یہ ساری باتیں مل جائیں گی۔ [1]

رمضان کا معنیٰ کیا ہے

رمضان کا لفظ رمض سے ہے رمض کا معنیٰ جلانا۔

رمضان کو رمضان اس لیئے کہا جاتا ہے کہ گناہ جل جاتے ہیں۔

1. غنیۃ الطالبین ص 288 مترجم مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور۔

رمضان کو رمضان اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس مہینے میں آدمی کا نفس جل جاتا ہے۔

رمضان کو رمضان اسلیئے کہا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں آدمی کو بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی گرمی کے اثرات اس کے وجود پر مرتب ہوتے ہیں۔

اس لیئے بھی رمضان کہا جاتا ہے کہ اس مہینے میں شیطان جب قید ہو جاتا ہے تو شیطان بھی جہنم کی آگ میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ وہاں پر جلتا رہتا ہے، تو گویا یہ وہ عظیم مہینہ ہے جس مہینے میں ہمارے گناہ جلتے ہیں جس مہینے میں ہمارا نفس اور شیطان جلتے ہیں جس مہینے میں اللہ تعالیٰ ضبط کا مادہ انسان میں پیدا کر دیتے ہیں یہ وہ عظیم مہینہ ہے جس کو رمضان کہا جاتا ہے۔

استقبال رمضان بروایت سیدنا سلمان فارسیؓ

حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اماں عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال جب شعبان کے آخری دن رمضان کا چاند نظر آتا تو حضور ﷺ بستر سے جدا ہو جایا کرتے تھے اور پوری پوری رات اللہ کی عبادت کرتے تھے مسلمانو بڑی برکتوں کا مہینہ آ رہا ہے بڑی رحمتوں کا مہینہ ہم پہ سایہ کرنے والا ہے۔

رمضان عظیم مہینہ ہے

یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس کی آمد سے پہلے حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ لوگو تم پر بہت بڑا مہینہ آ رہا ہے عظیم کا لفظ عظمت سے ہے عظمت کا معنیٰ اتنا اونچا مہینہ جس کی عظمت کا مقابلہ کوئی مہینہ نہیں کر سکتا آپ اگر قرآن پر غور کریں قرآن مجید نے گناہوں میں شرک کو عظیم کہا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ اتنا بڑا گناہ جس سے بڑا گناہ اور کوئی نہ ہو اور اللہ کی ذات پر غور کریں وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ اللہ نے اپنی ذات کو عظیم کہا ہے کہ اس سے بڑی ذات کائنات میں کوئی نہیں اللہ نے

Scanned by CamScanner

کہ مصطفیٰ سے اخلاق میں عظیم کوئی
پیغمبر کے متعلق کہا انک لعلی خلق عظیم
نہیں۔قرآن پر غور کریں اللہ نے قرآن کی صفت بیان کی ہے کہ قرآن مجید وہ مقدس کتاب ہے جس کے متعلق کہا ولقد اتیناک سبع من المثانی والقرآن العظیم
محبوب یہ وہ کتاب ہے جو سب سے بڑی عظمت والی ہے۔تو آپ اندازہ کریں۔

قرآن کو عظیم کہا کہ قرآن تمام کتابوں کی سردار ہے۔

پیغمبر کو عظیم کہا کہ وہ تمام نبیوں کے سردار ہیں۔

اس امت کو عظیم کہا فقد فاز فوزا عظیما یہ امت تمام امتوں کی سردار ہے۔

اللہ نے اپنی ذات کو عظیم کہا کہ اس سے بڑھ کر کائنات میں کوئی ذات نہیں ہے۔

قرآن نے شرک کو جرم عظیم کہا ہے کہ اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں ہے۔

اس لیے پیغمبر نے کہا قد اظلکم شھر عظیم تم پر اتنا بڑا مہینہ آ رہا ہے کہ سال کے سارے مہینوں میں اس مہینہ کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا یہ اتنا بڑا مہینہ ہے کہ اس مہینے کے تقدس اور عظمت کا مقابلہ دنیا کا کوئی مہینہ نہیں کرسکتا۔

رمضان رحمت و برکت کا مہینہ ہے

شھر رحمة فرمایا کہ اس مہینے میں رحمت ہی رحمت برستی ہے۔

شھر مبارکہ اللہ کی طرف سے برکات کے برسنے کا مہینہ ہے۔

لیلۃ القدر کا مہینہ

فرمایا صرف اتنی بات ہی نہیں فیه لیلة خیر من الف شھر لوگو اس مہینے میں ایک ایسی رات آتی ہے جس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے تمہارے لیئے بہتر ہے۔

صبر کا مہینہ

حضور نے فرمایا شھر الصبر یہ صبر کا مہینہ ہے فرمایا ثوابه الجنه صبر کے

بدلے خدا جنت عطا فرماتے ہیں کیا یہ صبر نہیں؟ کہ کھانے سے آپ رک گئے کیا یہ صبر نہیں؟ کہ پینے سے رک گئے اس سے بڑا صبر اور کیا ہوگا؟ کہ خواہشات نفسانیہ سے اپنے آپ کو روکا ہے فرمایا اس کا بدلہ اللہ جنت عطا کیا کرتے ہیں۔

تراویح کا مہینہ

اور فرمایا لوگو یہ وہ مہینہ ہے جس کی رات کا قیام تمہارے لیئے ثواب کی چیز ہے اور دن کا روزہ اللہ نے تم پر فرض کیا ہے روزہ فرض رات کا قیام موجب ثواب اس سے مراد تراویح کا اہتمام ہے مسئلہ کے طور پر سمجھ لیں ہمارے نادان دوست جن کو مسئلے کا پتہ نہیں ہوتا بعض دفعہ بھولے پن میں کہہ دیتے ہیں او جی کوئی نہیں ''اٹھ پڑھ لو بارہ پڑھ لو کوئی بات نہیں''۔

تراویح بیس رکعت ہے اس سے کم نہیں

جس کو تراویح کہتے ہیں وہ بیس ہیں اس سے زیادہ کی تعداد حدیثوں میں ملتی ہے اس سے کم کی کوئی تعداد نہیں۔

مصنفہ ابن ابی شیبہ ایک حدیث کی کتاب ہے اس کتاب میں یہ موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان عشرین رکعت والوتر[1] اللہ کے پیغمبر رمضان میں بیس رکعتیں اور تین وتر پڑھا

---

1. مصنف ابن ابی شیبہ ص 394 ج 2 نماز تراویح بیس رکعت میں یہ مسئلہ اجماعی ہے اس بیس رکعت تراویح پر اجماع صحابہؓ ہے اور اجماع صحابہ حجت ہے۔

ذیل میں چند احادیث پیش خدمت ہیں

(1) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص 394 ج 2) اس حدیث کو خلفائے راشدین سے لیکر آج تک پوری اُمت کی تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے۔

(2) یحیٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائے (مصنف ابن ابی شیبہ ص 393 ج 2) اہل سنت کے تمام فقہاء اور محدثین کا اجماع ہے کہ دور فاروقی میں استقرار بیس رکعت تراویح پر ہی ہوا۔(باقی حاشیہ صفحہ 38 پر)

Scanned by CamScanner

کرتے تھے مسلمان بھائیو بیس رکعت تراویح کے اہتمام میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں لگتا اگر کوئی ایک گھنٹہ اللہ کی بارگاہ میں جاگنے کے لیئے آ گیا ہے تو اس کے لیئے آپ اور ہم پریشان کیوں ہو جاتے ہیں۔

تراویح کی لذت حرمین شریفین میں ہے

مسلمانو کبھی اس تراویح کی لذت کو دیکھنا ہو تو حرمین شریفین میں دیکھیں کہ امام جب کھڑا ہوتا ہے مقتدیوں کی پیچھے ہچکیں بندھی ہوئی ہوتی ہیں وہ قرآن عرب

(بقیہ حاشیہ صفحہ 37) کسی ایک مسلمہ محدث اور فقیہ نے اس کا انکار نہیں کیا۔

(3) حضرت امام حسین ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ پر جمع فرمایا کہ وہ انہیں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔(نسخہ ابوداؤد ص 1429)

(4) یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رمضان میں 23 رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔(موطا امام مالک ص 40)

(5) حضرت سائب بن یزیدؓ صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں 20 رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔(بیہقی ص 496 ج 2)

(6) حضرت ابوعبدالرحمان السلمی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ہر قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھایا کریں اور وتر خود حضرت علیؓ پڑھاتے تھے۔(بیہقی ص 496 ج 2، منہاج السنۃ ص 224 ج 4)

(7) ابوالحسنا فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعتیں پانچ تراویح پڑھائیں۔
(ابن ابی شیبہ ص 393 ج 2، بیہقی ص 497 ج 2)

(8) حضرت عبداللہ بن مسعود بیس تراویح پڑھاتے تھے۔(قیام اللیل ص 91)

(9) حضرت امام حسین ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حکم دیا بیس رکعت پڑھاؤ ہر دو رکعت پر سلام اور چار رکعت پر آرام ہو۔(مسند زید ص 139)

(10) حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر ہی پڑھتے پایا۔
(ابن ابی شیبہ ص 393 ج 2)

آٹھ رکعت تراویح ہندوستانی یہود و ہنود اور نصاریٰ کے درباریوں اور ز[illegible]یدوں کی ایجاد ہے۔اس سے قبل روئے زمین پر کسی مسجد میں بھی آٹھ رکعت نہیں پڑھائی گئیں۔

کے لہجے میں پڑھتا ہے۔اس زبان میں پڑھتا ہے جس زبان میں قرآن اترا ہے اور دو دو گھنٹے تک تراویح ادا ہوتی رہتی ہے نہ تھکاوٹ ہوتی ہے نہ پریشانی ہوتی ہے نہ کسی کو پانی پینے کا خیال آتا ہے نہ گھر کا خیال آتا ہے اور کیفیت یہ ہوتی ہے کہ آنکھوں سے آنسوں بہتے ہیں اور جب کوئی آیت غضب آ جائے تو اللہ کی جلالت کی وجہ سے اس کی قہاریت کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور تقریباً پونے دو گھنٹے تک عشاء کی نماز کا یہ منظر رہتا ہے نماز ختم ہونے کے بعد پوری رات حرمین شریفین کھلے رہتے ہیں پوری رات دنیا عبادت کرتی ہے تہجد پڑھتے ہیں لوگ نوافل کا اہتمام کرتے ہیں حتیٰ کہ فجر کا وقت آ جاتا ہے پوری رات عبادت کا سلسلہ جاری رہتا ہے پندرہ سو سال کی تاریخ میں ایک رمضان بھی حرم میں ایسا نہیں گذرا جس رمضان میں 20 رکعت سے کم تراویح پڑھی گئی ہو 20 سے زیادہ تو پڑھی گئی ہیں کم کبھی نہیں پڑھی گئی۔

میرے پیغمبر نے فرمایا لوگو لایدخل المدینة الوبا[1] میرا مدینہ قیامت تک وبا سے محفوظ رہے گا میرا مدینہ قیامت تک بدعات سے محفوظ رہے گا میرا مدینہ قیامت تک شرک سے محفوظ رہے گا میرے مدینے میں قیامت تک نفاق نہیں جا سکتا اگر 20 رکعات تراویح بدعت ہے تو پندرہ سو سال گذر چکے ہیں کیوں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھیں جن لوگوں کا یہ تصور ہے غلطی پر ہیں کہ جناب آٹھ رکعات کا حکم ہے کوئی حضور ﷺ کی حدیث نہیں، جس میں اللہ کے رسول نے نماز تراویح کا حکم دیا ہو اور اس میں آٹھ کا تذکرہ کیا ہو 20 رکعات امت مسلمہ کا فیصلہ، خلفاء راشدین کا فیصلہ۔

علی ابن ابی طالب کی روایت میں ہے کہ عمر فاروق اپنے دورِ خلافت میں خمسة ترویحات پانچ ترویحہ پڑھتے تھے ایک ترویحہ چار رکعات کا ہوتا ہے تو کل 20 کا عدد بنتا ہے خلفاء راشدین کے دور میں 20 کا عدد تھا صحابہ کے دور میں

1

کا اپنا عمل 20 تراویح کا رہا ہے آج پندرہ سو سال سے امت مسلمہ کا اتفاق 20 تراویح پر ہے اس سے کم تراویح نہیں جس کو رمضان کی نماز تراویح کہا جاتا ہے رمضان کی خصوصیت ہے وہ صرف اور صرف 20 رکعتیں ہیں۔ 20 کا عدد تھا ابن عباس کی روایت کے مطابق حضور

رمضان کی رات کی دو سنتیں، قرآن اور تراویح

رمضان کی تراویح میں دو سنتیں ہیں قرآن سننا بھی سنت ہے تراویح پڑھنا بھی سنت ہے بہت سے نادان اَلَمْ تَرَ پڑھ کر گذارا کرتے ہیں یہ قرآن کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں رمضان اور قرآن کا باہمی جوڑ ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآن رمضان وہ مہینہ ہے جس میں اللہ نے قرآن کو اتارا ہے قرآن اور رمضان کا آپس میں تعلق ہے رمضان کو عظمت قرآن کی وجہ سے ہے رمضان کی فضیلت اللہ نے قرآن میں بیان کی ہے جو شخص رمضان کا احترام کرتا ہے اسے قرآن کا احترام کرنا ہوگا جو قرآن کا احترام کرتا ہے اسے رمضان کا احترام کرنا ہوگا ان دونوں کا آپس میں جوڑ ہے یہی وجہ ہے جب رمضان کا چاند نظر آتا ہے قرآن پہلے پڑھا جاتا ہے اور روزہ بعد میں رکھا جاتا ہے کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ رمضان کا چاند اگر آج نظر آجائے تو پہلے تراویح ہوگی قرآن پڑھا جائے گا پھر روزہ رکھا جائے گا قرآن پہلے ہے اور روزہ بعد میں ہے۔

قرآن کا حق

علما نے لکھا ہے کم از کم رمضان المبارک میں دو قرآن مجید کے ختم کرنا یہ قرآن مجید کا حق ہے کہ کم از کم اتنا تو پڑھ لیا کرو۔

میاں عبدالہادیؒ دین پوری اور تلاوت قرآن

پڑھنے والوں کو تو ہم نے یوں دیکھا ہے حضرت میاں عبدالہادی دین پوری رحمہ اللہ کو میں نے بڑے قریب سے دیکھا تھا کہ رمضان المبارک میں فجر کی نماز پڑھ

کر قرآن پڑھنا شروع کرتے دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کرتے ظہر کے بعد پھر پڑھنا شروع کرتے شام کو افطاری بعد میں ہوتی قرآن کریم پہلے ختم ہوتا تھا۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اور تلاوت قرآن

شیخ الحدیث مولانا زکریا سہارنپوریؒ روزانہ رات کو تراویح کے علاوہ نوافل کے قیام میں یومیہ قرآن مجید کا ایک ختم کیا کرتے اور ایک ختم دن کو کرتے۔

سیدنا عثمان غنیؓ اور تلاوت قرآن

حضرت عثمان بن عفان ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے ان لوگوں کی قرآن سے نسبت تھی اور راتوں کو جاگنے کی لذت انہیں کو آتی ہے جن کو خدا کی قسم آخرت کی فکر ہوتی ہے جن کو پتہ ہے ہم نے مرنا ہے سونے کے لیے قبر میں بڑی رات آنے والی ہے جہاں پھر کوئی اٹھانے والا نہیں ہے جہاں کہا جائے گا نم کنومة العروس ایسے سو جیسے دلہن سیج پہ سوتی ہے سکون کی نیند کر اب تجھے کوئی نہیں اٹھائے گا لیکن دوستو ہمیں وہ رات بھولی ہوئی ہے۔

رمضان میں ملازموں پر آسانی کرو

حضور نے فرمایا یہ وہ مہینہ ہے اس مہینے کے اندر ہر شخص اپنے غلاموں پہ ان کے معاملات کو آسان کر دے اگر تمہارا کوئی ملازم ہے اس کے معاملات اس پہ آسان کر دو یوں نہیں آپ تو سکون سے بیٹھے رہو وہ سارا دن کام کرتا رہے جہاں تمہیں آرام کرنا ہے اس کو بھی آرام کرنا ہے اگر تمہیں سکون کی ضرورت ہے اس کو بھی سکون کی ضرورت ہے اگر تجھے روزے سے بھوک اور پیاس ستاتی ہے یہ وقت اس پر بھی آتا ہے اسلیئے اپنی کیفیت کو سامنے رکھ کر اپنے ملازم کے حال پر رحم کر کے اس کے بوجھ کو ہلکا کر دیا کرو۔ 1

---

1 مشکوۃ شریف ص 174 ج 1

Scanned by CamScanner

افطاری کا اجر

جس مہینے میں کوئی مسلمان 1 جب دوسرے
حضورؐ نے فرمایا یہ وہ مہینہ ہے
مسلمان کا روزہ افطار کرادیتا ہے تو اس کو روزہ رکھنے والے کے برابر اجر ملتا ہے کسی صحابی نے کہا اللہ کے رسول ہم میں ہر آدمی ایسی طاقت نہیں رکھتا کہ آدمی کو افطار کرادیں حضور نے فرمایا افطار کرانے کا معنیٰ پیٹ بھر کر کھانا کھلانا نہیں ایک کھجور سے آپ نے روزہ افطار کرادیا پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ افطار کرادیا اپنے گھر میں کچھ کھانا پکایا ہے آپ نے مسافروں کے پاس غرباء کے پاس مسجد میں کوئی چیز بھیج دی ہے وہاں اگر کسی نے افطار کرلیا ہے خواہ ایک کھجور سے کیوں نہ ہو روزہ رکھنے والے کے برابر اجر ملے گا اس پر آپ سوچیں گے مولویوں کے پاس مسجد میں پندرہ قسم کی چیزیں آجاتی ہیں اجر کس کو ملے گا ہر آدمی چاہتا ہے میری چیز سے روزہ کھولیں مجھے ثواب ملے مسئلہ ذہن میں رکھیں افطاری کی مجلس میں جتنی چیزیں وہاں پر ہیں اسوقت جس چیز سے جس آدمی نے کھائی ہے جتنی دیر تک وہاں بیٹھے رہے ہیں وہ افطاری کی مجلس ہے اور اس مجلس میں جتنے آدمیوں نے جو کچھ کھایا ہے یہ پہلا افطاری کرانے کا اجر ہے گویا ہر آدمی کو روزہ رکھنے والے کے برابر اجر ملے گا اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔

رمضان تین حصوں میں تقسیم

حضور نے فرمایا یہ وہ مہینہ ہے جس مہینے کو اللہ تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اوله رحمة وَاوسطه مغفرة وآخره عتق من النار 2 پہلے حصے میں رحمت برستی ہے دوسرے حصہ میں مغفرت کا اعلان ہوتا ہے اور آخری حصے میں اللہ قیدیوں کو جہنم سے نکال کر جنت کا ٹکٹ عطا فرماتے ہیں۔

---

1 عن سلمان بن عامر مشکوٰۃ ص 174 ج 1 / ترمذی ص 166 ج 1 / ابوداؤد عن زید خالد الجہنی ابن ماجہ ص 125

2 مشکوٰۃ ص 174 ج 1 / کنز العمال ص 222 عن سلمان / کنز العمال ص 216 ج 8 عن ابی ہریرہؓ

رمضان تاریخ ساز مہینہ

علما نے لکھا ہے رمضان ایک اہم مہینہ ہے تاریخی طور پر بڑے عظیم ترین واقعات کا تعلق اسی ماہ رمضان المبارک کے ساتھ ہے کہ

جب جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ رمضان کا مہینہ ہے۔

جب جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں وہ رمضان کا مہینہ ہے۔

جس میں روزانہ جنت سجائی جاتی ہے یہی وہ بابرکت رمضان کا مہینہ ہے۔

جس میں مچھلیاں روزہ داروں کے لیئے دعا کرتی ہیں رمضان کا مہینہ ہے۔

جس کا اول حصہ رحمت دوسرا حصہ مغفرت آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے یہ رمضان کا مہینہ ہے۔

جس میں سیدنا آدم کو صحیفے ملے رمضان کا مہینہ ہے۔

جس میں ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے اترے رمضان کی تین تاریخ تھی۔

حضرت موسیٰ کو طور پر تورات عطا کی رمضان کی 6 تاریخ تھی۔

حضرت داؤد کو زبور عطا کی گئی رمضان کی بارہ یا تیرہ تاریخ تھی حضرت عیسیٰ کو انجیل عطا ہوئی رمضان کی اٹھارہ تاریخ تھی۔

آمنہ کے در یتیم رؤف الرحیم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ پہلی وحی اتری رمضان کا مہینہ تھا۔

لیلة القدر جب آتی ہے رمضان کا مہینہ ہے۔

جس میں سب سے زیادہ اللہ کے پیغمبر عبادت کیا کرتے تھے رمضان کا مہینہ ہے۔

جس میں حضور کمربستہ ہوجایا کرتے تھے رمضان کا مہینہ ہے۔

رمضان کے تاریخی واقعات ایک نظر میں

تاریخی طور پر اسلام کا سب سے پہلا غزوہ ہوا۔

جس کو جنگ بدر کہتے ہیں تو رمضان کا مہینہ تھا۔

Scanned by CamScanner

جب مکہ فتح ہوا تو رمضان کا مہینہ تھا۔ 1

جب حضرت سیدنا عثمان کی اہلیہ سیدہ رقیہ کا انتقال 2 ہوا رمضان کا مہینہ تھا۔

پیغمبر کے سگے چچا ابو طالب دنیا سے رخصت ہوئے 3 رمضان کا مہینہ تھا۔

جب طیبہ طاہرہ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہوا رمضان کا مہینہ تھا۔

صدیقہ کائنات محبوبہ حبیب خدا گلشن رسول کی عندلیبہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ جب دنیا سے رخصت ہوئیں رمضان کا مہینہ تھا4

بدر کے میدان میں 313 نہتوں کو لے کر پیغمبر جب گئے ہیں رمضان کا مہینہ تھا۔

سب سے پہلے سود کی حرمت کا اعلان ہوا رمضان کا مہینہ تھا۔

شراب کی حرمت کا اعلان ہوا رمضان کا مہینہ تھا۔

روزے کی فرضیت کا اعلان ہوا رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔

سب سے پہلے دو نمازوں کی فرضیت کا اعلان ہوا رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔

---

1 رمضان المبارک 8ھ کو مکہ فتح ہوا۔ سیرت مصطفیٰ ص 1 ج 3

2 حضورؐ غزوہ بدر میں تشریف لے جا چکے تھے، حضرت عثمانؓ حضرت رقیہؓ کے علیل ہونے کی وجہ سے شریک غزوہ نہ ہو سکے۔ بیس سال کی عمر میں حضرت رقیہ نے وفات پائی۔
(سیرت مصطفیٰ ص 366 ج 3)

3 شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند ہی روز بعد 7 رمضان یا شوال 10 نبوی میں ابو طالب نے انتقال کیا اور پھر تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہؓ نے انتقال فرمایا بوقت وفات عمر 65 برس تھی رسول اللہ کی خدمت میں 25 برس رہیں۔ آپؐ نے خود قبر میں اتارا مگر نماز جنازہ نہیں پڑھی کیونکہ جنازہ کا حکم اس وقت نازل نہیں ہوا تھا۔ تاریخ وفات 10 رمضان 10 نبوت ہے۔
(عہد نبوت کے ماہ و سال 32 تا 34 سیرت النبی ص 156 ج 1 سیرت مصطفیٰ ص 271 ج 1)

4 رمضان 57ھ کو وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور قاسم بن محمد، عبداللہ بن عبدالرحمان، عبداللہ بن ابی عتیق، حضرت زبیر کے دونوں صاحبزادے عروہ اور عبداللہ نے آپ کو قبر میں اتارا۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (زرقانی ص 229۔236 ج 3)

آمنہ کے در یتیم کی سب سے زیادہ خدمت گزار دائی جو حضور کی والدہ کے وصال کے بعد محبوب کو مدینے سے مکے لے آئی تھی یعنی سیدہ ام ایمن جب ان کا انتقال ہوا رمضان المبارک کا مہینہ تھا

ام المؤمنین ام سلمہؓ جب دنیا سے رخصت ہوئیں رمضان کا مہینہ تھا۔

شاعر رسول حسان بن ثابتؓ کا انتقال ہوا رمضان کا مہینہ تھا۔

حیدر کرار جب شہید ہوئے رمضان کا مہینہ تھا۔

حسن ابن علی جب تخت خلافت میں بیٹھے رمضان کا مہینہ تھا۔

ایک روایت کے مطابق سیدہ فاطمہ پیغمبر کی دختر نیک اختر جب دنیا سے رخصت ہوئیں رمضان کا مہینہ تھا۔

امام بخاری کا جب جنازہ اٹھا رمضان کا مہینہ تھا۔

امام ترمذی جب دنیا سے رخصت ہوئے رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔

ابوداؤد دنیا سے رخصت ہوئے رمضان کا مہینہ تھا۔

بوعلی قلندر کا انتقال ہوا رمضان کا مہینہ تھا۔

امام الاولیاء شیخ التفسیر احمد علی لاہوریؒ جب دنیا سے رخصت ہوئے رمضان کا مہینہ تھا۔

محمد بن قاسم نے جب راجہ داہر کو شکست دی رمضان کا مہینہ تھا۔

جب ملتان قلعہ پر اسلامی پرچم لہرایا تھا رمضان کا مہینہ تھا۔

میرا وطن عزیز پاکستان معرض وجود میں آیا رمضان کا مہینہ تھا لیلۃ القدر کی رات تھی۔

اس چودھویں صدی کی سب سے پہلی جنگ عظیم جو ۱۹۱۴ میں ہوئی رمضان کا مہینہ تھا۔

Scanned by CamScanner

دین پور شریف کی بستی کے عظیم ترین ولی اللہ حضرت میاں عبدالہادی دین پوری جب دنیا سے رخصت ہوئے رمضان کا مہینہ تھا علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید نے جام شہادت نوش کیا تو رمضان کا مہینہ تھا۔

جس میں اللہ اپنے بندوں پہ رحمت بھیجتے ہیں رمضان کا مہینہ ہے۔

جس میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کا اعلان ہوتا ہے۔

رمضان کا مہینہ ہے صبح شام ایک دعا قبول ہوتی ہے رمضان کا مہینہ ہے۔

جس مہینے کی آخری رات کو پورے مہینے میں جتنے لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے ان سب کے برابر ایک رات میں مغفرت کا اعلان ہوتا ہے۔ رمضان کا مہینہ ہے۔

صرف رمضان کے واقعات پر تبصرہ کیا جائے بہت طویل فہرست ہے۔ 1

رمضان کے چار کام

حدیث میں آتا ہے حضور اکرمؐ نے فرمایا اس مہینے میں چار کام کیا کرو۔

پہلا کام اللہ کے پیغمبر نے فرمایا اللہ کا نام زیادہ لیا کرو کلمہ طیبہ کی تسبیح زیادہ پڑھا کرو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کسی وقت کسی حال میں ہوں اللہ کا نام لو آپ کو کوئی نہیں روک سکتا زبان نہیں بولتی دل میں اللہ کی ذات کا تصور ہو جتنا زیادہ ذکر کرو گے اتنا زیادہ اللہ اپنا قرب عطا کریں گے۔ 2

دوسری چیز میرے پیغمبر نے فرمایا کیونکہ اللہ کی رحمت میرے بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے اسلیئے اس مہینے میں توبہ زیادہ کیا کرو استغفار زیادہ کیا کرو مسلمانو حدیث میں ہے حضور فرماتے ہیں کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون 3 آدم ہے تو گناہ گار لیکن اللہ کو وہ گناہ گار زیادہ پسند آتا ہے جو گناہوں

1 مشکوۃ ص 182 ج 1 رواۃ احمد بحوالہ تحفہ رمضان ص 22 از حضرت تھانویؒ۔

2

3 مشکوۃ شریف ص 204 بحوالہ ترمذی۔

کے بعد رو بیٹھے اس کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں اللہ سے معافی مانگ لے اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں فرمایا لوگو جو شخص گناہوں سے توبہ کرتا ہے قیامت کے دن اس انداز سے اٹھایا جائے گا جیسے اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں تھا طوبی لمن یوجدفی صحیفته استغفار کثیرہ 1 وہ شخص خوش نصیب ہے جس کے نامہ اعمال میں قیامت کے دن سب سے زیادہ توبہ لکھی ہوئی ہوگی۔ حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ ایک ایک مجلس میں ستر ستر، سو سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ 2 دو باتیں حضورؐ نے اور فرمائیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ سے جنت کی طلب زیادہ کیا کرو کہ اللہ نے جنت بنائی آپ لوگوں کے لیئے ہے مسلمانو کافر نہیں جنت میں جائیں گے جنت مسلمانوں کی ہے مسلمانوں نے جنت میں جانا ہے طلب کیا کرو کہ اللہ بغیر حساب وکتاب کے جنت دے دوسرا فرمایا اللہ تعالیٰ سے جہنم سے پناہ مانگا کرو کہ اللہ ہم کو جہنم سے محفوظ رکھے۔

دو اضافی کام

دو کام اضافی طور پر بتا دیتا ہوں ایک یہ کہ رمضان قرآن کا مہینہ ہے اس مہینے میں قرآن مجید کی تلاوت زیادہ کیا کرو اور دوسرا رمضان پیغمبر کے صدقے سے ملا ہے رسول اللہؐ سے تعلق کا نتیجہ یہ ہو کہ اس میں کثرت سے اللہ کے رسول پر درود پڑھا کریں۔

مسائل

اب آخر میں روزہ کے متعلق چند ضروری مسائل بیان کرنا چاہتا ہوں۔

رمضان المبارک کے مہینہ کے روزے ہر مسلمان، مرد، عورت، عاقل و بالغ اور مقیم پر فرض ہیں۔ شریعت کے احکام کے مکلف مسلمان ہیں کافر نہیں۔ مرد، عورت

1 ابن ماجہ، مشکوۃ ص 206

2 اسوۂ رسول اکرم ص 158

Scanned by CamScanner

دونوں کے لئے روزہ مشترکہ عبادت ہے عقل مند پر روزہ ہے۔ پاگل پر روزہ فرض نہیں اسلئے کہ جس کو شعور نہیں اپنا ہوش نہیں وہ روزہ کا کیا احترام کرے گا۔ بالغ ہونا ضروری ہے۔ نابالغ کے لئے روزہ فرض نہیں مگر سمجھدار نابالغ بچے کو ترغیب کے لئے روزہ رکھوانا چاہیئے مقیم پر روزہ فرض ہے مسافر کو اگر دقت اور تکلیف ہو تو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اگر رکھے تو عزیمت اور فضیلت ہے۔ مسافر اگر چھوڑ دے تو بعد میں ادا ضرور کرے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے رمضان المبارک کا ایک روزہ جان بوجھ کر چھوڑ دیا اگر سارا زمانہ اس کی قضا کرتا رہے تو اس ایک روزہ کے اجر کو حاصل نہیں کر سکتا۔ 1

مسئلہ: عورت کو ایام ماہواری میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں بعد میں قضا کرے۔ رمضان المبارک والا اجر ملے گا۔

ایسے ہی جس عورت کو بچہ جنم دینے کے بعد خون آتا ہے جسے نفاس کہا جاتا ہے ان دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں بعد میں روزہ رکھیں۔

مسئلہ: بھول کر روزہ میں کچھ کھا پی لیا تو کوئی گناہ نہیں بلکہ یہ اللہ کی طرف سے روزہ دار کی مہمانی ہے۔

مسئلہ: روزہ یاد تھا مگر وضو کرتے ہوئے پانی یا کوئی اور چیز اچانک پیٹ میں چلی گئی تو اس کی قضاء ہے روزہ ٹوٹ گیا مگر یہ آدمی گناہ گار نہ ہوگا نہ ہی اس کے ذمہ اسکا کفارہ ہے۔

مسئلہ: جان بوجھ کر کوئی چیز کھا پی لی یا بیوی سے جماع کر لیا روزہ فاسد ہو گیا۔ اس کے ذمہ روزہ کی قضا بھی ہے۔ اور ایک روزہ کے بدلے ساٹھ دن یعنی دو ماہ کے اضافی روزے بطور کفارہ بھی ہیں یا پھر ساٹھ مسکینوں کو صبح

---

1 من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدھر کلہ وان صامہ (رواہ احمد وابوداؤد مشکوۃ ص 177 ج 1 / ترمذی ص 154 ج 1 / صحیح بخاری ص 259 ج 1 مطبوعہ دارالحدیث ملتان ابن ماجہ ص 118)

شام پیٹ بھر کر ایک دن کھانا کھلائے، مسائل بہت ہیں وقت کی قلت کی وجہ سے بات ختم کرتا ہوں۔ جن احباب کو مسائل کی ضرورت پیش آئے بعد میں رجوع کر لیں۔

دعا

دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ آنے والے مہمان ماہ رمضان کی عظمت وشان اور اس کی شوکت وآن کے مطابق اس کے احترام کی توفیق بخشے اور اس کی ساری بہاریں عطا کرے محبوب ﷺ نے اس مبارک ماہ کی جو برکتیں بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا کرے آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

Scanned by CamScanner

خطبہ نمبر2

رمضان المبارک کی خصوصیات اور

روزہ کے فضائل اور اہمیت

Scanned by CamScanner

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهُ مِنْ بَيْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَ جَوَاهِرِ الْحِكَمِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ مَانَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ

امابعد اعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِيْنَ 1 (الطبرانی)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ رب صائم لیس لہ من صیامہ الاالجوع، ورب قائم لیس لہ من قیامہ الاالسھر. 2 (ابن ماجہ ، نسائی)

عن ابی عبیدۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الصیام جنۃ مالم یخرقھا

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ تسحروا فان فی السحور برکۃ. 3 (بخاری ومسلم)

---

1. طبرانی فی الاوسط ،ابن حبان ،والترغیب
2. ابن ماجہ ص121 ،نسائی ص ج مشکوۃ میں الفاظ حدیث اس طرح منقول ہیں۔
کم من صائم لیس لہ من صیامہ الاالظماء و کم من قائم لیس لہ من قیامہ الاالسھر. (ص177 ج1 عن ابی ہریرۃؓ مشکوۃ)
3. صحیح بخاری ص257 ج1 ،مشکوۃ ص175 ج1 ،ترمذی ص150 ج1 ،ابن ماجہ 121

ترجمہ آیت: ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا قرآن اس حال میں کہ یہ راہ حق دکھاتا ہے لوگوں کو اور (اس میں) روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق وباطل میں تمیز کرنے کی پس جو شخص اس مہینہ کو پائے پس چاہیئے کہ روزے رکھے۔

ترجمہ حدیث نمبر۱: ابن عمر ؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

ترجمہ حدیث نمبر۲: ابی ہریرۃ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتنے ہیں روزہ دار جن کو سوائے بھوکا رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہیں شب بیدار جن کو سوائے جاگنے کے کوئی چیز نہیں ملتی۔

ترجمہ حدیث نمبر۳: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو کہ سحری میں برکت ہے۔

موضوع فضائل روزہ

درود شریف باواز بلند

لائق صد تعظیم وتکریم قابل احترام دوستو، بزرگو اور بھائیو!

گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں استقبال رمضان کے عنوان سے میں نے گفتگو کی تھی اور اس میں روزے کی اہمیت اور اس کی ضرورت اور پھر رمضان المبارک کی خصوصیات آپ کے سامنے ذکر کی تھیں اور بڑی تفصیل سے میں نے یہ بات بتائی تھی کہ چودہ سو سال کی تاریخ میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں کون کون سے تاریخی واقعات پیش آئے ہیں آج کے اس خطبہ جمعہ میں روزے کے متعلق کچھ باتیں اور رمضان المبارک کی کچھ خصوصیات اور اس کے ضمن میں کچھ مسائل پیش کرنا چاہوں گا۔

Scanned by CamScanner

نسبت میں عظمت ہے

رمضان المبارک جیسا بابرکت مہینہ امت مسلمہ کیلئے

میرے محترم دوستو! رمضان المبارک جیسا بابرکت مہینہ امت مسلمہ کیلئے
اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے ہم لوگ مسلمان ہیں اور نسبت کے بہت زیادہ قائل ہیں اور
نسبت کا بڑا احترام کرتے ہیں سمجھانے کے لیئے ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔

کپڑے کی مثال

کوئی شخص بازار جاتا ہے اپنے لیئے کپڑے خریدتا ہے اپنے کپڑے لینے کے بعد بہت سارے لوگ بچارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوکاندار سے یوں کہہ دیتے ہیں کہ تھوڑا سا کپڑے کا ٹکڑا دینا قرآن کا غلاف بنانا ہے دوکاندار بھی وہ کپڑا اٹھا کر دیتا ہے جو نہ اس کے کام کا نہ اپنے کام کا اور اگر پوچھیں کہ اس کی قیمت کیا؟ ہے وہ شخص یہ کہہ دیتا ہے اس کی کیا قیمت لوں تم نے قرآن پر غلاف چڑھانا ہے کیا ضرورت ہے پیسے دینے کی، میں بھی مفت دیتا ہوں، گویا اس نے بھی قرآن پر احسان کیا، آپ نے بھی قرآن کی خدمت کے جذبے سے غلاف لیا جو بغیر قیمت کے ملا۔ گویا ایسا کپڑا لیا جس کی کوئی قیمت نہیں تھی اس قسم کا تھا جس کو آپ نہیں پہنتے وہ کپڑا آپ لاتے ہیں۔ بطور خدمت یہ قرآن پر چڑھا دیتے ہیں اب اس کپڑے کی نسبت اللہ کے قرآن کی طرف ہوگئی ہے اب آپ یہ اندازہ لگائیں ایک وہ کپڑا جو کسی بادشاہ کے سر پر ہو، پیر کے سر پر ہو، کسی عالم کے وجود پر ہو، کسی صاحب علم اور صاحب کمال نے اپنے سر پر پگڑی پہن رکھی ہو، کوئی آدمی اس کو چومنے کے لیئے تیار نہیں مگر وہ کپڑا جس کی کوئی قیمت نہیں۔ بے قیمت ہونے کے باوجود جب اس کپڑے کی نسبت اللہ کے قرآن کے ساتھ وابستہ ہوگئی ہے آپ یہ جانتے اور دیکھتے ہیں قرآن مجید کے ساتھ جب اس کپڑے کو اٹھایا جاتا ہے تو ہم قرآن بعد میں چومتے ہیں اس کپڑے کو پہلے چومتے ہیں اس کپڑے کا کوئی کمال نہیں اس کی نسبت قرآن کے ساتھ ہوگئی ہے اب یہ قرآن کی نسبت اور عظمت کی وجہ سے کپڑا چوما جا رہا ہے۔

لکڑی کی مثال

لکڑی ہے بے کار۔ آپ کے کام نہیں آتی اس لکڑی کو آپ نے لیا اس کی ایک رحل بنالی جب آپ قرآن اٹھاتے ہیں تو اس وقت رحل بھی اٹھاتے ہیں جب قرآن رکھتے ہیں اس وقت رحل بھی رکھتے ہیں جیسے قرآن کا احترام کرتے ہیں ویسے رحل کا بھی احترام کرتے ہیں کسی اور کو رحل پر چڑھنے کی اجازت نہیں دیتے اس کے اوپر سے گذرنے کی اجازت نہیں دیتے یہ کس چیز کا احترام ہے؟ تو آپ صاف طور پر یہ بات کہتے ہیں کہ صاحب! قرآن مجید کی نسبت کا احترام ہے کہ اب اس لکڑی کی نسبت قرآن کے ساتھ وابستہ ہوگئی ہے یہ لکڑی کا احترام کیا جا رہا ہے کپڑے کی نسبت قرآن کے ساتھ ہوگئی ہے کپڑے کا احترام کیا جا رہا ہے۔

کاغذ کی مثال

آپ اگر غور کریں تو یہ بات آپ کو سمجھ آجائے گی کہ اسی طریقے سے کسی عام کاغذ پر قرآن مجید کی آیت لکھ دی جائے۔

دوستو سنو! اعلیٰ قسم کا لیٹر پیڈ ہو، خوبصورت ورقہ ہو، زمین پر پڑا ہو کوئی آدمی اس کو اٹھانے کے لئے تیار نہیں، رف ورقے پر بسم اللہ لکھی ہو اگر زمین پر نظر آجائے تو مسلمان اس کو اٹھاتا ہے۔ صاف کرتا ہے۔ چومتا ہے۔ سینے سے لگاتا ہے۔ سر پہ رکھتا ہے۔ عظمت والی اور بلند جگہ پر رکھ دیتا ہے اس کاغذ کا اپنا احترام نہیں بلکہ اس کاغذ کی نسبت قرآن کے ساتھ ہوگئی ہے تو کاغذ چوما جاتا ہے لکڑی کی نسبت قرآن کے ساتھ ہو جائے تو لکڑی کا احترام ہوتا ہے جس کپڑے کی نسبت قرآن کے ساتھ ہے اس کپڑے کا احترام کیا جاتا ہے۔

لیلۃ القدر کی مثال

لیلۃ القدر میں قرآن اترا ہے لیلۃ القدر تمام راتوں کی سردار بنی ہے جیسا

کہ قرآن کریم کہتا ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۔ بے شک ہم نے اس عزت والی
رات میں قرآن اتارا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی نسبت سے لیلۃ القدر کو عظمت ملی۔

رمضان کی مثال

قرآن کہتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ یہ رمضان وہ
مہینہ ہے جس میں اللہ نے قرآن اتارا ہے تو آپ کو قرآن کی نسبت کا اندازہ ہو گیا۔
اسلیئے رمضان تمام مہینوں کا سردار ہے اس کی سرداری کا سبب یہ ہے کہ اس
کی نسبت قرآن کے ساتھ ہے۔

قرآن کی نسبت

سنو! قرآن ایک ایسا کلام ہے جس کی نسبت رب رحمان کے ساتھ ہے
اب اس کا اندازہ کریں جس کی نسبت اللہ کے ساتھ ہے جو قرآن پڑھتا ہے وہ گویا
ایسے ہے جیسے اللہ سے باتیں کر رہا ہو، یہ ایک ایسی نسبت ہے جس نسبت کی وجہ سے
اس مہینے کو عظمت ملی ہے۔
آپ اس خصوصیت کو سمجھیں قرآن اس امت کے حصے میں آیا جس نبی
کے پاس یہ قرآن آیا۔ وہ نبی بھی اس امت کے حصے میں آئے۔
جس مہینے میں قرآن آیا ہے وہ مہینہ بھی صرف اس امت کے حصے میں آیا ہے۔
میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں ایک بات بتائی تھی مہینے سب امتوں کو
ملے۔ رمضان اس امت کو ملا ہے کتابیں سب کو ملی ہیں قرآن اس امت کا حصہ ہے۔
نبی سب کو ملے ہیں نبی آخر الزمان اس امت کا حصہ ہیں۔
تو اللہ کے رسول بھی اس امت کا حصہ۔ قرآن بھی اس امت کا حصہ اور
رمضان بھی اس امت کا حصہ۔ یہ ساری چیزیں اس کے حصے میں اسلیئے آئی ہیں کہ اللہ
نے اپنا قرآن اس امت کے حصے میں رکھا ہے اس قرآن کی نسبت کی وجہ سے
رمضان مجھ کو اور آپ کو ملا ہے۔

رمضان المبارک کا ہر لمحہ سعادت

پھر رمضان المبارک کے فضائل پر اگر غور کیا جائے کہ یہ ایک ایسا بابرکت مہینہ ہے جس کا ایک ایک لمحہ سعادت کا، جس کی ایک ایک گھڑی عظمت والی، ایک ایک سیکنڈ برکتوں والا، جس کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جس وقت اللہ کی رحمت نہ اترتی ہو، اگر احادیث کا مطالعہ کیا جائے، علماء اور بزرگوں سے کچھ سمجھا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رمضان المبارک صرف ایک ایسا مہینہ ہے جو تمام مہینوں کی سرداری کا تاج اپنے اوپر لیئے ہوئے ہے۔

رمضان المبارک میں اس امت پر پانچ انعام

نبی کریم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا (اعطیت امتی خمس خصال) اللہ اس مہینے میں میری امت کو پانچ ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے جو میری امت سے پہلے آدم سے عیسیٰ تک کسی پیغمبر کو اللہ نے وہ نعمتیں نہیں عطا فرمائیں۔ نہ کسی نبی کے حصے میں آئیں نہ کسی امت کے حصے میں۔ جو محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے اور اس قرآن کی عظمت اور برکت کے واسطے سے رمضان کے تقدس کی وجہ سے اللہ نے اس امت کے حصے میں عطا فرمائی۔ وہ پانچ چیزیں کیا ہیں۔

پہلا انعام: روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ قیمتی

حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلی چیز جو اللہ نے میری امت کو عطا فرمائی ہے وہ **لَخَلُوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک**[1] روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک و عنبر سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے یہ بو کیا ہے۔ عام طور پر شام کو افطاری سے پہلے مغرب کے قریب پورا دن معدہ خالی ہونے کی وجہ سے فطری

1. عن ابی ہریرۃ مشکوۃ ص 173 ج 1 / ترمذی ص 159 ج 1 صحیح بخاری ص 225 ج 1 صحیح مسلم ص 363 ج 1 / ابن ماجہ 118

بعض دفعہ اس بو کا دوسرے آدمی کو بھی احساس
طور پر منہ میں ایک بو سی پیدا ہو جاتی ہے
ہوتا ہے اگر دوسرے کو احساس نہ ہو تو کم از کم جس کے اندر یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے
اس کو ضرور احساس ہو جاتا ہے اب ظاہراً یہ بدبو ہے لیکن اس کے پیدا ہونے کا سبب
چونکہ روزہ ہے اللہ کے ہاں روزہ بندے کا محبوب عمل ہے۔ اللہ کی صفت ہے۔ اللہ
تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے جو اللہ اپنے بندوں سے اس بات کو پسند کرتے ہیں۔ جس
کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا کہ الصوم لی وانا اجزی بہ 1 روزہ میرے لیئے ہے اس
کی جزا میں خود دیتا ہوں جب یہ اتنی بابرکت نعمت ہے کہ اس کی وجہ سے شام کو روزے
دار کے منہ میں بو پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے نفرت ہوتی ہے لیکن اللہ کے ہاں اس بو
کی اتنی قیمت ہے کہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بندے تو نے پورا دن بھوک اور پیاس کو
برداشت کیا ہے اب جو تیرے منہ سے بو آ رہی ہے میرے نزدیک اس بو کی قیمت
مشک وعنبر سے بھی زیادہ ہے۔

علماء نے لکھا ہے اس کے مختلف اسباب ہیں یا تو یہ قیامت کے دن میدان
محشر میں جہاں نامہ اعمال تلے گا وہاں اس بو کی قیمت کا پتہ چلے گا کہ مشک وعنبر بھی اس
بو کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے جہاں ایک طرف جنت میں مشک وعنبر کی خوشبو رکھی جائے گی
دوسری طرف روزے دار کے منہ کی بو اس سے بھی زیادہ قیمتی ہوگی۔

علماء نے دوسرا مفہوم اس کا یہ لکھا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ دار
کو اس منہ کی بدبو کے بدلے جنت میں خوشبو عطا فرمائیں گے جو اس کا صلہ اور
انعام اس کو نصیب ہوگا۔

ان میں سب سے بڑی چیز جس کو اہل ذوق نے لکھا ہے دراصل یہ چیز اسباب
محبت میں سے ہے کہ جب کسی سے پیار ہو جاتا ہے یا آدمی کا کسی سے ذاتی تعلق پیدا ہو

1 عن ابی ہریرۃ مشکوٰۃ ص 173 ج 1 ترمذی ص 159 ج 1 مسند ابی یعلی ص 434 ج 1
صحیح بخاری ص 254 ج 1 عن عبداللہ بن سلام ابن ماجہ ص 118 صحیح مسلم ص 363 ج 1

جاتا ہے تو محبوب کی ادائیں ظاہراً کتنی ہلکی کیوں نہ ہوں لیکن آدمی کوشش یہ کرتا ہے کہ
محبوب کی بات کو محبت کے انداز میں پیش کرے۔ اس کی برائی بھی ہو تو اس کو بھی بھلائی
کے انداز میں پیش کرتا ہے۔ کوئی اس کا گلہ بھی کرے یہ اس کا اچھا مفہوم پیش کرتا ہے۔

فرمایا روزے دار کے منہ کی بو جو اللہ کے ہاں مشک وعنبر سے زیادہ قیمتی ہے
اللہ بتانا یہ چاہتے ہیں کہ عام لوگ جس بو سے نفرت کرتے ہیں تم چونکہ میرے محبوب
ہو جاتے ہو اسلیئے اب تمہاری یہ بو، بو نہیں رہتی میں تمہیں اپنا بنا لیتا ہوں دنیا میں
مصنوعی طور پر کوئی کسی کو محبوب بنا لے محبوب کی بیماری اسکے لیئے اس کے نزدیک بیماری
کا باعث بن جاتی ہے محبوب کی پریشانی اس آدمی کو زیادہ پریشان کر دیتی ہے محبوب
اگر اس وقت پریشان بیٹھا ہو تو محب کوشش یہ کرے گا اس کو کسی طرح بہلائے نفرت
نہیں کرتا، دور نہیں بھاگتا اگر کوئی آدمی یہ کہے مجھے اس سے نفرت آتی ہے تو محب یہ
کہنے پہ مجبور ہوتا ہے کہ یہ تو میرا محبوب ہے۔ اس کی ہلکی چیزیں بھی مجھے اچھی لگتی ہیں۔
اللہ کے ہاں بھی وہی ایک قانون ہے کہ جب تم دنیا میں کسی سے محبت کرتے ہو اس کی
برائیاں تمہیں اچھی لگتی ہیں۔ اس کی بدبو تمہیں خوشبو لگتی ہے تو جو روزے دار روزہ رکھ
لیتا ہے کتنا بڑا مجرم کیوں نہ ہو کتنا بڑا گنہگار کیوں نہ ہو۔ کتنا بڑا سیاہ کار کیوں نہ ہو مگر
جب رمضان المبارک کے مہینے میں صبح سحری کر کے شام تک بھوک اور پیاس کی
شدت کو برداشت کرتا ہے شام کو اس کے منہ سے جو بدبو آتی ہے جس سے دنیا نفرت
کرتی ہے اللہ کے نزدیک یہ مشک عنبر سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔

دوسرا انعام: سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا روزہ دار کے لیئے سمندر کی مچھلیاں مغفرت کی دعا
کرتی ہیں اور سمندر کی مچھلیاں یہ آخری حد ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جتنی مخلوق خدا نے
پیدا کی ہے ساری مخلوق روزے دار کے لیئے دعا گو ہوتی ہے۔ 1

1. وتستغفر لهم الحيتان حتى يفطروا كذفي الترغيب رواه احمد والبزاز والبيهقي وابن حبان.

Scanned by CamScanner

حدیث میں آتا ہے اللہ جب کسی کو اپنا محبوب بناتے ہیں، اللہ ملاء الاعلیٰ فرشتوں میں اعلان کرتے ہیں۔

فرشتو! یہ بندہ میرا پیارا ہے۔ میں اس سے پیار کرتا ہوں تم بھی اس سے پیار کرو۔

وہ فرشتے آسمان کے فرشتوں میں اعلان کرتے ہیں۔

آسمانوں والے فرشتے زمین والے فرشتوں میں اعلان کرتے ہیں۔

زمین کے فرشتے دنیا میں اعلان کر دیتے ہیں۔

پھر اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ:

فرشتے بھی محبت کرتے ہیں۔

انسان بھی اس آدمی سے محبت کرتے ہیں۔

جانور بھی اس آدمی سے محبت کرتے ہیں، بلکہ اس سے ایک فطری تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ سمندر کی تہہ میں جو مچھلیاں اور جانور رہتے ہیں وہ اس آدمی سے محبت بھی کرتے ہیں۔ اس کی مغفرت کی دعا بھی کرتے رہتے ہیں۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ آج ہزاروں ولی جو دنیا میں موجود نہیں ہم ان کے نام سے عقیدت رکھتے ہیں۔

جنید بغدادی کا نام آئے۔

بایزید بستامی کا نام آئے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام آئے۔

کسی ولی اللہ کا نام آئے۔

کسی صحابی کا نام آئے۔

کسی تابعی یا تبع تابعی یا ائمہ مجتہدین کا نام آئے۔

کسی کا نام آئے عقیدت کی وجہ سے آنکھیں جھک جاتی ہیں۔

کوئی اگر ان کی مخالفت میں گفتگو کرے ہم لڑنے مرنے کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جان دینے کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں۔

ہم نے ان بزرگوں کو دیکھا نہیں۔ ان کا زمانہ نہیں پایا۔ ان کے قریب نہیں رہے۔ ان کی اداؤں سے واقف نہیں لیکن وہ ایک فطری محبت جو اللہ بندوں کے دلوں میں اپنے پیارے بندے کی ڈال دیتے ہیں یہ وہی محبت ہے جو انسانوں میں بھی ڈال دی جاتی ہے جو جانوروں میں بھی ڈال دی جاتی ہے۔

اللہ کا فیصلہ ہے کہ جو مؤمن روزے رکھ لیتا ہے۔ بھوک پیاس کی شدت کو برداشت کرتا ہے۔ اللہ اعلان کر کے کہتے ہیں کہ ساری کی ساری مخلوق خواہ فرشتے کیوں نہ ہوں۔ جن کیوں نہ ہوں۔ نباتات کیوں نہ ہوں۔ حیوانات کیوں نہ ہوں۔ جمادات کیوں نہ ہوں۔ سمندر کی تہہ میں رہنے والی مخلوق کیوں نہ ہوں روزے داروں سے جب میں محبت کرتا ہوں۔ تو تم بھی روزہ دار سے محبت کرو۔ چنانچہ ساری مخلوق محبت کرتی ہے صرف محبت نہیں کرتی بلکہ ان کے لیئے دعا بھی کرتی ہے کہ اے اللہ! جب یہ تیرا بندہ ہے تو اس کی سیاہ کاریوں کو نہ دیکھ اس کی بھوک پیاس کی شدت کو دیکھ کر اسکے لیئے تمام گناہوں کی معافی کا اعلان کر دے صرف روزے دار کو یہ انعام ملتا ہے۔

تیسرا انعام: روزانہ جنت مزین کی جاتی ہے

حضور ﷺ فرماتے ہیں رمضان المبارک میں روزانہ جنت کو مزین کیا جاتا ہے روزانہ سجائی جاتی ہے [1] اعلان ہوتا ہے کہ:

1 مشکوۃ ص 173 ج 1 صحیح بخاری ص 255 ج صحیح مسلم ترمذی ص 147 ج 1 ابن ماجہ 119

جو اس وقت تجھ سے بہت دور ہیں۔
اے جنت عنقریب میرے وہ پیارے بندے
جنہوں نے تیرے حسن و جمال کو نہیں دیکھا۔
تیری آسائشوں کو نہیں دیکھا۔
تیرے انعامات کو نہیں دیکھا، وہ بن دیکھے میری ذات پر یقین رکھتے ہیں
آج میں اللہ تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میرے وہ بندے دنیا کی تکالیف برداشت
کرنے کے بعد بہت جلد آنے والے ہیں میں پھر ان انعامات سے ان کو مالا مال
کروں گا، جنت کو بھی خدا تسلی دیتے ہیں، جنت کو سجایا جاتا ہے، جنت انتظار میں رہتی
ہے، جنت اللہ سے سوال کرتی ہے کہ اللہ جن کے لیئے مجھے اتنی جلدی سجایا جا رہا ہے وہ
تیرے بندے میرے پاس کب پہنچنے والے ہیں؟ اللہ جنت کو تسلی دیتے ہیں میرے
بندے جلد دنیا کی مشکلات برداشت کر کے آنے والے ہیں۔

چوتھا انعام: سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں

حضور ﷺ فرماتے ہیں یہی وہ مہینہ ہے جس میں سرکش شیاطین کو قید و بند[1] کی صعوبتوں میں ڈال دیا جاتا ہے شیطان قید ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان عام گناہوں سے پرہیز کرتا ہے وہ باتیں جو غیر رمضان میں ہوتی ہیں رمضان میں احتراز کیا جاتا ہے پرہیز کر لیا جاتا ہے۔

پانچواں انعام: دن رات دعا قبول ہوتی ہے

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی خصوصیات میں فی کل یوم ولیلة دعوة مستجابه[2] اس مہینے میں روزانہ دن اور رات میں اللہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں۔

---

1. مشکوٰۃ ص 173 ج 1 صحیح بخاری 225 ج 1 صحیح مسلم ص ج ترمذی ص 147 ج 1 ابن ماجہ ص 118
2.

صبح سحری کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔
افطاری کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔
روزے دار کی روزے کی حالت میں بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ حتی کہ یہ سو جائے نیند میں مصروف ہو جائے یہ محو خواب ہوتا ہے فرشتے اس کی عبادت لکھتے رہتے ہیں۔ ایک ایک لمحہ عبادت کا ہے۔ ایک ایک لمحہ قبولیت دعا کا ہوتا ہے اور فرمایا اس کی اتنی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور مغفرت کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حتی کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ روزانہ ساٹھ ہزار آدمیوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

ایک روایت میں اس سے بھی زیادہ ہے اور حضور نے فرمایا اللہ پورے مہینے میں جتنے گناہ گاروں کے گناہوں کی معافی کا اعلان کرتے ہیں ان تمام کے برابر رمضان کی آخری رات میں اعلان کر دیا جاتا ہے کہ آج رات میرا دریا رحمت اتنا جوش میں ہے کہ پورے مہینے میں جتنے لوگوں کے لیئے معافی کا فیصلہ ہوا ہے آج ایک دن سب کے برابر معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

روزہ داروں پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں

حضور اکرم ﷺ نے ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا ابن عمر کی روایت میں ہے فرمایا إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ[1] لوگو! اللہ اور اللہ کی رحمت کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اگر قرآن مجید کی اس آیت کو سامنے رکھیں جس میں اللہ کہتے ہیں إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پہ رحمت بھیجتے ہیں درود بھیجتے ہیں ایمان والو تم بھی محمد رسول اللہ ﷺ پہ درود وسلام پڑھا کرو اگر اس آیت کریمہ کو سامنے رکھ کے پھر اس حدیث سے مطابقت کریں تو آپ کو

---

1. طبرانی فی الاوسط۔

Scanned by CamScanner

مسئلہ سمجھ میں آ ئے گا کہ اللہ کی وہ خاص رحمت جو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے لیئے
ے جو فرشتے بھی پیغمبر کیلئے دعا گو ہوتے ہیں۔ اللہ کی رحمت پورا سال محبوب کی طرف
متوجہ رہتی ہے۔ پیغمبر کے جسم اور روح کی طرف متوجہ ہوتی ۔ ہ، وہ رحمت خاصہ جب
رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جیسے آمنہ کے در یتیم پر برستی رہتی ہے ویسے پیغمبر کے واسطے
ے اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام روزے دار امت پر بھی رحمت برساتے ہیں۔

سحری کا کھانا برکت والا ہے

حضور نے فرمایا کہ لوگو صبح سحری کا کھانا ضرور کھایا کرو یہ بڑی برکت کا کھانا
ہے ان فی السحور برکۃ [1] اس میں اللہ نے بڑی برکت رکھی ہوئی ہے۔

سحری کا افضل وقت

بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ آخری وقت میں سحری کھانا افضل ہے حضور نے فرمایا
خالف الیھود و النصاری یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کیا کرو روزے وہ بھی رکھتے
تھے تم بھی رکھتے ہو مگر وہ صبح سحری کا کھانا نہیں کھاتے تھے ان میں چوبیس گھنٹے روزے کا
رواج تھا۔ شام کو کھانا کھایا پھر دوسرے دن شام کو کھاتے تھے۔ ابتداء اسلام میں مسلمانوں
کے لیئے بھی یہی قانون تھا لیکن پیغمبر کی امت کے لیئے بہت بڑی آسانی فرمائی جس وقت
دوسرا سال آیا رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے احکام آئے تو حکم بدل گیا۔

صحابہ کا عمل امت پر انعام و احسان ہے

یہاں پر ایک بات ضروری ہے جو کہتا چلوں کہ صحابہ کے کچھ عمل ایسے ہیں
بلکہ پوری زندگی صحابہ کی ایسی ہے کہ وہ اعمال جن کو دنیا گناہ سمجھتی ہو معاذ اللہ جن کو
لوگوں کی نظر میں ظاہراً جرم کہا جائے مگر خدا کے ہاں اتنا پسندیدہ ہو جاتے ہیں اللہ ان کو
دین بنا کر قیامت تک شریعت کا حصہ بنا دیتے ہیں۔ ابتدا اسلام میں چوبیس گھنٹے کا

1 مشکوۃ ص 175 ج 1 / صحیح بخاری ص 257 ج 1 صحیح مسلم ص ج / ترمذی 150 ج 1۔

روزہ تھا شام کو افطار کیا ہے سونے سے پہلے کھانا کھا لو نیند آ گئی ہے تو دوسرا روزہ شروع
ہو گیا اب دوسرے دن بھی پورا روزہ ہوتا تھا ایک صحابی سفر پر گئے ہوئے تھے واپس
آئے تھکے ہوئے تھے سو گئے، افطاری کا وقت گذر گیا آنکھ کھلی اگلے روزے کا وقت
شروع ہو گیا تھا اب چوبیس گھنٹے کا یہ روزہ تھا۔ چوبیس گھنٹے کا دوسرا روزہ رکھنا پڑ گیا
48 گھنٹے کا روزہ ہو گیا اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ اسی دوران جوان تھے شادی ان کی کچھ دن
پہلے ہوئی تھی نوعمر تھے حکم تھا چوبیس گھنٹے کا روزہ ہے جس میں کھانے اور پینے کی اجازت
نہیں بیوی کے پاس جانے کی اجازت نہیں وہ اپنی بیوی کے پاس چلے گئے بڑی پریشانی
ہوئی کہ میں کیا کر بیٹھا۔ صبح اٹھے دونوں پیغمبر کی خدمت میں آئے ایک نے آ کر کہا اللہ
کے رسول ﷺ آپ فرماتے ہیں کہ شریعت بڑی آسان ہے احکامات بڑے آسان
ہیں یہ تو اتنی مشکل آ گئی ہے میں نے تو پرسوں کا کھانا کھایا ہوا ہے 48 گھنٹے کا مجھے
مسلسل روزہ شدت کی گرمی نا قابل برداشت عمل ہے اور دوسرے کہنے لگے اللہ کے
رسول ﷺ آپ فرماتے ہیں شریعت میں بڑی آسانی ہے پورا مہینہ رمضان
المبارک کا بیوی سے جدا رہنا اپنے آپ پہ اتنا بڑا کنٹرول کرنا آپ کے حکم کی تعمیل کرتے
ہیں لیکن نفس و شیطان بڑا غالب ہوتا ہے ہم کیا کریں۔ صحابی رسول پیغمبر ﷺ کے
سامنے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے اس جرم کا اقرار کرتے ہیں محبوب یہ واقعہ
سرزد ہو گیا ہے اللہ کے رسول ﷺ بھی سوچ رہے ہیں اسی وقت قرآن مجید نازل
ہوتا ہے اللہ اعلان کرتے ہیں اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ھُنَّ
لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ
عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ پیغمبر ﷺ اعلان کر دیجیئے آپ اپنے ان یاروں کو بتا دیجیئے کہ
تم سے جو خطا سرزد ہوئی ہے جو واقعہ پیش آ گیا ہے جو غلطی کر بیٹھے ہو جو بیوی کے پاس
چلے گئے ہو۔ کھانا کھا لیا ہے ظاہراً تم نے تو بہت غلطی کی ہے۔ یقیناً جرم تھا اس پہ اللہ
کے قانون کے تحت گرفت ہونی چاہیئے تھی سختی ہونی چاہیئے تھی۔

لیکن مسلمانو! خدا پیغمبر ﷺ کے صحابہ کا اتنا بڑا وکیل صفائی ہے کہ اللہ نے کوئی سزا نہیں دی کسی قسم کا کوئی جرم نہیں عائد کیا بلکہ خدا وکیل صفائی بن کر کہتا ہے کہ پیارے تیرے یاروں سے غلطی ہوئی ہے یہ ان کے لیئے غلطی تھی میں اس کو قیامت تک کے لیئے شریعت کا حصہ بنا کر اعلان کرتا ہوں أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ آج کے بعد اعلان کرتا ہوں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں غروب شمس سے لے کر صبح طلوع فجر تک پوری کی پوری رات کھائیں بھی سہی، پیئیں بھی سہی، بیویوں کے پاس بھی جائیں کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں تیرے یاروں کا یہ عمل ظاہری طور پر دنیا کی نظر میں گناہ ہوگا لیکن میں رب اس عمل کو اتنا محبوب کر رہا ہوں کہ میں اس کو قانون بنا کر قیامت تک کی امت پر محمد ﷺ کے صحابہ ؓ کا یہ احسان بتلانا چاہتا ہوں اگر صحابی یہ عمل نہ کرتا تمہارے لیئے یہ قانون نہ بنتا اسلیئے اس کو شریعت کا مسئلہ بنا دیا کہ آج کے بعد کوئی شخص تنقید نہ کرے کہ صحابہ نے فلاں کام کیسے کیا دیکھو لوکام ان سے ہو گیا ہے میں اس کو شریعت بناتا ہوں قانون بناتا ہوں آج کے بعد حلال ہے اور پھر اگلا جملہ کہا خبردار عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ اللہ خوب جانتے ہیں کہ تم سے غلطی ہوگئی ہے تم نے خیانت کی ہے اللہ کے قانون کو پورا نہیں کر سکے یہ اللہ جانتے ہیں مگر اس کو گناہ کہنے کی کسی کو اجازت نہیں کیونکہ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ اللہ ان کو معاف کر چکے ہیں خدا نے ان کی توبہ کو قبول کر لیا ہے اللہ ان کی طرف اپنی رحمت کو متوجہ کر چکے ہیں۔

میرے محبوب! کی تو ان لوگوں نے غلطی ہے۔ لیکن قیامت تک شریعت بنا کر رمضان کی راتیں بیویوں کے پاس جانے کے لیئے حلال، کھانے پینے کے لیئے حلال کر رہا ہوں لیکن کم از کم دن کو تو روزہ رکھ لیا کریں صحابہ کا عمل اللہ کے ہاں اتنا مقبول ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا یہودیوں عیسائیوں میں اور مسلمانوں میں فرق یہ ہے 1

1 مشکوۃ ص 175،176 ج 1 / سنن ابی داود ص 328 ج 1 / ابن ماجہ ص 122 / ترمذی 150 ج 1 / صحیح بخاری ص 263 ج 1

وہ سحری کا کھانا نہیں کھاتے تھے تم صبح سحری کا کھانا کھایا کرو اور اس کھانے کو برکت کا کھانا سمجھ کر کھایا کرو اس کھانے پہ قیامت کے دن مواخذہ اور حساب نہیں ہوگا یہ وہ کھانا ہے جس میں کسی کو شریک کرو تو یہ کہہ کر شریک کیا کرو کہ آؤ ہمارے ساتھ برکت کا کھانا کھاؤ دنیا کے کسی کھانے میں ہم کہتے ہیں حضرت صاحب تشریف لائیں وہ دسترخوان پہ بیٹھیں فلاں بزرگ ساتھ ہو اس پر فلاں چیز پڑھ دی جائے یہ شاید برکت کا کھانا ہو جائے پیغمبر کی شریعت کا فیصلہ ہے جب رمضان کا مہینہ آئے کسی حضرت کو بٹھانے کی ضرورت نہیں گناہ گار کو ساتھ بٹھا کر کھلا دیا کرو تو وہ بھی برکت کا کھانا ہوگا سحور کا کھانا تمہارے لیئے برکت کا کھانا ہے۔

روزہ ڈھال ہے

اور پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا الصیام جُنّة روزہ ڈھال ہے مالم یخرقها جب تک اس ڈھال کو پھاڑ نہ دیا جائے۔ 1

آنکھ کی حفاظت

دنیا کا سب سے جو اہم گناہ ہوتا ہے وہ آنکھ کا ہوتا ہے نظر اٹھتی ہے کسی پہ پڑتی ہے اس کا حسن اس کا جمال اس کا تصور دل دماغ قبول کرتا ہے دل پہ اثر ہوتا ہے آدمی گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے تو ہر کام کی بنیاد نگاہ ہے یہ نظر سب سے بڑی چیز ہے۔

دل کی نہیں تقصیر مکند آنکھیں ہیں بڑی ظالم
یہ جا کے نہ لڑتیں وہ گرفتار نہ ہوتا

یہ سارا قصور انہیں کا ہے اسلیئے پیغمبر نے فرمایا نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے شیطان جو تیر مارتا ہے اشارہ کرتا ہے نظر پڑتی ہے نگاہ کی حفاظت کرو بے محل نظر نہیں اٹھنی چاہیئے آپ سب لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں تصاویر دیکھنا حرام ہے نامحرم کی طرف دیکھنا حرام ہے جہاں اسلام اجازت نہیں دیتا اس طرف آپ کی نظر نہیں اٹھنی چاہیئے۔

1 مشکوۃ ص 173 ج 1 / ترمذی ص 159 ج 1 / صحیح بخاری ص 254 ج 1

زبان کی حفاظت

دوسری چیز زبان اس کی حفاظت بڑی ضروری ہے حضور ﷺ نے فرمایا
من یضمن لی مابین لحییه ومابین رجلیه اضمن له الجنه 1 لوگو! تم مجھے دو
چیزوں کی ضمانت دو میں محمد تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں پیغمبر جنت کی ضمانت دینا
چاہتے ہیں رمضان المبارک کا مہینہ ہے جمعۃ المبارک کا دن ہے اللہ کے گھر میں
کھڑے ہوکر پیغمبر کا فرمان سنا رہا ہوں۔

نوجوانو! اگر پیغمبر کی زبان پر یقین کر کے اس فرمان پر ہم پابندی کرنا
شروع کر دیں تو خدا کی قسم محمد ﷺ کے ہاتھوں سے جنت اب بھی ملتی ہے من
یضمن لی مابین رجلیه حضور ﷺ نے فرمایا مجھے ضمانت دو اس چیز کی جو
تمہاری ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرم گاہ اور اس چیز کی ضمانت دو جو تمہارے
جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان مابین لحییه مابین رجلیه اضمن له الجنه
میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں ایک تو زبان سے کوئی غلطی نہ کرو دوسرا اپنی شرم گاہ
سے کوئی غلطی نہ کرو یہ دو ٹکڑے اپنی جان کے محفوظ رکھو میں محمد ﷺ تمہیں جنت کی
ضمانت دیتا ہوں۔ اور روزے کا مفہوم ہی ادا نہیں ہوتا جب تک ان کی حفاظت نہ ہو
اسلیئے تو کھانے پینے سے روکا گیا ہے۔ اسلیئے تو خواہشات نفسانیہ سے روکا گیا ہے۔

زبان کی حفاظت اس میں تمام قسم کی خرافات آتی ہیں گلا کرنا، غیبت کرنا،
گالی دینا، جھگڑا کرنا، بلکہ حدیث میں آتا ہے جب تم سے کوئی جھگڑنے لگے، کوئی گالی
گلوچ پر اتر آئے تو اس کو کہہ دیا کرو بھائی معاف کر۔ چپ کر میرا تو روزہ ہے۔
اتنا کہہ کر ٹال دیا کرو انی صائم یار چپ کر میرا روزہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے ایک

1 مشکوۃ ص ج مسند ابی یعلی میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح موجود ہیں من
ضمن لی مابین لحییه رجلیه ضمنت له الجنۃ ص308 ج2

شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تند تیز باتیں کرنے لگا
صدیق رضی اللہ عنہ خاموشی سے سنتے رہے کسی ایک بات پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دے دیا
حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر جب تک تم چپ رہے تھے آپ کی طرف سے فرشتہ
جواب دے رہا تھا جب تو خود بولا ہے اب فرشتہ چلا گیا ہے، اور ہمارے ہاں تو یہ ہے
کہ کسی نے ایک بات کہی ہے اس کو جب تک دس نہ سنائیں چپ نہیں ہوتے اسلیئے
کہ اس نے یہ کہا کیوں ہے۔ یہ بولا کیوں ہے۔ اس کو جرأت کیوں ہوئی ہے ہم اسی پر
لڑتے اور مرتے رہتے ہیں۔ 1

حدیث میں آتا ہے ایک عورت حضور کے 2 سامنے لائی گئی اللہ کے رسول ﷺ
یہ مرتی ہے اس کی جان نکلتی ہے پورا دن اس نے روزے سے گذار دیا ہے اتنی پریشان
ہے بھوک کی وجہ سے کہ سانس نکل رہی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس عورت کو کہو منہ
میں انگلی ڈال کر قے کرے اس نے منہ میں انگلی ڈالی قے کی تو منہ سے گوشت کے
لوتھڑے نکلے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا اس نے کسی مسلمان کی غیبت کی ہے، کسی
مسلمان کی غیبت کرنا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے یہ وہی گوشت ہے
جو اس کے منہ میں تھا جس کی وجہ سے اس کو تکلیف ہو رہی تھی ہم کتنے مسلمانوں کا بیٹھ
کر گلا اور غیبت کرتے ہیں زبان کو قابو میں رکھنا چاہئے اس سلسلے میں ایک بات یہ بھی
ضروری ہے کہ صبح سحری کھایا کرو گے تو زبان قابو میں رہے گی نہیں کھاؤ گے تو طبیعت
میں سختی آجاتی ہے اسلیئے حضور ﷺ نے فرمایا سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

کانوں کی حفاظت

تیسری چیز جس کی اشد پابندی کی ضرورت ہے ہمارے کان ہیں ہر وہ بات
جس کا زبان سے ادا کرنا شرعاً جائز نہیں اس کا کانوں سے سننا بھی شرعاً جائز نہیں یہ

Scanned by CamScanner

قائدہ کلیہ ہے زبان سے گانا گانا جائز نہیں تو سننا بھی جائز نہیں۔ غیبت کرنا جائز نہیں تو سننا بھی جائز نہیں۔ گالی دینا جائز نہیں تو گالی سننا بھی جائز نہیں۔ کسی کے خلاف گفتگو کرنا جائز نہیں۔ تو اس کو سننا بھی جائز نہیں جو کہنے کی اجازت نہیں نبی ﷺ کی شریعت میں اس کے سننے کی کوئی اجازت نہیں۔

باقی اعضاء کی حفاظت

اور بقیہ اعضاء کی حفاظت ہاتھوں کی حفاظت کرو بے محل نہ اٹھیں پاؤں کی حفاظت کرو۔ برائی کی طرف نہ جاؤ۔

رزق حلال کا اہتمام

اور ان میں سب سے بڑی چیز فرمایا رزق حلال کا اہتمام کرو۔ روزے میں رزق حلال استعمال ہو، افطاری میں بھی، سحری میں بھی، ہمارے ہاں یہ چیز بھی نہیں ہوتی رزق حلال اللہ عطا فرمائیں یہ بڑی نعمت ہے خوش بخت ہے جس آدمی کو رزق حلال میسر آ گیا اگر رزق حلال سے روزہ نہیں اس روزے کی خدا کے ہاں کوئی مقبولیت نہیں اور حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں بہت سے لوگ دیکھو گے پراگندہ بال، پریشان حال، اللہ کے گھر کی چوکھٹ کو پکڑ کر چیخ و چلا کر، ہاتھ اوپر کر کے یقول اَللّٰهُمَّ یَارَبِّ اَللّٰهُمَّ یَارَبِّ کہتے ہونگے دھاڑیں مارتے ہونگے، روتے ہونگے، لیکن فرمایا کیف یستجاب دعوتهم اللہ ان کی دعائیں کیوں قبول کرے ملبسهم حرام ومشربهم حرام ان کا کھانا حرام کا ہے۔ ان کا پینا حرام کا ہے ان کی پوری زندگی حرام کاری میں گذرتی ہے خدا ان کی دعا قبول نہیں کیا کرتے۔1

میرے دوستو! حلال رزق جب تک نہیں ہوگا اسوقت تک گناہوں کی معافی کا کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔

حجاج بن یوسف کے دور میں حجاج کو کسی نے کہا یہاں ایک بہت بڑی علماء کی جماعت ہے جو بڑے مستجاب الدعوات لوگ ہیں ان کی دعائیں بڑی قبول ہوتی ہیں جس ظالم بادشاہ کے خلاف انہوں نے دعا کی ہے اس کا تختہ الٹ گیا ہے، اس نے کہا بڑی اچھی بات۔ وہ کون کون سے مولوی ہیں ان کی نشان دہی کریں انہوں نے علماء کی لسٹ بنادی۔ حجاج نے سب کی دعوت کی دسترخوان لگایا اس پہ وہ حرام کا مال جو سود کی کمائی کا تھا۔ رشوت کی کمائی کا تھا۔ غلط کاری کا تھا۔ اس سے اعلیٰ قسم کے کھانے بنوا کر دسترخوان پہ رکھ کر ان تمام علماء کی ضیافت اور مہمان نوازی کی جب وہ کھا چکے تو حجاج نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ مولویو! اب تم الٹے لٹک کر بھی میرے لیئے بددعا کرو تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی اسلئے کہ تمہارے پیٹ میں حرام کا لقمہ جا چکا ہے ان کے پیٹ میں ایک لقمہ گیا ان کی دعائیں ختم۔ میں اور آپ اپنے متعلق سوچیں۔ میں تبصرہ نہیں کرتا ہماری تو پوری زندگی حرام خوری میں گذر رہی ہے۔ لقمہ حلال سب سے بڑی چیز ہے۔

حضور ﷺ کی حدیث ہے حضورؑ نے فرمایا کسب حلال فرائض اسلام کی طرح اسلام کا فریضہ ہے جیسے نماز فرض ہے۔ روزہ فرض ہے۔ زکوۃ فرض ہے۔ حج فرض ہے اسی طرح حلال کمانا بھی مسلمان پر فرض ہے۔1

خوف خدا

اور ان میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ روزہ رکھنے کے بعد ہر وقت اللہ کا خوف رہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس عبادت کو قبول کرے۔ کہتے ہیں کرو تو تب بھی ڈرو نہ کرو تو تب بھی ڈرو۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک جملہ کہا کرتے تھے اس کو دہراتا ہوں فرماتے تھے لوگو قیامت کے دن اللہ یہ اعلان کر دیں کہ آج سب کے سب جنت میں جائیں

1 طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (مشکوۃ 445 ج1)

صرف ایک آدمی کو جہنم میں بھیجوں گا فرمایا میں اللہ کے قہر سے اتنا ڈرتا ہوں شاید وہ جہنم میں جانے والا عمر نہ ہو۔ اگر قیامت کے دن خدا یہ اعلان کر دیں کہ سارے کے سارے جہنم میں بھیجوں گا ایک آدمی کو جنت میں بھیجنا چاہتا ہوں فرمایا مجھے رب کی رحمت سے اتنی اُمید ہے کہ جنت میں جانے والا میں عمر ہی ہوں گا۔

الایمان بین الرجاء والخوف ایمان آس اور یاس کی درمیانی کیفیت کا نام ہے کہ رحمت سے امید بھی رہے اس کے غضب سے ڈرتے بھی رہو۔

مولانا عبدالشکور دین پوریؒ ایک جملہ کہا کرتے تھے کہ اس کی قہاریت سے ڈرو کہ قہار ہے اس کی رحمت کے طلب گار رہو اسلیئے کہ غفار ہے۔ ڈرتے بھی رہا کرو اس کی قہاریت سے۔ اس کی رحمت سے امید بھی رکھا کرو۔

روزے میں سب سے بڑی اہم چیز اللہ کی ذات کی حضوری کا تصور ہے کہ ہر وقت یہ تصور رہے کہ میرا رب میرے ساتھ ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے۔

حدیث جبرئیل میں مشہور سوال ہے کہ پوچھا گیا محبوب احسان کیا چیز ہے فرمایا اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ[1] اللہ کی ایسے عبادت کر کہ جیسے اپنے سامنے اللہ کے جلال و جمال کا مشاہدہ کر رہا ہے اگر یہ کیفیت تیرے اندر پیدا نہیں ہوتی فَاِنَّہٗ یَرَاکَ اللہ تو تجھے دیکھ رہے ہیں ہاں اگر آدمی کی سوچ یہ ہو کہ میرا آقا دیکھ رہا ہے میرا مالک دیکھ رہا ہے یقیناً وہ غلط کاری کی طرف کبھی نہیں جا سکتا۔

اسلیئے بزرگ کہتے ہیں گناہ وہاں کیا کرو جہاں خدا نہ دیکھے اب وہ جگہ تلاش کرو جہاں خدا نہیں دیکھتا اور جب گناہ کرو اللہ کی زمین پر نہ کیا کرو کسی اور جگہ جا کر کیا کرو۔ اب وہ جگہ تلاش کرو جہاں تم نے گناہ کرنا ہو زمین خدا کی نہ ہو اگر گناہ کرنا ہے تو اس مالک کا رزق کھانا چھوڑ دو جس کی نافرمانی کرنی ہے اللہ کا رزق چھوڑ دو پھر کھاؤ کہاں سے کھاؤ گے؟

1 مشکوۃ ص 11 ج 1 کنز العمال ص 11 ج 3 کتاب الاخلاق مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان

میرے محترم دوستو اور بزرگو! جب تک ان چیزوں کی حفاظت نہیں ہوتی اسوقت تک اللہ کے ہاں روزہ مقبول نہیں ہوتا ایک حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا بہت سارے روزے دار[1] ایسے ہیں جو پورا پورا دن بھوک اور پیاس سے گذارتے ہیں لیکن شام کو سوائے بھوکا رہنے کے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا علماء نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ سارا دن بھوکے رہتے ہیں یا تو اس وجہ سے کہ جس کے سامنے بیٹھا روزے کا تذکرہ کیا کہ میں آج روزے سے ہوں آج صبح کچھ کھا نہیں سکا، پانی نہیں پی سکا، مجھے آج دودھ میسر نہیں آیا، آج مجھے دہی نہیں ملا بس تھوڑا سا کھانا کھانا پڑا سفر میں تھا پھر بھی میں نے روزہ رکھ لیا ہر ایک کے سامنے روزے کا اظہار کرتا رہا۔ پورا دن روزے کا پوسٹ مارٹم کرتا رہا یہ اللہ کے لیئے روزہ نہیں رکھا یہ بندوں کے لیئے رکھا ہے۔ خدا اعلان کرتے ہیں تیرے اس بھوکے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں یہ عبادت تو نے میرے لیئے نہیں کی جن کو بتا رہا ہے ان کے لیئے کی ہے اس کا صلہ مجھ سے نہ مانگ ان سے مانگ۔

یا یہ ہے کہ روزہ رکھنے کے بعد روزے کے آداب کی رعایت نہیں کی نگاہ کی حفاظت نہیں کی، زبان کی حفاظت نہیں کی، ہاتھوں کی حفاظت نہیں کی، پاؤں کی حفاظت نہیں کی، دل دماغ کی حفاظت نہیں کی، اکل حلال کا خیال نہیں کیا، کسب مال کا خیال نہیں کیا، ان چیزوں کا اگر احساس نہیں کیا اللہ کے نزدیک یہ روزہ قبول نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا بڑے راتوں کو جاگنے والے[2] ہیں جن کو راتوں کو جاگنے کے سوا اور کچھ نہیں ملتا صبح دوکان پہ آئے بھائی کیا ہوا؟ بس جی ساری رات جاگتا رہا۔ نفل پڑھتا رہا۔ اسلیئے نیند آ رہی ہے۔ اتنا کہا تو پوری رات کی عبادت ضائع ہو گئی اتنی سی بات پر پوری رات کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے کیونکہ رات کے

1 مشکوۃ ص 177 ج 1 صحیح بخاری ص 255 ج 1 ابو داؤد ص 329 ج 1
2 مشکوۃ ص 177 ج 1

Scanned by CamScanner

نوافل تنہائی کی عبادت ہے یہ بندے اور خدا کے درمیان کا معاملہ ہوتا ہے۔ جس کا مخلوق میں سے کسی کو پتہ نہیں ہوتا جب تک تم اس کا اظہار نہیں کرتے اسوقت تک اس کا کسی کو پتہ نہیں چلتا اگر اظہار نہیں کرو گے تو اللہ ہی کو پتہ ہوگا اللہ صلہ دے گا جب بندوں کے سامنے اس کا اظہار کر بیٹھے ہو اس کا معنی ہے بندے آپ پر واہ واہ کہیں۔ لوگ کہیں بڑا شب زندہ دار ہے۔ لوگ کہیں بڑا تہجد گزار ہے۔ لوگ کہیں بڑا نیک وکار ہے۔ جب لوگوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے پھر خدا کی توجہ ہٹ جاتی ہے اللہ کہتا ہے جس کے لیئے رات کو کھڑا ہوا ہے صلہ بھی اسی سے مانگ۔

حدیث منبر جبرئیل کی دعا پر حضورؐ کا آمین کہنا

ایک بڑی مشہور حدیث 1 ہے حدیث منبر کے نام سے سیدنا کعب بن عجرہؓ اس روایت کے راوی ہیں یہ ترہیب کے طور پر میں آپ کو سنا رہا ہوں صحابی کہتے ہیں ہم رسول اللہ کی محفل میں تھے اللہ کے رسول مسجد میں تشریف لائے جب پیغمبر منبر پر آئے تو اللہ کے رسول نے ہمیں اپنی طرف بلایا احضروا الی المنبر ہم پیغمبر کے منبر کے قریب حاضر ہو گئے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے منبر کے پہلے زینے پہ قدم رکھا فرمایا آمین۔ دوسرے زینے پہ قدم رکھا فرمایا آمین۔ تیسرے زینے پہ قدم رکھا فرمایا آمین۔ تین مرتبہ آمین کے جملے دہرائے اس کے بعد حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور خطبہ دینے کے بعد حضور ﷺ منبر سے نیچے اتر آئے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آج ہم نے وہ باتیں سنیں جو آج سے پہلے کبھی نہیں سنیں آپ منبر پر تو اکثر آتے ہیں خطبہ تو اکثر ارشاد فرماتے ہیں بیان تو آپ کرتے ہی رہتے ہیں لیکن آج جو کلمات ارشاد فرمائے ہیں کہ منبر کے قریب آ جاؤ پھر ہم آپ کے قریب ہوئے پھر آپ نے آمین کہا۔ وہ کیا جملے تھے؟ توجہ سے اس حدیث کو سنیں فرمایا جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پہ قدم رکھا تو

---

1 رواہ الحاکم والترغیب ابن حبان والطبرانی الکبیر والبخاری

جبرئیل علیہ السلام آئے کہا اللہ کے رسول میں ایک دعا کرتا ہوں آپ آمین کہیں یقیناً اللہ اس دعا کو بہت جلدی قبول کر لیں گے دعا کون کریں گے؟ جبرئیل۔ جو فرشتوں کے سردار ہیں۔ آمین کہیں گے محمد رسول اللہ جو نبیوں کے سردار ہیں اور جبرئیل اپنی مرضی سے نہیں آتا۔ اللہ کی مرضی سے آتا ہے اللہ بھیجنے والے۔ جبرئیل آنے والے پیغمبر آمین کہنے والے۔ ذرا ایک منٹ کے لیئے سوچنا۔ جس دعا کے لیئے خدا نے بھیجا ہو۔ جبرئیل آیا ہو۔ جبرئیل نے پیغمبر کو بتایا ہو۔ اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ آپ آمین کہیں۔ آپ بتائیں اس دعا کی قبولیت میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ (نہیں ہو سکتا) اگر شک نہیں ہو سکتا تو دعا کے جملے سنیں۔

رمضان کی قدر نہ کرنے والا ہلاک

فرمایا جب میں پہلی سیڑھی پہ آیا تو جبرئیل نے کہا اللہ کے رسول جس شخص کی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ آئے اور وہ رمضان المبارک کے مہینے کو پائے۔ رمضان کی برکتوں کو حاصل نہ کرے۔ رمضان کے روزے نہ رکھے۔ رمضان کی رات کا قیام نہ کرے۔ رمضان کا احترام نہ کرے۔ رمضان کی سعادتوں کو حاصل نہ کرے۔ خدا اس شخص کو تباہ اور برباد کر دے میں نے اس پہ کہا آمین۔ رمضان کے روزے چھوڑنے والو! رمضان کے ساتھ تعلق نہ رکھنے والو! رمضان کے ساتھ غداری کرنے والو! رمضان کی بے حرمتی کرنے والو! وہ پیغمبر جو رحمت اللعالمین ہیں۔ وہ نبی جو شفیع المذنبین ہیں۔ وہ نبی جو ماں سے زیادہ امت کے ساتھ شفقت کرنے والے ہیں۔ جس نبی نے غیر مسلموں کے لیئے بددعا نہ کی۔ ظلم کرنے والوں کے لیئے بددعا نہ کی۔ راستے میں کانٹے بچھانے والوں کے لیئے بددعا نہ کی۔ جس نبی نے اپنے چچا حضرت حمزہ کے قاتل کو معاف کر دیا تھا آج وہ پیغمبر جبرئیل کی دعا پر اللہ کے حکم سے رمضان المبارک کا احترام نہ کرنے والوں کے لیئے بددعا کر کے کہتے ہیں اللہ جو اس مہینے کا احترام نہیں کرتا اس کو برباد کر دے آدمی سوچے کہ اس کی تباہی میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟

Scanned by CamScanner

درود شریف نہ پڑھنے والا ہلاک

دوسری سیڑھی پہ آئے فرمایا پھر جبرئیل امین نے کہا محبوب پھر اسی طریقے سے میں یہ دعا کرتا ہوں آپ آمین کہیں اس دعا کو بھی غور سے سننا کہا اللہ کے رسول جس محفل اور مجلس میں جس شخص کے سامنے پیارے دلبر، تیرا تذکرہ ہو۔ محبوب تیرا پاکیزہ نام محمد رسول اللہ ﷺ آئے۔ سننے کے بعد اگر وہ آپ پہ درود نہیں پڑھتا۔ آپ پہ سلام نہیں پڑھتا۔ ﷺ نہیں کہتا۔ روکھا سوکھا نام لیتا ہے۔ اور ادب اور احترام نہیں کرتا اس کو خدا برباد کر دے۔

مسلمانو! پیغمبر کا حق ہے کہ جب آپ کا نام محمد آئے تو ﷺ پڑھو۔

جس نبی نے آپ کو اور مجھ کو اسلام دیا ہے۔

جس پیغمبر نے انسانیت دی ہے۔

جس نبی نے ہدایت کا سبق دیا ہے۔

جس پیغمبر کی آمد سے پہلے لوگوں کی شکلیں بدل جاتی تھیں۔

جس نبی نے دعا کی کہ اللہ میری امت کی شکلیں نہ بدلنا۔

اللہ میری امت پہ قحط نہ لانا۔

اللہ میری امت پہ دبانہ ڈالنا۔

اللہ میری امت کو برباد نہ کرنا۔

اللہ میری امت کی خطاؤں کو نہ دیکھنا۔ میں محمد کی روتی ہوئی دعاؤں کو دیکھتا جو پیغمبر میرے اور آپ کے ساتھ اتنا بڑا احسان کرے اور امت اتنی بڑی احسان فراموش ہو جائے جو رسول اللہ کا نام سن کر رسول پہ درود نہ پڑھے اس سے بڑا بے ایمان کون ہو سکتا ہے۔ آج سے کم از کم یہ وعدہ کر لو کہ رمضان المبارک میں روزانہ ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھا کریں گے۔ یہ کم سے کم کہہ رہا ہوں جو درود آپ کو آتا ہے۔

درود پڑھنے والے کے لیئے حضور شفیع ہیں فرمایا من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا [1] حضور نے فرمایا جو مجھ پہ ایک مرتبہ درود پڑھے خدا اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں اور رمضان میں ایک نیکی ستر کا درجہ رکھتی ہے ایک مرتبہ درود پڑھنے پہ ستر مرتبہ رحمت آتی ہے۔

والدین کا نافرمان ہلاک

اور تیسری بد دعا بھی سن لیجیئے فرمایا جب میں آخری سیڑھی پہ آیا جبرئیل نے کہا محبوب میں دعا کرتا ہوں آپ آمین کہیں اللہ جلدی دعا کو قبول کریں گے دعا یہ ہے کہ اللہ جس کے ماں باپ دونوں یا کوئی ایک زندہ ہوں اور وہ اپنے والدین کی، ان کی زندگی میں ان کی خدمت کر کے، ان کا احترام کر کے اگر وہ جنت حاصل نہیں کرتا۔ اے اللہ اس کو تباہ و برباد کر دے حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے آمین کہا میں خاص طور پر نوجوانوں سے درخواست کرتا ہوں نوجوانو! اگر رمضان کی نعمتیں حاصل کرنی ہیں تو خدا کیلیئے ماں باپ کو راضی کرو۔ خدا کی قسم اٹھا کر کہہ رہا ہوں والدین بہت بڑا سرمایہ ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا ھما جنتک ھما نارک یہ تمہارے لیئے جنت بھی ہیں جہنم بھی ہیں۔ خدمت کرو گے جنت ملے گی۔ اگر ان کی خدمت نہیں کرو گے تو جہنم ملے گی۔ خوش نصیب ہے وہ اولاد جس نے اپنے والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل کی یہ بڑی نعمت ہیں ان سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں آج جن کے والدین دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں وہ بھی سن لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کم از کم ان کی جدائی کے بعد اتنا تو کر لیا کرو کہ والدین کے جتنے رشتے دار ہیں یا ان کے جتنے تعلق دار ہیں کم از کم ان سے حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔ جب تم ان سے پیار سے پیش آؤ گے ان کے دل سے ٹھنڈی دعا نکلے گی تمہارے والدین کی روح کو وہ دعا پہنچے گی یقیناً والدین کی روحیں خوش ہوں گی کہ ہماری اولاد ہمارے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کر رہی ہے۔ جہاں میں

1 صحیح مسلم ص ج رمشکوٰۃ ص86 ج1

Scanned by CamScanner

مجھے چاہیئے اپنے دادے، نانے اور اپنے نئے یاروں کے ساتھ دوستی نبھاؤں وہاں
بزرگوں کے تعلق داروں کے ساتھ وہی تعلق اور دوستی نبھاؤں یہ اخلاقی فریضہ ہے۔
اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کے لیئے مغفرت کی دعا مانگا کرو۔ رحمت کی دعا کیا کرو۔ بڑھاپے میں ان کی خدمت کرلیا کرو۔ اس سے بڑا کوئی صلہ نہیں خدا کی قسم والدین کی زبان سے نکلنے والی دعا خدا کا عرش ہلا دیتی ہے۔

تین آدمیوں کی دعا رَد نہیں ہوتی

حدیث میں آتا ہے ثلثة لاترد دعوتهم 1 تین آدمی ایسے ہیں جن کی دعا خدا قبول کرلیتے ہیں کبھی رد نہیں کی جاتی ان میں سب سے پہلا آدمی الصائم حين يفطر روزے دار آدمی کی دعا رد نہیں ہوتی جب افطار کے وقت مانگے۔ شام کو دسترخوان پر نعمتیں رکھی ہوتی ہیں۔ دعا قبول ہونے کا اب وقت ہے۔ یہ بعد میں نہیں ملے گا۔ اسلیئے افطاری کے وقت خوب دعائیں مانگا کرو اور ایک روایت میں ہے حتى يفطروا حتیٰ کہ شام کو افطاری کے وقت تک سارا دن روزے دار کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے کوئی وقت ایسا نہیں جس میں اس کی دعا رد ہو۔

دوسرا فرمایا والامام العادل انصاف کرنے والا جج، قاضی، معلم، جسٹس، سربراہ جس کے ذمے ہے کہ وہ لوگوں کے کام کرتا ہے۔ اس میں انصاف قائم کرتا ہے اگر وہ انصاف کو برقرار رکھتا ہے فرمایا یہ جب بھی دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور جب یہ ظلم کرتا ہے تو مظلوم کی بددعا اس کے خلاف قبول ہوتی ہے۔

تیسرا حضور ﷺ نے فرمایا ودعوة المظلوم مظلوم کی آہ بھی اللہ کا عرش ہلا دیتی ہے اس کی دعا بھی فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

چوتھا حضور ﷺ نے ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا ایک روایت میں آتا ہے دعاء دعوة الوالد عليولده والدین کی دعا اولاد کے حق میں کبھی رد نہیں

1 مشکوۃ ص195 ج1 ترمذی ص ج سابوداؤد ص ج

ہوتی وہ جب بھی دعا کرتے ہیں اللہ اسی وقت قبول کرلیتے ہیں فوراً قبول ہوتی ہے اس میں کوئی تردد نہیں ہوتا۔ 1

دعا کے متعلق اہم ہدایات

ایک بات دعا کے متعلق اور ذہن میں رکھیں بعض دفعہ ہم سوچتے ہیں بڑی دعائیں مانگیں۔ قبول نہیں ہوئیں بھائی قبولیت کے بھی مختلف طریقے ہیں ایک تو یہ ہے کہ قبولیت کے لیئے وہ اخلاص ہونا چاہیئے دعا اس جذبے سے مانگیں گویا دعا قبول ہو چکی ہے جب کوئی کسی بڑے آدمی کے ہاں کوئی بھیک مانگنے جاتا ہے یہ نیت لے کر جاتا ہے کچھ لے کر آؤں گا اللہ سے بھی اس انداز سے مانگا کرو کچھ لے کے جائیں گے تب ملتا ہے ہم دعا خدا سے مانگتے نہیں ہم دعا پڑھتے ہیں ربنا اتنا . لا اله الا الله یہ پڑھنا ہے۔ مانگنا یہ ہے کہ جیسے کسی کے سامنے نیازمندی کے ساتھ، عجز وانکساری کے ساتھ، تواضع پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو ادنیٰ درجے کا تصور کر کے اس کے سامنے آدمی اپنی حاجت پیش کر کے کہتا ہے بس جی کرم کر دیجیئے۔ مہربانی کر دیجیئے۔ میں کس کس کے دروازے کھٹکھٹاؤں۔ آپ کے بغیر کس کے پاس جاؤں جب دنیا میں آپ کسی سے گفتگو کرتے ہیں یہ انداز ہوتا ہے خدا کیساتھ بے نیازی کا انداز کیوں برتتے ہو اس انداز سے دعا مانگو گویا قبول ہو چکی ہے۔

دوسرا دعا کی قبولیت کے لیئے حلال کھانا بھی شرط ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ بعض دفعہ دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ اللہ محفوظ کر دیتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے، قیامت کے دن ایک آدمی کو بلایا جائے گا اللہ کہیں گے تو نے فلاں دعا مانگی تھی۔ فلاں دعا مانگی تھی۔ دنیا میں وہ تیری دعائیں قبول نہیں ہوئی تھیں تو سوچتا ہوگا شاید میری دعا قبول نہیں ہوئی فلاں مصیبت تجھ پہ آنی تھی اس تیری دعا کی وجہ سے میں نے اس کو ٹال دیا۔ فلاں چیز تو نے مانگی تھی اگر

1 مشکوۃ ص195 ج1 ترمذی ص12 ج2

Scanned by CamScanner

تجھ کو مل جاتی تیرا یہ نقصان ہوتا اس کے بدلے میں میں نے تجھے فلاں چیز دے دی تھی اور جو تیری دعائیں وہاں نہیں قبول ہوئی تھیں آج جنت میں ان کا صلہ یہ یہ چیزیں لے۔ اس وقت ان چیزوں کو دیکھنے کے بعد کہے گا کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوئی سب کا بدلہ مجھے جنت میں مل جاتا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق دے رمضان المبارک کی تمام برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر3

حقوق قرآن

خطبہ

الحمد للہ الذی شرّفنا علی سائر الامم برسالۃ من اختصّہ من بین الانام بجوامع الکلم و جواہر الحکم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی الہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم ما نطق اللسان بمدحہٖ ونسخ القلم

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المٓ ۝ ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ ھدًی للمتقین ۝ وقال اللہ تعالٰی انا نحن نزّلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۝ وقال اللہ تعالٰی ولقد یسّرنا القرآن للذکر فھل من مدّکر ۝

۱۔ عن عثمانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ (بخاری)[1]

۲۔ عن عمر بن الخطابؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ اخرین[2] (رواہ مسلم)

۳۔ عن عبد اللہ بن عمروؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلک عند اخر ایۃ تقرأھا[3] (رواہ احمد والترمذی)

1۔ مسند ابی یعلی الموصلی خیارکم من تعلم القرآن علمہ ص 339ج1/ مشکوۃ ص183 ج1 صحیح بخاری ص ج/ترمذی ص118 ج2 عن عثمانؓ اور یہی روایت ترمذی میں حضرت علیؓ سے بھی انہیں الفاظ کیساتھ مروی ہے۔ ترمذی میں ہی حضرت عثمانؓ کی حدیث بالفاظ دیگر بھی مروی ہے خیرکم او افضلکم من تعلم القرآن وعلمہ

2۔ مشکوۃ ص 184 ج1/ صحیح مسلم ص 817 ج1/ ریاض الصالحین ص 327

3۔ مسند ابی یعلی ص466 ج1/ عن عبد اللہ بن عمر مشکوۃ ص186 ج1/ ترمذی ص119 ج2 یہ الفاظ منزلک عند اخر ایۃ تقرأ بہا موجود ہیں، مذکورہ بالا الفاظ مشکوۃ کے ہیں۔

ترجمہ: آیت نمبر ۱: الم ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقی لوگوں کیلئے۔

آیت نمبر ۲: بے شک ہم نے قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

آیت نمبر ۳: اور بے شک ہم نے قرآن کو یاد کرنے والوں کے لئے آسان کیا ہے پس ہے کوئی یاد کرنے والا۔

حدیث نمبر ۱: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حدیث نمبر ۲: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو عزت بخشتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۳: سیدنا عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (قیامت میں) صاحب قرآن (یعنی قاری) کو کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا (اور جنت کے درجوں پہ) چڑھتا جا۔ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ پس تیری آخری منزل وہ ہو گی جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔ (یعنی جہاں قرآن ختم ہوگا وہ تیری منزل ہوگی)

تقریب ختم قرآن

لائق صد تعظیم و تکریم بزرگو اور دوستو اور جہاں تک میری آواز جا رہی ہے سننے والی باغیرت ماؤں، بہنوں اور بیٹیو!

یہ تقریب ختم قرآن کریم کی ہے سب سے پہلے میں اس قاری صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جس نے آپ کو قرآن کریم تراویح میں سنایا ہے پھر اس جماعت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جن کو پورا قرآن کریم سننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم پر گفتگو کرنے کے لئے مختلف عنوان ہیں۔ عظمت قرآن، فضیلت قرآن، آداب قرآن، اعجاز قرآن، تلاوت قرآن، حقوق قرآن، جس عنوان کو لیا جائے سیر حاصل گفتگو ہوسکتی ہے وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف حقوق قرآن کے حوالے سے چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن کے پانچ حقوق

علماء نے لکھا ہے کہ قرآن کریم کے پانچ حق ایسے ہیں کہ جب تک ان کو ادا نہ کیا جائے اس وقت تک کسی کو عامل قرآن یا طالب قرآن کہلانے کا حق نہیں ہے۔ حقوق کے مطالبات کی دنیا ہے ہر شخص اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے۔ میں اسوقت قرآن کریم کے حقوق بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حق نمبر۱: ایمان بالقرآن

قرآن کریم کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ یعنی ''ایمان بالقرآن'' قرآن کریم کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس مقدس کتاب پر ایمان لائیں کہ یہ مقدس کتاب ہے۔ مبارک کتاب ہے۔ منزل من اللہ کتاب ہے۔ محفوظ کتاب ہے۔

اس کتاب کے ماننے میں یہ بات ضروری ہے کہ ایمان رکھو کہ قرآن کریم کلام خدا ہے، کتاب ہدیٰ ہے سیرت مصطفیٰ ہے سب سے پہلی چیز اللہ کا کلام ہے۔ اس کتاب سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں ہیں وہ صرف کتابیں ہیں۔ مگر قرآن کریم کتاب بھی ہے اور کلام بھی۔

کتاب اور کلام کا فرق

کتاب اور کلام میں یہ فرق ہے کہ کلام جسے بولا جائے اور کتاب جسے لکھا جائے۔ پہلی ساری کتابیں لکھی ہوئی آئیں تورات کے تختے موسیٰ علیہ السلام پر اترے، انجیل لکھی ہوئی آئی زبور لکھی ہوئی آئی مگر قرآن کریم اللہ کا مقدس اور پاکیزہ کلام ہے۔ یعنی جو کچھ اللہ بولے ہیں اللہ نے تکلم فرمایا ہے وہ کلام خدا قرآن ہے۔

اللہ کی بولی

جو شخص یہ چاہے کہ میں اللہ کی بولی بولوں یا اللہ سے ہم کلام ہوؤں یا اللہ سے باتیں کروں اس کو چاہیے کہ قرآن کریم کی تلاوت شروع کردے گویا اللہ سے باتیں کررہا ہے۔

قرآن محفوظ کتاب ہے

یہی وجہ ہے کہ پہلی جتنی آسمانی کتابیں تھیں ان میں تبدیلی کی گئی ردو بدل کیا گیا کوئی کتاب اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہی۔ دنیا میں صرف اور صرف قرآن ایک ایسی کتاب ہے جسے اللہ نے اپنے محبوب نبی ﷺ پر اتارا ہے اور جیسے اتارا ہے ویسے ہی محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت بھی اسی لئے ہے کہ یہ کلام خدا ہے۔

جیسے اللہ بے عیب ہے۔ اس کا کلام بھی بے عیب ہے۔

جیسے اللہ باقی ہے ویسے اس کا کلام بھی باقی ہے۔

جیسے اللہ کو فنا نہیں ویسے اس کے کلام کو بھی فنا نہیں۔

جیسے اللہ کی ذات ہمیشہ ہے ویسے ہی اس کی بات بھی ہمیشہ ہے۔

کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں

دنیا میں آج کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں سب میں ترمیم ہو چکی ہے آج ہم مسلمان پوری دنیائے کفر کو چیلنج سے کہتے ہیں کہ یہودیو! اپنی تورات لاؤ، عیسائیو! اپنی انجیل لاؤ، سکھو! اپنی گرنتھ لاؤ، ہندوؤ! اپنی وید لاؤ۔

ہم مسلمان اپنے اللہ کا کلام اپنے نبی پر اترنے والی رحمت والی کتاب لاتے ہیں۔ تم اپنی کتابیں پیش کرو ہم اپنی کتاب پیش کرتے ہیں وہ کتابیں ایک کے بعد جب دوسری مرتبہ چھپے تو نسخہ بدل جاتا ہے عبارتیں بدل جاتی ہیں، بلکہ دنیا سے وہ زبانیں ختم

Scanned by CamScanner

جن میں یہ کتابیں اتریں۔ مگر قرآن کریم اپنی آن وشان سے باقی ہے ہماری کتاب قرآن کریم پندرہ صدیاں گذر جانے کے بعد آج بھی اعلان کرتی ہے کہ کسی میں طاقت ہے تو اسکی مثال پیش کر کے دکھاؤ، قرآن جیسے محبوب ﷺ پر اترا ویسے ہی آج تک محفوظ ہے۔

قرآن کے حروف ملا کر لفظ بناؤ

الفاظ ملا کر کلمے بناؤ

کلمے ملا کر جملے بناؤ

جملے ملا کر آیتیں بناؤ

آیتیں ملا کر، رکوع بناؤ

رکوع ملا کر، سورتیں بناؤ

سورتیں ملا کر منزلیں بناؤ

منزلیں ملا کر پورا قرآن مجید بناؤ

پورے قرآن کریم کی سات منزلیں چودہ سجدے۔ تیس پارے

ایک سو چودہ سورتیں پانچ سو اٹھاون رکوع

6666 آیتیں، 1771 مدّیں

1274 شدّیں 321250 حروف جیسے اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارے قرآن آج بھی محفوظ ہے۔ یاد رکھئے قرآن کا محافظ اللہ ہے۔

اسلئے ارشاد فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن بیشک قرآن کو نازل بھی ہم نے کیا ہے اس کی حفاظت بھی ہم خود کریں گے۔

حفاظت قرآن کے ذرائع

حضرات محترم! اللہ تعالی نے قرآن کریم کی حفاظت کچھ اس انداز سے فرمائی ہے کہ اللہ نے قرآن کریم اتار کر حفاظت کی ہے جبرئیل امین نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچا کر حفاظت کی ہے۔

رحمۃ للعالمین نے امت تک پہنچا کر حفاظت کی ہے۔

صحابہ کرام نے جان کے نذرانے دیکر حفاظت کی ہے۔

اہلبیت عظام نے خون میں لت پت ہو کر حفاظت کی ہے۔

مفسرین نے قرآن کی تفسیر بیان کر کے حفاظت کی ہے۔

محدثین نے احادیث کی روشنی میں حفاظت کی ہے۔

فقہاء امت نے مسائل کا استنباط کر کے حفاظت کی ہے۔

مبلغین نے تبلیغ قرآن کر کے حفاظت کی ہے۔

مدرسین نے قرآن پڑھا کر حفاظت کی ہے۔

علماء امت نے اشاعت دین کر کے حفاظت کی ہے۔

کاتبوں نے قرآن کی کتابت کر کے حفاظت کی ہے۔

جلد سازوں نے اوراق کو بند کر کے حفاظت کی ہے۔

حفاظ نے الفاظ قرآن کی حفاظت کی ہے۔

قرّاء کرام نے ادائیگی صحت کی حفاظت کی ہے۔

مجاہدوں نے قانون قرآن کی حفاظت کی ہے۔

اور آج تمام دینی مدارس مکمل علوم قرآن کی حفاظت کر رہے ہیں۔

گرامی قدر سامعین! یاد رکھیے۔ جیسے قرآن کریم قیامت تک محفوظ ہے ایسے ہی قرآن کی حفاظت کے جتنے ذرائع ہیں قرآن کے صدقے یہ بھی قیامت تک محفوظ رہیں گے۔

حجاج بن یوسف اور حفاظت قرآن

برادران اسلام سنئے۔ جن لوگوں نے قرآن کریم کو بدلنے کی کوشش کی وہ خود بدلے۔ ان کا ایمان بدلا، ان کا دین بدلا، انکا کلمہ بدلا، ان کی نماز بدلی، ان کی

Scanned by CamScanner

آذان بدلی۔ مگر قرآن کریم قیامت تک محفوظ رہے گا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ان اللہ تعالیٰ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر[1] بے شک اللہ تعالیٰ کبھی اس دین کی خدمت فاسق فاجر سے بھی لے لیتے ہیں۔

حجاج اور خدمت قرآن

حجاج بن یوسف تاریخ کا وہ ظالم ترین انسان ہے جس کی تلوار سے صحابہ کرام کے خون کے قطرے ٹپکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے ایک خدمت لی کہ اس نے قرآن کریم پر اعراب یعنی زبر، زیر، پیش لگائے، پرانے عربی رسم الخط میں اعراب اور نقطے نہیں تھے۔ یہ کام حجاج بن یوسف کا مرہون منت ہے۔ حجاج جب یہ کام کر رہا تھا تو اسوقت یہود کا ایک وفد آیا جس میں یہودی عالم تھے انہوں نے حجاج کو آ کر کہا آپ اپنے مذہب اور دین کی خدمت کا کام کر رہے ہیں اس میں ہماری ایک گذارش ہے جسے قبول کر لیں۔[2]

حجاج نے کہا۔ کہو کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے قرآن میں ایک واقعہ درج ہے کہ اللہ کے دو نبی جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب خضر علیہ السلام نے ایک سفر میں جس کا ذکر تفصیل سے سورہ کہف میں موجود ہے ایک بستی میں جا کر قیام کیا رات کا وقت تھا نہوں نے بستی والوں سے کھانا مانگا۔ انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا۔ قرآن کریم کے الفاظ ہیں (فابَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْا ھُمَا) یہودیوں نے کہا آپ ہماری درخواست مانیں۔

کہ اس لفظ، ابَوْ کو اتَوْ کر دیں با کے نیچے کا نقطہ اوپر لگا دیں اور ساتھ ایک نقطہ اور بڑھا دیں۔ یہ لفظ اَبَوْ سے اَتَوْ ہو جائے گا۔ آپ کا کچھ نہیں بگڑے گا ہمارا کام بن جائے گا۔ اَبَوْ کا معنیٰ انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا اور اَتَوْ کا معنیٰ انہوں

1. صحیح بخاری ص
2. ن، مشکوٰۃ ص 534 ج 2

نے کھانا دے دیا۔ یہودی کہنے لگے ہماری عزت بن جائے گی ورنہ ہمارے آباؤ اجداد اور قبیلے کی ناک کٹ جائے گی حجاج بن یوسف نے تحمل اور بردباری سے ان کی بات سن کر کہا یہ سامنے مہمان خانہ ہے تشریف رکھیئے۔ میں آپ کی ضیافت کرتا ہوں حجاج اٹھا۔ گھر جا کر تلوار لایا۔ تلوار کو لہرا کر کہا میرے اللہ میرے رب میرے مالک۔ تو۔ تو مجھے جانتا ہے میں آمر ہوں۔ ظالم ہوں جابر ہوں، میری تلوار سے صحابہ کے خون کے قطرے ٹپکتے تاریخ نے دیکھے ہیں۔

مگر میرے اللہ جس مقدس اور پاک کلام کی حفاظت کی ذمہ داری آپ نے اٹھائی ہے کوئی ظالم مجھے اس میں ردو بدل کو کہے میں اس کے لئے یہ تجویز کرتا ہوں یہ کہہ کر حجاج نے دس یہودیوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے سب کے سر قلم کر دیئے۔

اللہ کا وعدہ سچا ہوا (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ)

حضرات محترم!

قرآن پر ایمان لانے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ قرآن محفوظ کتاب ہے۔ قرآن تبدیلی سے پاک ہے۔

ایمان بالقرآن میں یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن جیسے کلام خدا ہے؛ یہ ہی سیرت مصطفیٰ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی کامل سیرت قرآن کریم میں بیان کی ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب کسی نبی کی سیرت نہیں۔

قرآن سیرت مصطفیٰ ﷺ ہے

قرآن میرے محبوب ﷺ کی سیرت کی کتاب ہے
جو کچھ قرآن میں قال ہے وہ میرے نبی ﷺ کی سیرت میں حال ہے
جو کچھ قرآن میں نقوش و دال ہیں وہ میرے محبوب ﷺ کی سیرت میں اعمال ہیں۔

Scanned by CamScanner

اگر قرآن کریم علم ہے تو میرے محبوب عمل ہیں
قرآن کریم اجمال ہے تو آقا اس کی تفصیل ہیں
قرآن کریم متن ہے تو آقا اس کی تشریح ہیں
قرآن کریم ذکر ہے تو آقا اس ذکر کے مذکر ہیں
قرآن نصیحت ہے تو آقا اسکے ناصح ہیں
قرآن کریم وعظ ہے تو آقا واعظ ہیں
قرآن کریم ہدایت ہے تو آقا ہادی ہیں
قرآن کریم رحمت ہے تو نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں
قرآن کریم نور ہے تو آقا سراج منیر ہیں

ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ عابدہ، زاہدہ، مخدومہ امت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ امی، آپ بتائیں گی؟ سمجھائیں گی؟ سکھائیں گی؟ ہمارے آقا کی سیرت کیا ہے؟ تو اماں عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا مجھ سے پوچھتے ہو تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ سائل نے کہا امی قرآن کو روزانہ پڑھتا ہوں میں تو محبوب کی سیرت پوچھنا چاہتا ہوں اماں نے جو جواب دیا وہ سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مانند ہے فرمایا۔ کان خلقه القرآن میرے محبوب کی سیرت تو یہ اللہ کا قرآن ہے۔

تیری صورت تیری سیرت زمانہ میں نرالی ہے
تیری ہر ہر ادا پیاری دلیل بے مثالی ہے
محمد مصطفیٰ کے خلق کا مظہر یہ قرآن ہے
ستارہ خلق احمد کا سماں پر بھی درخشان ہے

مسلمانو یاد رکھو میرے آقا ﷺ کی سیرت لیلیٰ، مجنوں کے افسانوں میں نہیں، ہیر رانجھا، کے قصوں میں نہیں، سوہنی میہنوال کے افسانوں میں نہیں، سسی پنوں کے دوہڑھوں میں نہیں، شیریں فرہاد، کی کہانیوں میں نہیں۔ ہمارے محبوبؐ کی سیرت اللہ کے قرآن میں ہے یا پھر خود محبوب کے فرمان میں ہے۔

قرآن کتاب ھدیٰ ہے

جب تک قرآن اترتا رہا محبوب ﷺ بتاتے رہے کہ کلام خدا ہے۔ کتاب ھدیٰ ہے نور ہدایت ہے اور جس دن سے میرے آقا اپنے رب کے حضور تشریف لے گئے قیامت تک قرآن تعارف کرا کر بتا رہا ہے کہ وہ محبوب خدا ہیں۔ رسول خدا ہیں۔ سید الانبیاء ہیں یہ بھی عقیدہ رکھئے کہ یہ قرآن، کتاب ھدیٰ ہے یعنی ہدایت کی کتاب ہے۔ حدیث پاک ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ان اللہ تعالیٰ یرفع هذا الكتاب اقواما ويضع به آخرين۔[1]

اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا کرتا ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

قرآن کی مثال

قرآن کی مثال بارش سی ہے جیسے بارش آسمان سے آتی ہے، قرآن بھی آسمان سے آیا ہے۔ بارش کا پانی صاف ہوتا ہے۔ قرآن کے احکام بھی صاف اور واضح ہیں بارش جب زمین پر آتی ہے تو زمین اگر بنجر ہو۔ اروڑی ہو، شور ہو، کلر ہو، بے کار ہو، تو یہ بارش ایسی زمین کو فائدہ نہیں دیتی بلکہ بدبو پیدا ہو گی۔ قرآن کی بارش جب ہوئی تو ابو جہل، ابولہب، عبداللہ بن ابی بن سلول منافق، کعب بن اشرف یہودی کے دل کی زمین اروڑی، بنجر، بے کار شور، اور کلر تھی اسلئے اس کو کوئی فائدہ نہیں دیا۔ یہ لوگ قرآن سے فائدہ حاصل کرنے کی بجائے ذلیل ہوئے، رسوا ہوئے برباد ہوئے۔ اور اگر زمین اچھی ہو، صاف، شفاف ہو، اعلیٰ ہو تو پانی بھی صاف شفاف

[1] ریاض الصالحین ص 327 مطبوعہ حقانیہ ملتان، صحیح مسلم ص 817 ج 1، مشکوۃ 184 ج 1

پڑا۔ اس زمین سے پھل، پھول، سبزا اگتا ہے، قرآن کریم کی بارش جب صحابہ کے دلوں کی زمین پر برسی تو پھل اگے، پھول نکھرے، بہار آئی، صدیق کے دل پر قرآن کی بارش آئی تو صداقت کے پھول بنے عمر کے دل پر قرآن کی بارش آئی تو عدالت کے پھول برسے بلکہ یوں کہیئے، کہ تاجر آیا! قرآن کی بارش نے صدیق بنایا۔

تلوار لیکر قتل کے ارادہ سے عمر آیا، قرآن کی بارش نے عمر کو عادل بنایا۔

دولت مند آیا۔ تو ذوالنورین بنا۔

چھ سال کا کھیلتا بچہ آیا تو حیدر کرار بنا،

سلمان فارسی آیا تو خاندان نبوت کا فرد بنا،

ابوذر آیا تو فقر کی سلطنت کا تاجدار بنا

ابوہریرہ آیا تو حافظ الحدیث بنا

عبداللہ بن مسعود آیا تو فقیہ امت بنا

عبداللہ بن عباس آیا تو مفسر قرآن بنا

حمزہ آیا تو سید الشہد ابنا

حنظلہ آیا تو غسیل الملائکہ بنا

بلال آئے، عربی نہیں، عجمی ہے، سید نہیں حبشی ہے، خوبصورت نہیں سانولا ہے، قریب کا نہیں دور کا ہے، اپنا نہیں، بےگانہ ہے، گورا نہیں کالا ہے، مگر دل صاف ہے قرآن کی بارش دل پر آئی چلتا زمین پر ہے قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے۔

قرآن کریم کا دوسرا حق تعلیم وقرأت قرآن

حضرات محترم! اس مقدس کتاب پر ایمان لانے کے بعد اس کا حق ہے کہ اس کو پڑھا جائے۔ یاد رکھئے کہ دنیا میں کوئی کتاب کتاب تلاوت نہیں۔ قرآن کریم کتاب تلاوت ہے۔ تورات انجیل، زبور، ان میں کسی کتاب کی باقائدہ تلاوت نہیں

ہوتی تھی ان کتابوں کی حیثیت ایسی تھی جیسی وکلاء کی الماریوں میں لاء اور قانون کی کتابیں رکھی ہوتی ہیں۔ جب ضرورت پڑی کتاب نکالی مسئلہ دیکھا پھر کتاب وہیں رکھدی۔ کسی کتاب کو ثواب کی نیت سے تلاوت نہیں کیا جاتا یہی ایک کتاب قرآن کریم ہے جس کی تلاوت ہے۔ اور اس کی تلاوت پر اللہ کی طرف سے بڑے اجر و ثواب کے وعدے ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت [1] میں ہے کہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز میں قرآن کا ایک حرف پڑھے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں ملتی ہے۔ اگر بیٹھ کر نماز میں پڑھے تو ہر حرف کے بدلے پچاس نیکیاں ملتی ہے۔ اگر باوضو ہو کر قرآن کو چھو کر پڑھے تو ہر حرف کے بدلے پچیس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور اگر بغیر ہاتھ لگائے بھی چلتے پھرتے قرآن پڑھے تو ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں کہیں نہیں گئیں۔ اور جو شخص پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کیلئے بھی ہر حرف کے بدلے میں ایک نیکی ہے پھر یاد رکھئے کہ اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ہر نیکی رمضان المبارک میں ستر گنہ بڑھ جاتی ہے پھر نماز میں ہر عبادت کا ثواب ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے۔ پھر لیلۃ القدر میں ہزار مہینہ سے افضل اس کو ضرب دیں دیکر ثواب کا اندازہ لگائیں۔

اللہ نے قرآن کریم پڑھا

اس مقدس کتاب کی تلاوت اللہ تعالیٰ نے خود کی ہے کیونکہ یہ کتاب اللہ کا کلام ہے اللہ کی مقدس زبان سے نکلا ہوا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ زمین آسمان کے بنانے سے کئی ہزار سال قبل جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی چند سورتوں کی تلاوت کی تو حاملین عرش فرشتے جھوم اٹھے اور پکار اٹھے کتنی خوش نصیب وہ امت ہے جس کے حصہ میں یہ کتاب ہے۔

کتنی خوش نصیب وہ زبانیں ہیں جو اس کتاب کو پڑھیں گی

کتنے خوش نصیب وہ سینے ہیں جن میں یہ کتاب محفوظ ہوگی

---

1. احیاء بحوالہ تحفہ حفاظ ص 200 مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

کتنے خوش نصیب ہیں وہ کان جو یہ کلام سنیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی اللہ کا بندہ قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سن کر بہت خوش ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اور تلاوت قرآن

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ بعض دفعہ ایک ایک رکعت نفل میں ساڑھے چھ چھ پارے تلاوت فرماتے۔ اور بعض مرتبہ یوں ہوتا کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا۔[1]

جبرئیل اور قرآن

جبرئیل علیہ السلام ہر سال رمضان المبارک میں تشریف لاتے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے جیسے حفاظ ایک دوسرے کو قرآن کریم سناتے ہیں۔[2]

صدیق ؓ اور قرآن

جناب صدیق اکبرؓ نے کلمہ پڑھنے کے بعد پوچھا اللہ کے محبوب میرا کیا کام ہے۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا جو میرا کام ہے وہ تیرا کام ہے۔ میرا کام دعوت و تبلیغ۔ تیرا کام دعوت و تبلیغ، میرا کام قرآن پڑھنا پڑھانا، تیرا کام قرآن پڑھنا اور پڑھانا، صدیق اکبر ؓ نے دکان پر جا کر جو قرآن اتر چکا تھا اس کی تلاوت شروع کر دی پورا دن قرآن بھی پڑھتے رہے اور دعوت بھی دیتے رہے جب شام کو واپس آئے تو چھ جلیل القدر صحابہ جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے کلمہ پڑھ چکے تھے ان سب کو اللہ کے رسول کی خدمت میں لا کر کہا محبوب ﷺ میری سارے دن کی پونجی یہ عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، ابو عبیدہ، اور سعد ؓ، ہیں جن کو آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔

---

1. اسوۂ رسول اکرم ص 170، 171 مطبوعہ عمر پبلی کیشنز لاہور
2. ان جبریل کان یاتینی فیعارضنی القرآن مرة عن عائشه (مسند ابی یعلی ص 21 ج 6 صحیح بخاری ص 3 ج 1 عن ابن عباسؓ

عمر ؓ اور قرآن

سیدنا عمر بن خطاب نے جب بہن سے قرآن سنا اور اس کو اتنا مارا کہ بہن لہولہان ہو گئی، سارا جسم خون سے تر ہو گیا۔

بقول حفیظ:

بہن بولی عمر گر تو ہم کو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا کتوں سے بوٹیاں نچوالے
بلندی معرفت کی مل چکی ہے گر نہیں سکتی
میں راہ حق پر آ چکی ہوں ہرگز پھر نہیں سکتی

عمر متاثر ہوئے قرآن سنا دل پر اثر ہوا۔ اپنے گلے میں کپڑا ڈال کر خود کو ملزم بنا کر اللہ کے نبی کے حضور حاضر ہوئے۔

حضور ﷺ نے عمر کے دامن کو جھٹک کر کہا۔ عمر کیسے آئے ہو؟ عمر کے جسم پر کپکپی اور لرزہ طاری تھا۔ عمر بولے۔

بقول شاعر:

سودے کیلئے بازار گئے ہم
ہاتھ اس کے بکے جس کے خریدار گئے ہم

قرآن کی تاثیر تھی۔ نبی کی دعا تھی۔ رب کی تقدیر کا فیصلہ تھا کہ عمر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔

سیدنا عمر ؓ ہمیشہ عہدہ کے لئے نماز اور قرآن کے پابند کو ترجیح دیتے۔ عمر کا انجام شہادت بھی مصلیٰ رسول، محراب النبی، مسجد نبوی میں، نماز فجر میں، قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے ہوا۔

Scanned by CamScanner

عثمان رضی اللہ عنہ اور قرآن

سیدنا عثمانؓ کی تو پوری زندگی قرآن سے وابستہ ہے۔

عثمانؓ نے کلمہ پڑھا تو سامع قرآن بن کر
عثمانؓ نے زندگی گزاری تو قاری قرآن بن کر
عثمانؓ نے دور حکومت گزارا تو جامع اور ناشر قرآن بن کر
عثمانؓ دنیا سے رخصت ہوئے تو شہید قرآن بن کر

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور قرآن

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو خدمت قرآن کی زیادہ سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں جب قرآن کریم کی جمع وتدوین کا کام شروع تھا تو سیدنا علیؓ اس کمیٹی کے اہم رکن تھے۔ اپنی تلاوت کا یہ عالم تھا کہ صبح اٹھتے قرآن کی تلاوت شروع ہوتی جہاد بھی کرتے قرآن بھی پڑھتے شام کو جب واپس آتے تو قرآن والناس تک پہنچ چکا ہوتا تھا۔

حسنینؓ اور قرآن

سیدنا حسنؓ نے تخت خلافت پر بیٹھ کر قرآن پڑھا سیدنا حسینؓ کو کسی نے کربلا کے ریگ زاروں میں کہا تھا کہ حسینؓ آج آپ قرآن پڑھ رہے ہیں؟ تو سیدنا حسینؓ نے فرمایا کہ کیوں نہ پڑھوں کہ نانا محمد مصطفیٰ ﷺ نے طائف کے پتھروں میں قرآن پڑھا ہے، نانی خدیجہ نے محمد ﷺ کی مرحم پٹی کر کے قرآن پڑھا ہے ابا علی المرتضیٰؓ نے میدان جہاد میں قرآن پڑھا ہے۔

اماں فاطمۃ الزہراءؓ نے چکی پیس کر قرآن پڑھا ہے بھائی حسنؓ نے تخت خلافت پر بیٹھ کر قرآن پڑھا ہے۔ آج مجھ حسین کو کیا ہو گیا ہے کہ قرآن نہ پڑھوں؟ مزا تو تب ہے کہ آج کربلا کے میدان میں تلواروں کے سائیہ میں خون میں

نہاں ہو کر قرآن پڑھ کر نانا مصطفیٰ ﷺ کی طائف کی سنت کو زندہ کروں۔

پڑھو ہر دم درود ان پر لیاقت ہو تو ایسی ہو
علی بابا نبی نانا شرافت ہو تو ایسی ہو
سر نیزے پہ حضرت نے سنایا یوں کلام اللہ
ملائک بھی ہوئے حیراں تلاوت ہو تو ایسی ہو

صحابہ اور قرآن

تلاوت قرآن میں کس کس کا ذکر کیا جائے۔ صحابہ کرام کی تو زندگی اللہ کا قرآن تھا۔ سیدنا ابی ابن کعب [1] انصاری رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اس امت کا سب سے بڑا قاری کہا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اتنا اچھا قرآن پڑھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تو مجھے قرآن سنا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر کیسے پڑھوں آپ پر تو قرآن اترا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھے سنا میرا دل خوش ہو کہ جن کو قرآن پڑھایا وہ کتنا اچھا پڑھتے ہیں۔ [2]

میرے اکابر اور تلاوت قرآن

سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز رات میں قرآن کریم کا ایک ختم کیا کرتے تھے۔ [3]

---

1 ترمذی ص228 ج2 / مشکوۃ ص578 ج2

2 ترمذی ص221 ج2 / مشکوۃ ص578 ج2

3 حضرت امام اعظمؒ (150ھ) ایک بار دن کو اور ایک بار رات کو قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ (الجواہر المضیہ ص524 ج2) عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کا پینتالیس ۴۵ سال تک یہ معمول رہا کہ وہ ایک وضو سے پانچ نمازیں پڑھتے اور رات کو دو رکعتوں میں پورا قرآن کریم ختم کر دیتے تھے (بغدادی ص355 ج13 حضرت خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ ایک چار بزرگ شخصیتوں نے قرآن ختم کیا ہے۔ حضرت عثمان، حضرت تمیم داری، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم (بغدادی ص 357 ج 13) جس جگہ امام صاحب کی وفات ہوئی اس مقام پر امام صاحب نے سات ہزار مرتبہ قرآن کریم پڑھا تھا (البدایہ والنہایہ ص107 ج10)

ایک رکعت میں

Scanned by CamScanner

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بچی جتنی دیر میں کھانا تیار کرتی اتنی دیر میں پندرہ پارے تلاوت کر لیتی۔ خود امام شافعیؒ ہر رات قرآن کریم کا ختم کرتے تھے۔[1] امام احمد بن حنبلؒ دن رات میں تین سو رکعت پڑھتے تھے[2]۔ امام ابو یوسفؒ روزانہ سو رکعت نماز پڑھتے تھے[3] امام بقی بن مخلدؒ ہر رات تیرہ رکعتوں میں پورا قرآن ختم کرتے تھے اور ہمیشہ روزے رکھتے تھے[4] امام بخاری روزانہ ایک ختم کیا کرتے تھے اور رمضان میں روزانہ دو قرآن ختم کیا کرتے تھے۔[5] امام ابن عساکر روزانہ ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔[6] شاہ محمد اسماعیل شہید عصر سے مغرب تک پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔[7]

حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جیل کی کوٹھری میں بیٹھ کر پورا قرآن زبانی یاد کیا ہے اس گئے گزرے دور میں بھی مولانا مسعود اظہر نے انڈیا کی جیل میں ایک ماہ میں مکمل قرآن کریم حفظ کیا مولانا محمد اعظم طارق جیل میں یومیہ ایک قرآن اور 10 پارے تلاوت کرتے تھے۔

کس کس بزرگ کا ذکر کروں پوری رات گزر جائے گی۔

وسعت دل ہے بہت وسعت صحرا کم ہے
اسلئے مجھ کو تڑپنے کی تمنا کم ہے۔

---

1. (البغدادی ص63 ج2)
2. (تہذیب التہذیب ص74 ج1)
3. (دول الاسلام ص94 ج1)
4. (تذکرۃ الحفاظ ص185 ج2)
5. (البغدادی ص12 ج2، طبقات الشافعیہ ص9 ج2)
6. (تذکرہ ص121 ج4)
7. (فیض الباری ص198 ج4)

قرآن کریم کا تیسرا حق فہم قرآن

حضرات والا! قرآن کریم کا تیسرا حق قرآن کریم کو پڑھنے کے ساتھ اس کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ پتہ چلے اس کا حق کیا ہے، قرآن کہتا کیا ہے، قرآن چاہتا کیا ہے، قرآن بتاتا کیا ہے، قرآن کا معنیٰ کیا ہے، قرآن کا مفہوم کیا، قرآن کا مقصد کیا ہے، قرآن کا مطلب کیا ہے بڑے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ہم مسلمان لوگ غیروں کے کلاموں کو سمجھتے ہیں ان کے معانی مطالب یاد کرتے ہیں ان کی زبانیں سیکھتے ہیں مگر اپنے اللہ کا کلام نہیں سیکھتے اپنے محبوب رب کی محبوب زبان نہیں سیکھتے۔ حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو احبو العرب بالثلاث۔ اہل عرب سے تین وجہ سے محبت کرو۔

۱۔ انا محمد عربی: میں محمد عربی ہوں۔

۲۔ والقرآن عربی: اللہ کا قرآن عربی ہے۔

۳۔ ولسان اهل الجنة فی الجنة عربی: اور جنت میں جنتیوں کی زبان عربی ہے۔

حضرت مولانا محمد عثمان کا واقعہ

میں طالب العلمی کے ابتدائی دور میں مدرسہ خدام القرآن میرے شاہ صادق آباد میں پڑھتا تھا۔ اور تقریریں بھی وہیں سے سیکھیں باقاعدہ طلباء کو خطابت سکھائی جاتی ہے وہاں اب بھی میرے ایک شفیق استاد مولانا عبدالقیوم شجاع آبادی ہیں جنہوں نے مجھے زاد الطالبین پڑھائی تھی اور تقریریں یاد کراتے تھے اور سکھاتے تھے۔ ان کی دعائیں ہیں جو آج قبول ہو رہی ہیں ورنہ میری اپنی کوئی اوقات نہیں۔

میرے شاہ مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے انہوں نے اپنی طالب

Scanned by CamScanner

العابی کا واقعہ بیان کیا کہ میں جامعہ عباسیہ بہاولپور جو آج جامعہ اسلامیہ یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہے میں پڑھتا تھا وہاں اسوقت درس نظامی پڑھایا جاتا تھا۔ نواب صادق مرحوم کا دور تھا۔ اس وقت ایک انگریز آیا اس نے پورے جامعہ کا معائنہ کیا۔ قرآن کریم کی درسگاہ میں آیا جہاں کم سن چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ انگریز ان کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ یہ کتاب قرآن ان لوگوں کی زبان کی کتاب نہیں مگر کمال ہے کہ بچے زبانی پڑھ رہے ہیں اس نے ایک چھوٹے بچے کو کھڑا کر کے قرآن سنا۔ پھر حیرت سے پوچھا! بچے: کیا تمہیں اس کتاب کا مطلب بھی آتا ہے؟ سامعین محترم اس انگریز نے بچے سے پوچھا تھا ہم بڑوں سے اگر کوئی پوچھے تو کیا ہمیں قرآن کا مطلب آتا ہے۔ ہرگز نہیں بچے نے جواب دیا۔ نہیں جو استاد پڑھاتا ہے میں یاد کرتا ہوں مجھے اس کے معنیٰ کا کیا پتہ۔ اس انگریز نے نواب صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ نواب صاحب! تم مسلمان ہم انگریزوں کے کلام کا معنیٰ تو سمجھتے ہو اپنے رب کے کلام کا معنیٰ نہیں جانتے۔ مسلمانو! انگریز نے بھی ہمیں غیرت دلائی ہے کہ اللہ کے کلام کا معنیٰ سمجھیں مگر یاد رکھو اپنی رائے سے قرآن سمجھنے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے جب تک کسی عالم قرآن کی نسبت نہ ملے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے بتائے بغیر تو صحابہ کرام جو صاحب زبان تھے وہ بھی نہ سمجھ سکے چہ جائے کہ آج کا جدید تہذیب کا دلدادہ ترجمہ والا قرآن گھر میں رکھ کر پڑھے اور سمجھے کہ میں قرآن سمجھ چکا ہوں وقت بہت گزر گیا ہے اب مختصر کرتا ہوں۔

قرآن کا چوتھا حق عمل بالقرآن

مسلمانو! یاد رکھئے کہ قرآن کریم کے نزول کا مقصد صرف مقدس کتاب بنا کر جزدانوں میں سجا کر مشک و عنبر لگا کر رکھ دینا نہیں یا کسی تنازعہ میں اس کو عدالتوں میں لے جا کر سر پر رکھ کر اس کی قسمیں اٹھانے کے لئے نہیں یا یہ اسلئے نہیں کہ ہم اس کی

تعویز بنائیں اور دولت کمائیں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں اس کے پڑھنے کا بڑا اجر و ثواب ہے مگر یہ بھی صرف اور صرف مقصود نہیں۔ بلکہ قرآن کریم عمل کی کتاب ہے۔ درس انقلاب ہے قرآن کے قوانین کو ہم اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ اس پر عمل کریں۔

مسلمانو! آج ہم اپنی زندگیوں پر غور کریں کہ قرآن کریم سے کتنے دور ہو چکے ہیں۔

آج اگر ہم قرآن پر عمل کرتے تو رسواء نہ ہوتے۔

قرآن پر عمل کرتے تو ذلیل نہ ہوتے۔

قرآن پر عمل کرتے تو غیروں کے غلام نہ ہوتے۔

قرآن پر عمل کرتے تو ظلم کی چکی میں نہ پستے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارا نام مسلمانوں کا ہے کام بے ایمانوں کا ہے۔

قرآن کو مان کر......سود کھاتے ہیں۔

قرآن کو مان کر......زنا کرتے ہیں۔

قرآن کو مان کر......شراب پیتے ہیں۔

قرآن کو مان کر......رشوت کے بازار گرم ہیں۔

قرآن کو مان کر......کفر سے دوستی ہے۔

قرآن کو مان کر......یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں۔

قرآن کو مان کر......قرآن نہیں پڑھتے۔

قرآن کو مان کر......قرآن نہیں سمجھتے۔

قرآن کو مان کر......قرآن نہیں سیکھتے۔

قرآن کو مان کر......علماء، اولیاء، صلحاء سے دشمنی ہے۔

قرآن کو مان کر......پیغمبر کی سنتوں سے بغاوت ہے۔

ہم بیٹھ کر سوچیں کہ یہ کہیں دین سے بغاوت تو نہیں۔ یہ کہیں منافقت تو نہیں۔

قرآن کریم سے دوری کا عالم تو یہ ہے کہ آج عدالت میں جائیں ملک

Scanned by CamScanner

مسلمانوں کا ہے۔ عدالت مسلمانوں کی ہے کیس کا مدعی مسلمان ہے۔ ملزم مسلمان ہے گواہ مسلمان ہے، وکیل مسلمان، جج مسلمان ہے، مگر جب فیصلہ ہوتا ہے تو مسلمانوں کے ملک میں مسلمانوں کی عدالت میں مسلمان ملزم و مدعی اور مسلمان وکیل و جج کی موجودگی میں قرآن کے خلاف ہوتا ہے اس سے بڑی بے عملی اور منافقت کیا ہوگی۔

قرآن کریم کا پانچواں حق اشاعت و تبلیغ قرآن

مسلمانوں! قرآن پر ایمان لا کر اس کو پڑھ کر اس پر عمل کر کے اس کو سمجھ کر اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ اس کی تبلیغ و اشاعت کریں۔

نبی کریم ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت کے صدقہ سے اس امت کے حصہ میں اشاعت و تبلیغ کا فریضہ آیا ہے۔

اشاعت کے مختلف طریقہ ہیں کسی میں شریک ہوں یقیناً اشاعت و تبلیغ کا اجر ملے گا۔

قرآن کریم کے مدارس، تبلیغ قرآن کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ان میں ہزاروں بچے قرآن کریم حفظ وناظرہ پڑھتے ہیں۔ ان درسگاہوں سے متعلق جتنے لوگ ہیں وہ سب فریضہ تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔

ا۔ استاذ پڑھا کر فریضہ تبلیغ ادا کر رہا ہے۔ ۲۔ شاگرد پڑھ کر فریضہ تبلیغ سیکھ رہا ہے۔ ان درسگاہوں میں زیر تعلیم بچوں کی کفالت کرنے والے ان کا تعاون کرنے والے ان کو کتابیں، قرآن لے کر دینے والے ان کی خوراک پوشاک علاج معالجہ کا انتظام کرنے والے ان درسگاہوں کے قیام میں تعاون کرنے والے سارے کے سارے اس فریضہ تبلیغ کو ادا کر رہے ہیں۔

ایسے جہاد کرنے والے مسلمان بھی قرآن کے قانون کی سربلندی کے لئے مصروف عمل ہیں یہ بھی تبلیغ کی ایک قسم ہے۔

تبلیغ کی چار قسمیں

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کی چار قسمیں ہیں

(۱) قدمی تبلیغ، چل کر تبلیغ کرنا جیسے جماعتیں یا علماء و مبلغین دوسروں کے پاس جا کر دین پہنچاتے ہیں۔

(۲) قولی تبلیغ۔ تلاوت کے ذریعہ لوگوں کو قرآن کے عمل پر ابھارنا یا معانی مطالب بتا کر تبلیغ کرنا جیسے ناصحین واعظین مبلغین اس فریضہ تبلیغ کو ادا کرتے ہیں۔

(۳) قلمی تبلیغ تحریر کے ذریعہ فریضہ تبلیغ ادا کرنا جیسے نبی کریم ﷺ خود خطبہ حجۃ الوداع لکھوا کر ابو شاہ کو بھجوایا تھا۔ ہمارے اکابر کی تصانیف یہ قلمی تبلیغ ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہزار سے زائد کتب ہیں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اکابر کی تالیفات اسی سلسلہ کا حصہ ہیں۔

(۴) قلبی تبلیغ۔ دل کی توجہ سے کسی کو دین کی طرف بلانا،

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

یہ جتنے اہل اللہ۔ اہل تصوف مشائخ بزرگان دین کے سلاسل ہیں۔ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، یہ سب اسی تبلیغ کا حصہ ہیں اسلئے کسی نہ کسی صاحب نسبت سے اپنا تعلق اصلاح کے لئے جوڑنا بہت ضروری ہے ورنہ آدمی بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔

چار جماعتیں

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ دین اسلام اور قرآن کی اشاعت و تبلیغ کے لئے چار جماعتوں کا ہونا ضروری ہے۔

Scanned by CamScanner

۱۔ علماء دین ومشائخ کی جماعت۔ جو تبلیغ کے ذریعہ دین پھیلائے۔
۲۔ معلمین ومدرسین کی جماعت جو تدریس کے ذریعہ دین پھیلائے
۳۔ مجاہدین کی جماعت جو جہاد کے ذریعہ دین پھیلائے۔
۴۔ معاونین کی جماعت جو ان تینوں جماعتوں کے چلانے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرات محترم! مختصراً بندہ نے قرآن کریم کے حقوق بیان کئے ہیں۔

دعا

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو قرآن کریم پر کامل ایمان رکھنے اعمال صالحہ کرنے۔ قرآن کریم کے آداب اور تجوید کے اصولوں کے مطابق سیکھ کر پڑھنے اہل حق علماء سے قرآن سمجھنے اور اس پر صحیح صحیح عمل کرنے اور دنیا میں اس کو پھیلانے کی توفیق عطا کرے آمین ثم آمین۔

اور رمضان المبارک کے برکات ومنافع نصیب کرے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر 4

سترہ رمضان المبارک کے

اہم واقعات

★ غزوۂ بدر
★ وفات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
★ وفات حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
★ اعتکاف

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ بِرِسَالَةِ مَنْ اَخَصَّهُ مِنْ بَيْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَ بِجَوَاهِرِ الْحِكَمِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ مَانَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ

امابعد اعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ وقال الله تبارک وتعالیٰ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُوْلٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

قال النبی ﷺ لاهجرة بعدالفتح ولکن جهاد ونية واذا استنفرتم فانفروا.1

قال النبی ﷺ عن ابی سلمة ان عائشة قالت قال رسول الله ﷺ یا عائش هذا جبریل یقرئک السلام قالت وعلیه السلام ورحمة الله قالت وهویری مالااری2 (متفق علیه)

صحیح بخاری ص433 ج1 صحیح مسلم ص ج مسند ابی یعلی 298 ج4

الجهاد ماض الی یوم القیامه یہ الفاظ میری معلومات اور ناقص مطالعہ کے مطابق ذخیرہ حدیث میں نہیں ملتے البتہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں ص 399 ج 1 پر ایک باب باندھا ہے ''الجهاد ماض مع البر والفاجر یقول النبی ﷺ الخیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیمة'' نیز مشکوٰۃ میں اس سے ملتے جلتے الفاظ بھی ملتے ہیں الجهاد ماض مذبعثنی الله الی ان یقاتل اخرهذه الامة الدجال لایبطله جور جائرولاعدل عادل والایمان بالاقدار (رواه ابوداؤد مشکوٰة ص 18 ج1)

کنزالعمال ص 61 ج 12 مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان ر مسند ابی یعلی ص 230 ج 4 ر صحیح بخاری ص 532 ج 1 ر صحیح مسلم ص 287 ج 2 مشکوٰۃ ص 573 ج 2 ر ترمذی ص 227 ج 2 ر فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبلؒ ص 871 ج 2

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول الله ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هٰرون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی 1.
(بخاری و مسلم)

عن عمران ابن حصین ان النبی ﷺ قال ان علیا منی وانامنه وهوولی کل مؤمن من بعدی2 (رواه الترمذی)

ترجمہ: آیت نمبر۱: البتہ بیشک اللہ نے تمہاری مدد کی بدر میں حالانکہ تم کمزور تھے۔

ترجمہ: آیت نمبر۲: ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کیلئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کیلئے پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے اور وہ بری ہیں اس سے جو وہ کہتے ہیں ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

ترجمہ: حدیث نمبر۱: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت ہے۔

ترجمہ: حدیث نمبر۲: ابوسلمہ کہتے ہیں کہ امی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (پیار سے) فرمایا اے عائش یہ جبرئیل تجھے سلام کہہ رہا ہے اماں نے فرمایا ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو وہ دیکھتے تھے میں نہیں دیکھتی تھی۔

ترجمہ حدیث نمبر۳: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا۔ علی آپ میرے لیے ایسے ہیں جیسے موسیٰ کی جگہ ھارون لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ترجمہ: حدیث نمبر۴: حضور ﷺ نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مومن کے دوست ہیں۔

---

1. مشکوٰۃ ص 563 ج 2 صحیح بخاری ص 526 ج 1 ر صحیح مسلم ص ج ر ترمذی ص 214 ج 2 عن جابرؓ ر کنز العمال ص 246 ج 13 بخاری میں یہ روایت ان الفاظ کیساتھ مروی ہے۔ لعلی اماترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ (بخاری ص 526 ج 1) یہی روایت فضائل الصحابہؓ للامام احمد بن حنبل میں 567 ج 2 پر بھی موجود ہے۔

2. مشکوٰۃ ص 564 ج 2 ر ترمذی ص 212 ج 2

قابل صد اعزاز و تکریم

بزرگو، دوستو اور مسلمان بھائیو!

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں رمضان المبارک کے اہم ترین واقعات اور ان کی فہرست آپ حضرات کے سامنے بیان کی تھی رمضان المبارک ایک ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں اسلام کے اہم ترین واقعات پیش آئے ہیں مختصر وقت میں تمام واقعات کو دہرایا تو نہیں جا سکتا نہ ان پر تفصیل سے گفتگو کی جا سکتی ہے۔

سترہ رمضان کے اہم واقعات

دو تین واقعات بطور نمونہ کے پیش کروں گا اسلیئے کہ ان میں ایک ایک واقعہ ایسا ہے کہ اگر ان پر تفصیلی گفتگو کی جائے تو کم از کم ایک ایک جمعہ خرچ ہو سکتا ہے لیکن میں وقت کی قلت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور حالات کو بھی سامنے رکھتے ہوئے نہایت ہی مختصر گفتگو کروں گا ایک چیز تو یہ موقع اور مناسبت سے بیان کرنی ہے کہ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو جناب سرور کائنات امام المرسلین جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بدر فتح کیا اسلام کی سب سے پہلی جنگ کا یہ واقعہ ہوا۔ دوسرا اسی مناسبت سے ملت اسلامیہ کی عظیم خاتون مریم اسلام زوجۃ الرسول سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو ہوا، پھر اسی رمضان کی سترہ تاریخ کو یہ اہم واقعہ پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی لاڈلی اور پیاری لخت جگر، بنت پیغمبر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جس نے تین ہجرتیں کی تھیں دو حبشہ کی اور ایک مدینہ کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں ان کا انتقال بھی اسی تاریخ کو ہوا اور پھر اسلامی تاریخ میں اسی سترہ تاریخ کو ایک اور واقعہ پیش آیا وہ واقعہ ہمارے نوجوانوں کے لیئے سب سے زیادہ سبق آموز ہے کہ ایک خاتون کی آواز پر، اس کے ایک خط کی تحریر پر، سترہ سالہ عرب کا نوجوان جس کو دنیا محمد بن قاسم کے نام سے یاد کرتی ہے عرب کی دھرتی سے اٹھا، سندھ سے گزرتے ہوئے

اس نے ملتان پر آ کر اسلامی پرچم لہرایا، راجہ داہر کو شکست دی تھی یہ چار پانچ واقعات ایک تاریخ میں ہوئے ہیں وہ تاریخ رمضان کی سترہ تھی۔ ایک روایت کے مطابق 17 رمضان کو سیدنا علیؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا 21 رمضان کو شہید ہوئے یہ چند ایک مضامین آج کے خطبے میں سمیٹ کر پیش کروں گا دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سننے سمجھنے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غزوۂ بدر

سب سے پہلے غزوۂ بدر کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ میں اگر اس کے اسباب گفتگو کروں کہ غزوۂ بدر کیوں واقع ہوا۔ کیا حالات تھے؟ کیسے فوجیں چلیں۔ کس طریقے سے لشکر آئے؟ کیا ضرورت پڑ گئی تھی؟ تو اسی پہ ہی وقت پورا ہو جائے گا لیکن اس واقعہ سے جو اہم سبق ہمیں ملتا ہے میں صرف وہ چنی چنائی باتیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جتنی جنگیں لڑی گئیں۔

جنگ کی دو قسمیں غزوہ اور سریہ

ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جنگ جس کی قیادت اور کمان آمنہ کے در یتیم نے فرمائی اس کو اسلامی تاریخ میں غزوہ کہا جاتا ہے اور جس جنگ میں خود پیغمبرؐ نے شرکت نہیں فرمائی بلکہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو قائد بنا کر ساتھ بھیج دیا خود مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا اس جنگ کا نام اسلامی تاریخ میں سریہ ہے 72 سرایا آپؐ کی زندگی میں ہوئے۔ جن میں فوج کے قائد حضور نہیں بلکہ صحابہ تھے اور 28 غزوات دس سال کے مختصر عرصے میں ہوئے آج کسی ملک میں پندرہ سال کے عرصے میں چند دن کے لیئے ایک جنگ بھی ہو جائے تو قومیں یہ سمجھتی ہیں اس ملک کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ حالات خراب ہو گئے ہیں۔ وہاں کی معیشت برباد ہو گئی ہے۔ وہاں کی سیاست تباہ ہو گئی ہے۔ وہاں کے لوگ بھوک اور پیاس کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں لیکن پیغمبر ﷺ کی

Scanned by CamScanner

جرأت، نبی کا حوصلہ اور پیغمبر کے صحابہ کی بہادری ملاحظہ کیجیئے کہ دس سال کی مدنی زندگی میں اللہ کے پیغمبر نے 28 وہ جنگیں لڑی ہیں جن میں پیغمبر بذاتِ خود شریک ہوئے ہیں حضورؐ نے فوج کی خود کمان کی ہے فوج کی خود قیادت فرمائی ہے اور 72 کے قریب وہ جنگیں ہیں جن میں اللہ کے پیغمبر نے صحابہ کو سربراہ بنا کر بھیجا۔

جہاد کامیابی کی علامت ہے

اسلامی تاریخ میں وہ دس سال پیغمبر کی زندگی کے اس طرف نشان دہی کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں جب تک جذبہ جہاد رہے گا۔ جذبہ حریت رہے گا۔ مسلمان لڑتا رہے گا کفر کے مقابلے میں جاتا رہے گا۔ خود جائے تب بھی کامیاب ہوگا اپنے نوجوانوں کو تیار کر کے بھیجے تب بھی کامیاب ہوگا۔ پیغمبر علیہ السلام نے 72 سرایا 28 غزوات لڑ کر عملی طور پر یہ ثابت کیا کہ پیغمبر علیہ السلام جب مدینے میں پہنچے تھے تو صرف مدینہ طیبہ اتنی چھوٹی سی بستی تھی، چھوٹا سا شہر تھا۔ جتنی آج مسجد نبوی ہے اس وقت اتنا سارا مدینہ ہوا کرتا تھا اتنی سی جگہ پہ اللہ کے نبی محدود تھے اور مدینہ کے یہودی پیغمبر کے مخالف تھے۔ مدینے کے عیسائی نبی کے دشمن تھے۔ مدینے کے منافق نبی کے دشمن تھے۔ لیکن پیغمبر علیہ السلام نے جہاد کا فریضہ امت کے سامنے پیش کیا جس پر پیغمبر نے خود بھی عمل کیا صحابہ کو بھی عملی زندگی کا سبق دیا۔ خود بھی شریک ہوئے صحابہ کو بھی شریک کیا۔ جوانوں کو بھی شریک کیا۔ بچوں کو بھی شریک کیا۔ حتیٰ کہ عورتوں کو بھی جہاد میں شریک کیا۔ دس سال کا مختصر عرصہ گزرنے کے بعد جب آمنہ کے دریتیم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا وصال انتقال پر ملال ہوا تو تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب آقا مدینہ میں آئے تھے تو رہائش کا اپنا مکان نہیں تھا ابوایوب انصاریؓ نے دیا تھا۔ جب مدینے میں آئے تھے جگہ خریدی گئی تھی جب مدینے میں آئے تھے مسجد کی زمین خریدنے کے لیئے پیغمبر کے پاس پیسے نہیں تھے نبی کی جماعت اس وقت بے سروسامانی

کے عالم میں تھی دس سال جہاد کرنے کے بعد اللہ نے اتنی بڑی طاقت عطا کی کہ پیغمبر جب دنیا سے رخصت ہوئے اسوقت نو لاکھ مربع میل تک اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ جہاد مسلمان کی ایک اہم ترین طاقت ہے کہ جب تک مسلمان میدان جہاد میں رہے گا۔ لڑتا رہے گا۔ کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔ جب یہ بزدل ہو کر بیٹھ جائے گا اسوقت شکست کا سامنا کرے گا۔ آپ اور ہم دیکھیں یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کشمیر مسلمانوں کا ہو اور فیصلہ کرنے کے لیئے امریکہ آئے۔

سب سے پہلا غزوہ بدر ہے

سب سے پہلا غزوۂ بدر آقا مدینے میں آئے ایک سال گزرنے کے بعد دوسرا سال شروع ہوا۔ اسلامی لشکر کی تعداد 313 بتائی جاتی ہے کچھ عورتیں تھیں حضور ﷺ جب مکے سے مدینے آئے تو صرف 72[1] مسلمان تھے اللہ کے پیغمبر نے محنت کی محلے اور قرب وجوار کے رہنے والے انصار نے اسلام قبول کیا کچھ صحابہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے نتیجہ سامنے آیا رحمۃ للعالمین ﷺ جب میدان بدر کی طرف گئے اس کا پس منظر ایک مستقل موضوع ہے فی الحال چھوڑتا ہوں۔

اسباب بدر

ابوسفیان قافلہ لے کر گزر رہا تھا حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام[2] کا خیال تھا کہ اس پہ حملہ کر دیا جائے وہاں سے مال لوٹ کر لایا جائے مال غنیمت ہم اپنے پاس اکٹھا کریں ادھر ابوجہل کو معلوم ہوا یہ اپنا لشکر لے کر روانہ ہوا دوسری طرف یہ لشکر آرہا تھا حدیث میں آتا ہے جبرئیل امین آئے۔ قرآن مجید لے کر آئے۔ آ کر کہا محبوب! دو فوجیں آپ کے سامنے ہیں حق و باطل کا معرکہ ہو سکتا ہے۔ آپ کے صحابہ

1 فتح الباری ص 227 ج 7 باب عدۃ اصحاب بدر
2 سیرت مصطفیٰ ص 56 ج 2

Scanned by CamScanner

غزوہ بدر

شہید بھی ہو سکتے ہیں آپ اپنے نہتھوں کو لے کر بدر کے میدان میں جائیں۔ دوسری طرف یہ ہے کہ اگر آپ ابو سفیان کے اس قافلے کو کنٹرول کریں گے تو قافلہ مل جائے گا۔ آپ اس سے دولت لے آئیں گے۔

دولت مل جائے گی شہادت نہیں ملے گی۔

دولت مل جائے گی عظمت سے محروم ہو جائیں گے۔

دولت مل جائے گی کامیابی کی راہیں کھلنا بند ہو جائیں گی۔

صحابہ نے دولت نہیں شہادت کو پسند کیا

جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ پسند فرمائیں کس چیز کو پسند کرتے ہیں پیغمبر نے جب صحابہ کے سامنے بات رکھی حدیث میں آتا ہے صدیق کھڑے ہو گئے 1 اللہ کے محبوب ہم مکہ چھوڑ کے آپ کے ساتھ آئے ہیں آپ کو مدینے میں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ فاروق نے کہا ہم جان دینے کے لیئے تیار ہیں۔ 2 حضور نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے گفتگو نہیں کر رہا میرا مقصد کچھ اور ہے۔ کوئی اور تیسرا آدمی اٹھے سیدنا مقداد 3 صحابی اٹھے کہا اللہ کے رسول! ہم آپ کے ساتھ ملکر لڑنے کے لیئے تیار ہیں ہم قوم موسیٰ کی طرح نہیں موسیٰ کی قوم نے کہا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ تو اور تیرا رب جا کر لڑیں ہم یہاں پر بیٹھیں ہیں محبوب ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں ہمارا خون گرے گا، آپ کا اشارہ ہو گا وہاں ہماری جانیں قربان ہوں گی۔ اللہ کے پیغمبر نے پھر فرمایا مقداد! تم بھی بیٹھ جاؤ کوئی اور صحابی رائے پیش کرے۔ پیغمبر کا منشا یہ تھا کہ جن انصار نے جرأت کے ساتھ خطوط لکھ کر۔ دعوت دے کر قافلے بھیج کر ہمیں بلوایا ہے۔ نبی دیکھنا یہ چاہتے تھے کہ ان

1 سیرت مصطفیٰ ص61 ج2
2 سیرت مصطفیٰ ص61 ج2
3 فتح الباری ص223 ج7 / زرقانی ص412 ج1 / سیرت ابن ہشام ص12 ج2

غزوہ بدر

دلوں میں کتنی جرأت ہے انصار میں سے ایک صحابی اٹھے ان کا نام سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھا وہ کھڑے ہو گئے کہنے لگے اللہ کے پیغمبر ہم آپ کی گفتگو کا انداز سمجھ گئے ہیں آپ ہمیں آزمانا چاہتے ہیں ہم سے پوچھنا چاہتے ہیں محبوب گھبرانے کی ضرورت نہیں خدا کی قسم نَحْنُ نُقَاتِلُ اَنْ اَمَامَكَ وَاَنْ خَلْفَكَ وَاَنْ يَمِيْنَكَ وَاَنْ شِمَالَكَ محبوب نہ گھبرائیں ہم آپ کی دائیں جانب بھی کھڑے ہو کر لڑیں گے۔ بائیں جانب بھی کھڑے ہو کر لڑیں گے۔ سامنے اگر کوئی دشمن آئے گا تب بھی لڑیں گے۔ پچھلی طرف سے اگر کسی نے حملہ کیا ہم تب بھی لڑیں گے۔ محبوب ہماری جانیں قربان ہوں گی ہمارے جسم کی بوٹیاں ہو سکتی ہیں۔ پیارے محبوب آپ کی آبرو پہ آنچ نہیں آنے دیں گے یہ جملے سن کر خوشی سے نبوت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے آقا نے آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر انصار کے لیئے دعا مانگی پھر حضور ﷺ نے صحابہ کو تیار کیا۔

دو کم سن جہاد کے لیئے پیش ہوتے ہیں

دو چھوٹے بچے شہزادے آتے ہیں اللہ کے رسول ہمیں قبول فرمائیں عمریں پوچھی گئیں تو ایک بچہ 15 سال کا تھا دوسرا اس سے بھی چھوٹا تھا حضور ﷺ نے فرمایا 15 سال سے کم عمر والا چھوٹا ہے (15 سال والا نبی کی شریعت میں بالغ ہوتا ہے) حضور نے فرمایا بڑے کو قبول کر لیتا ہوں چھوٹے کو نہیں۔ چھوٹا کھڑا ہو گیا آقا اس کو قبول کیا ہے مجھے کیوں نہیں قبول فرماتے۔ میں اس سے طاقت میں زیادہ ہوں۔ لڑنے میں زیادہ ہوں۔ پہلوان اس سے زیادہ ہوں۔ مجھے بھی اجازت دی جیئے۔ بلکہ کہا اس سے میری کشتی کرا دیں میرا بھائی کشتی لڑے حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اچھا کشتی لڑو۔ کیا جذبہ حریت تھا، کیا جذبہ جہاد تھا۔ نوجوانو! آج کرکٹ کے پلیئر ہو، ہاکی کے چیمپئن ہو، کاش تم میدان جہاد کے چیمپئن ہوتے۔ آج کشمیر کی خستہ حالی، بوسنیا کے حالات، فلسطین کی کیفیت، میرے اور آپ کے سامنے ہے ہم یہاں آزادی کی

3 البدایہ والنہایہ ص262 ج3 / راتح عیون الاثر ص247 ج1 زرقانی ص413 ج1

چھٹیاں تو منا سکتے ہیں، ہڑتالیں تو کر سکتے ہیں نعرے تو لگا سکتے ہیں، میدان جہاد میں جا کر کفر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

دو بچوں کی کشتی

پیغمبر کے سامنے دو بچے لڑتے ہیں چھوٹا بڑے کے کان میں کہہ دیتا ہے نبی کا فیصلہ کبھی تبدیل نہیں ہوا کرتا حضور ﷺ نے تیرے حق میں تو فیصلہ کر دیا ہے تو منظور ہو ہی چکا ہے میں پیچھے رہ گیا۔ تو آگے بڑھ گیا۔ تو نیچے گر جا میں تیرے سینے پہ بیٹھ جاتا ہوں۔ تا کہ تو بھی قبول ہو جائے میں بھی قبول ہو جاؤں۔ بھائی تھا اس کا جذبہ شہادت عجیب تھا وہ نیچے گر پڑے چھوٹا بھائی سینے پہ آ گیا کہا محبوب دیکھا! حدیث میں آتا ہے حضور مسکرا پڑے۔ مولانا عبدالشکور دین پوریؒ ایک جملہ کہا کرتے تھے جسکو مولانا جمیل الرحمٰن اختر نے خطبات دین پوری میں نقل کیا ہے۔ کہ نبی مسکرائے تو جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ جنت کیا ہے نبی کی مسکراہٹ کا نام ہے، جہنم کیا ہے پیغمبر کے غیظ و غضب کا نام ہے نبی غصے میں آئے تو جہنم بھڑکتی ہے نبی مسکرا پڑے تو جنت کھل جایا کرتی ہے۔۔ حضور ﷺ مسکرائے فرمایا میں سمجھ گیا ہوں جو اس بچے نے داؤ کھیلا ہے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ وعدے کا پکا ہوں۔ جاؤ تمہیں بھی قبول کرتا ہوں۔ چھوٹے بچے نے تیاری کی صحابہ میدان میں پہنچے۔

لشکر کفار بدر میں

ابو جہل اپنا لشکر لے کر آ رہا تھا ابو سفیان نے اطلاع بھجوائی کہ ہم کامیابی سے آ گئے ہیں آپ لوگ واپس آ جائیں اب ہمارا مقابلہ کوئی شخص نہیں کر سکتا ابو جہل اب بھی تکبر میں تھا اس نے کہا ہم بدر کے میدان تک جائیں گے قرب و جوار کی جتنی فوجیں اس معرکے میں ہمارے ساتھ جا رہی ہیں ہم وہاں جا کر ان کی ضیافت کریں گے، مہمان نوازی کریں گے، ان کو وہاں بکرے کھلائیں گے، ان کی عزت افزائی

کریں گے، ہم وہاں پر فتح کا پرچم لہرائیں گے پھر خوشی کے ساتھ واپس آئیں گے۔ اس ظالم کو یہ پتہ نہیں تھا کہ میں آگے جا رہا ہوں فتح کا پرچم لہرانے نہیں جا رہا بلکہ موت کے منہ میں جا رہا ہوں۔ روانہ ہوا اور ادھر اللہ کے پیغمبر بھی آئے۔ حدیث میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ جب بدر میں پہنچے تو ابو جہل کا لشکر پہلے پہنچ چکا تھا۔1 بدر ایک کھلا میدان ہے۔ اب سعودی حکومت نے بدر کا راستہ بند کر دیا ہے ورنہ اسی راستے سے لوگ مکہ سے مدینہ جایا کرتے تھے بدر کی زیارت بھی ہوتی تھی جہاں رحمت للعالمین کے لیئے چھپر بنایا گیا تھا جس میں حضور ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس جگہ لوگ جا کر نوافل بھی پڑھتے تھے۔ وہ ایک عجیب سی جگہ ہے۔ بڑی بابرکت جگہ ہے اب وہ راستہ بالکل بند ہے اب لوگ طریق ہجرت سے جاتے ہیں۔ بدر مدینے سے کافی فاصلے پر ہے لشکر ابو جہل پہلے پہنچا اسلامی لشکر بعد میں پہنچا کافروں نے چٹیل میدان پہ قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کے لیئے وہ جگہ چھوڑی جو ریت کے ٹیلے تھے آپ جانتے ہیں کہ ریت کے ٹیلے پہ گھوڑے دوڑ نہیں سکتے انسان وہاں پر بھاگ نہیں سکتا بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ جب اللہ کے پیغمبر وہاں پر پہنچے تو صحابہ کرام پر بھی عجیب کیفیت تھی۔ اللہ کے رسول ہم واقعی امتحان میں آ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی بدر کی رات

حدیث میں آتا ہے 17 رمضان کی رات جمعۃ المبارک کی رات تھی 17 رمضان جمعہ کے دن غزوۂ بدر ہوا رات اللہ کے پیغمبر سوئے نہیں حضور کے لیئے اونچے سے ٹیلے پر ایک چھپر سا بنا دیا گیا اس کے اوپر خیمہ لگایا گیا جس میں اللہ کے نبی نے پوری رات عبادت میں گزاری۔ حضور ﷺ نے نیند نہیں کی حضرت ابو بکر صدیق ساتھ تھے اور باہر کچھ صحابہ پہرہ دے رہے تھے۔ اللہ کے پیغمبر نے سر سجدے میں رکھا

---

1 سیرت النبی شبلی نعمانی ص 196 ج 1۔

Scanned by CamScanner

پوری رات نبی کی آنکھوں میں آنسو جاری رہے حضور عبادت کرتے رہے، دعا مانگتے رہے ایک عجیب جملہ حدیث کی کتب میں آتا ہے صدیق اکبر کہتے ہیں ریتلی زمین کے باوجود جب میں نے اس زمین کو دیکھا تو نبی کے آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوتی ہے

پوری رات پیغمبر کا تعلق خدا کے ساتھ رہا۔ کیا نکلا رات کے آخری حصے میں تیز بارش آئی بارش کی وجہ سے وہ ریتلی زمین جم گئی میدان بن گئی۔ اور جہاں میدان تھا وہاں سارا پانی جمع ہو گیا وہ لوگ پانی میں تھے مسلمان بڑی اچھی جگہ پر اب مقابلے کی شکل تھی۔

فرشتے نصرت کو اتر پڑے

ادھر سے اللہ کا فیصلہ ہو گیا مصطفیٰ نہ گھبرایئے ہم آپ کی نصرت کے لیئے ہزاروں فرشتے آسمان 1 سے اتار رہے ہیں تفسیر کشف الرحمان میں لکھا ہے کہ کئی ہزار فرشتے اترے۔ ہر فرشتے کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے سر پر پیلے رنگ کے عمامے بندھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں باقاعدہ وہ مسلمانوں کے لشکر میں انسانی شکل میں بھی آئے۔ صحابہ نے کم دیکھا تھا کفار نے زیادہ دیکھا تھا۔ اللہ نے چونکہ ان پر غلبہ ڈالنا تھا دوسرے دن صبح ایک دوسرے کے سامنے مقابلے کیلیئے میدان میں آئے۔ ابوجہل اپنی صفیں درست کر رہا تھا۔

اللہ کے محبوب ﷺ صحابہ کی صفیں درست کراتے ہیں

رحمت للعالمین اپنے صحابہ کی صفیں درست کرا رہے تھے حضور کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی صفیں ترتیب دینے کے لئے ایک صحابی تھے عکاشہ رضی اللہ عنہ سامنے کھڑے ہوئے تھے حضور نے چھڑی اس کے پیٹ میں ماری ننگے پیٹ تھے صرف چادر باندھی

1. صحیح بخاری ص ج باب شہود الملائکہ بدرا / فتح الباری ص 242 ج 7 / زرقانی ص 427 ج 2

ہوئی تھی جسم پر کرتہ بھی نہیں تھا 313 آدمی، دو گھوڑے، ستر اونٹ، 8 زرہیں، 6 تلواریں، اتنا مختصر سا اثاثہ لے کر پیغمبر میدان جہاد میں آئے اور صحابہ کی اپنی حالت یہ ہے، کہ کسی کے پاؤں میں جوتے نہیں، کسی کے سر پہ پگڑی نہیں، کسی کے جسم پر کرتہ نہیں، تن تنہا ہاتھوں میں چھڑیاں لے کر آئے تلواریں پوری نہیں نیزے پورے نہیں، ہتھیار پورے نہیں اونٹ پورے نہیں، گھوڑے پورے نہیں، صرف چھڑیاں لے کر صحابہ پیغمبر کے اشارے پر آئے۔ اسلیئے آئے کہ ان کا یقین تھا کہ اللہ ہم دین کی کامیابی تیرے حکم میں سمجھتے ہیں۔ تیرے پیغمبر کے طریقے میں سمجھتے ہیں۔ تلوار نے کامیابی نہیں دینی۔ پیغمبر کے اشارے میں کامیابی ہے۔ نبی نے چلنے کو کہہ دیا ہے اسلیئے ہم چلنے کو تیار ہیں ہمارے پاس اسلحہ نہیں کیسے جا کے لڑیں گے؟ جانا ہمارا کام ہے فتح دینا تیرا کام ہے۔ صحابہ پہنچ گئے میدان میں آمنے سامنے کھڑے تھے ابوجہل گھوڑے پر سوار تھا اس کے سر پر لوہے کا خود تھا صرف اس کی آنکھیں ظاہر تھیں اور وہاں کیفیت یہ تھی کہ وہاں ایک ہزار سے زیادہ لشکر تھا۔

فراست نبوی ﷺ

یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ وہاں سے کافروں کے دو غلام پکڑ کر لائے گئے حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کفار کا لشکر کہاں ہے؟ کہا اللہ کے رسول فلاں جگہ پہ ہے۔ فرمایا کتنے آدمی ہیں؟ انہوں نے کہا ہمیں پتہ نہیں، فرمایا کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا نو یا دس۔ حضور نے فرمایا اندازہ یہ ہے کہ لشکر نو سو سے لے کر ہزار تک ہے۔ 1

معجزہ رسول ﷺ ایک دن قبل مقتولین بدر کی نشان دہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لڑائی سے ایک دن پہلے جہاں ہم نے لڑائی لڑنی تھی حضور نے فرمایا عمر! کل اسی جگہ ابوجہل کی لاش تڑپے گی۔ اس جگہ عتبہ کی لاش تڑپے 2 گی۔ اس جگہ فلاں بدمعاش کی لاش تڑپے گی۔ ستر مقامات اللہ کے نبی نے دکھائے اور ایک

1. سیرت مصطفیٰ ص 70 ج 2
2. مسند احمد عن انس / زرقانی ص 434 ج 1 / سیرت مصطفیٰ ص 72 ج 2

Scanned by CamScanner

ایک کا اشارہ کر کے کہا یہاں پر فلاں فلاں کافر مریں گے۔ یہ باتیں سن کر ایک عام آدمی خیال کرتا ہے سوچتا ہے یہ کیسے ہوگا کہ جن کے سر پہ پگڑیں نہیں۔ جن کے جسم پہ کرتے نہیں جن کے پاس اسلحہ نہیں جن کے پاس سواریاں نہیں ان پر کیسے کنڑول کریں گے اور یہ عجیب باتیں ہیں۔

مسلمانو سنو! دوسرا دن آیا صفیں برابر ہو گئیں۔ اللہ کے پیغمبر نے اس غزوے میں اپنے ہاتھ میں تلوار نہیں لی اور پیغمبر نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی پہ تلوار نہیں چلائی اس کا فلسفہ اور حکمت یہ ہے۔

سب سے بڑا ملعون کون ہے

علماء نے لکھا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا ملعون شخص وہ ہے جس نے کسی پیغمبر کو قتل کیا یا جس کو کسی نبی نے قتل کر دیا ہو۔ اسلیئے حضور کی رحمۃ اللعالمینی کا تقاضہ یہ تھا کہ حضور نے تلوار نہیں اٹھائی اللہ کے نبی میدان جہاد میں گئے صفوں کو سیدھا کرانے کے بعد اللہ کے پیغمبر نے چھپر میں سر سجدے میں ڈال کر ایک دعا مانگی۔

دعائے رسول ﷺ

اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ[1] عرش والا! دیکھ میری پوری زندگی کا سرمایہ، میری پوری زندگی کی پونجی، یہ **313** نہتھے جو بدر کے میدان میں، میں نے لا کر کھڑے کر دیئے ہیں اے اللہ! یہ میرا سرمایہ ہیں ان کے جسم پہ کپڑے نہیں ہیں۔ ان کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں۔ ان کے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ ان کے پاس طاقت نہیں ہے۔ یارب تیری ذات پہ بھروسہ کر کے میں ان کو لے آیا ہوں میرے اشارے پہ چل کر آ گئے ہیں۔ اے اللہ! ایسی فرمانبردار جماعت آج تک کسی کو نہیں ملی جو تو نے مجھے عطا کی ہے میرا رب پھر مجھ سے سن لے خدانخواستہ کل کفر کا مقابلہ کرتے ہوئے اس پہلے غزوے

1 صحیح مسلم بحوالہ سیرت مصطفیٰ ص 81 ج 2

میں یہ سارے کے سارے مارے گئے۔ یہ ختم ہو گئے **ان تھلک ھذہ العصابہ لن تعبد ابدا** اے اللہ! پھر میں تجھے اپنا رب کہہ کر کہتا ہوں تیری ربوبیت کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں، تیری جلالت کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں، اگر یہ مر گئے قیامت تک تیرا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ پیغمبر کی زبان گوہر فشان کے جملے تھے عرش ہل گیا اور واقعہ بھی تھا نبیؐ نے چودہ سال محنت کرنے کے بعد **313** تیار کیئے وہ آج مٹ جاتے تو دین آگے کیسے پھیلتا یہ جو کہتے ہو اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ کربلا کے بعد نہیں بدر کے بعد۔ بدر سب سے پہلا معرکہ ہے جہاں حق و باطل کی کھلی جنگ ہوئی۔ بدر کے میدان میں نبی نے کہا اگر آج مٹ گئے تو قیامت تک کبھی اسلام زندہ نہیں ہوگا۔

دونوں جماعتیں میدان میں

جنگی اصول یہ ہوتا تھا اہل عرب کا کہ ایک آدمی ادھر سے ایک اُدھر سے نکلتا مقابلے میں یہ کہتا هَلْ مِنْ مُبَارِزْ۔ ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا وہ ایک دوسرے سے تلوار سے لڑتے، ایسے پہلوان ایک دوسرے کو دعوت دیتے پھر ہجوم کی جنگ چھڑ جاتی۔ بدر میں تین کافر نکلے انہوں نے کہا۔ ہے کوئی ہمارا مقابلہ کرنے والا؟ ادھر سے انصار پہلے نکلے اسلیئے کہ انصار نے کہا تھا مصطفیٰ ہم مہاجرین سے زیادہ لڑ کے دیکھائیں گے باہر نکلے۔ ابوجہل نے کہا تم ہٹ جاؤ ہم تمہارے ساتھ مقابلہ نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے سامنے وہی آئے جس کو ہم نے غیر بنا کر مکے سے نکال دیا تھا۔ مہاجر آئیں۔ تین صحابہ پیغمبر نے میدان میں بھیجے سید الشہداء حضرت حمزہ دوسرے[1] حیدر کرار تیسرے عبیدہ بن حارث یہ اس جنگ میں شہید بھی ہوئے تھے۔ حضرت حمزہ احد میں شہید ہوئے اور حضرت علی اپنے دور خلافت میں شہید ہوئے اور یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ بدر میں جن تین پہلوانوں کو نبی نے بھیجا تھا تینوں نے جام شہادت نوش کیا اس وقت نہیں بعد میں وقفے وقفے سے جام شہادت نوش کیا وہاں ابوجہل کی

1 فتح الباری ص 221 ج 7 باب قتل ابی جہل، زرقانی ص 417 ج 1 سیرت مصطفیٰ ص 78 ج 2

Scanned by CamScanner

طاقت اپنے زور پر ہے یہاں محمد کی نبوت اپنی صداقت کے زور پر ہے۔ اے اللہ! بدر کے میدان میں ان کا مقابلہ کرنے کے لیئے میں اپنا نمائندہ بنا کر علی کو بھیج رہا ہوں چنانچہ اس پوری جماعت میں سب سے پہلا کافر جو قتل ہوا وہ علی بن ابی طالب کی تلوار سے قتل ہوا تھا۔ لڑائی ہوئی بڑے زوردار طریقے سے۔ ستر کافر مارے گئے۔ ستر گرفتار ہوئے اور صحابہ کرام کی تعداد جنہوں نے جام شہادت نوش کیا وہ چودہ ہیں۔ مسلمان بڑی فتح وکامیابی کے ساتھ واپس آئے بڑے حوصلے سے کامیاب ہوئے۔

بدر میں بچوں کا کردار

عبدالرحمان بن عوف کہتے ہیں میں میدان جہاد میں کھڑا تھا دائیں دیکھتا ہوں بائیں دیکھتا ہوں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں یہ وہی بچے تھے جو پیغمبر کے سامنے کھڑے ہو کر آپس میں کشتی لڑ رہے تھے میں نے سوچا دونوں بازو کمزور ہیں کوئی بازو تو طاقت ور ہو کوئی ایک پہلوان جو مقابلہ کر سکے یہ تو لڑنے کے قابل نہیں اگر مجھ پہ حملہ ہو جائے یہ میرا بچاؤ نہیں کر سکتے ابھی میں یہ سوچ رہا تھا ایک بچہ میرا بازو پکڑ کر کہتا ہے چچا ابوجہل کو جانتے ہو؟ دوسرا کہتا ہے چچا ابوجہل کو جانتے ہو؟ میں نے کہا بیٹے تمہارا اس سے کیا کام ہے؟ وہ تو بہت بڑا پہلوان ہے وہ قریش کا سردار ہے وہ تو فوج کی کمان کر رہا ہے۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو ہم اس کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ بیٹے دیکھنے کے بعد کیا کرو گے؟ حفیظ جالندھری نے وہ جملہ نقل کیا ہے بچے تڑپ کے کہنے لگے۔ چچا!

قسم کھائی ہے مریں گے یا ماریں گے اس ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے محبوب باری کو

پیغمبر کا دشمن ہو ہم بھی زندہ رہیں اور وہ بھی زندہ رہے یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم اس کو قتل کرنے کے لیئے آئے ہیں یہاں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں نوجوانو! جذبہ شہادت بڑی چیز ہے لیکن شہادت سے بھی بڑھ کر یہ جذبہ ہونا چاہیئے کہ کفر کو مار کر ہم

غالب ہو کر ان پہ حکومت کریں گے یہ جذبہ زیادہ ہونا چاہیئے۔ جس کے حصہ میں شہادت لکھی ہے اسے آئے گی۔ غازی ہونے والا جذبہ پیدا کرو کہ ہم نے کفر کو فنا کرنا ہے۔ ہم نے غالب ہونا ہے۔ ہم نے ان پہ حکومت کرنی ہے۔ ان بچوں نے یہ نہیں کہا ہم صرف مرنے کے لیئے آئے ہیں کہا اس کو مارنا چاہتے ہیں ہمارے پیغمبر کا دشمن ہے حضرت عبدالرحمان بن عوف کہتے ہیں میں نے انگلی سے اشارہ کیا اچانک بچے میرے سامنے سے دوڑے ایک نے اس کے گھوڑے پر حملہ کیا وہ گرا تو دوسرے بچے نے ابوجہل پر حملہ کر کے اس کو قتل کیا۔ جنگ ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ ابوجہل کو تلاش کرو اس کی لاش کہاں ہے۔1

فقیہ امت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل کا سر قلم کرتے ہیں

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فقیہ امت کو بھیجا ابن مسعود تشریف لے گئے جا کے دیکھا ابوجہل ہچکیاں لے رہا تھا اس کی روح نکل رہی تھی۔ موت کا شکار ہو رہا تھا۔ ابن مسعود کہتے ہیں میں نے اس کے قریب جا کر کہا دیکھ اللہ کا وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ دیکھ اللہ نے پیغمبر کو فتح عطا کی ہے۔ دیکھ تو اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ میں نے تلوار نکالی اس کی گردن قلم کرنے لگا اس وقت بھی مجھے ابوجہل نے ایک جملہ کہا ابن مسعود بے شک قتل کر دے اس کی آنکھوں میں آنسو آئے کہنے لگا مجھے افسوس اس بات کا ہے مجھے چھوٹے بچوں نے قتل کیا ہے کوئی پہلوان مارتا میں اپنے آپ پہ ناز اور فخر کرتا میں پوری زندگی پہلوانوں کی طرح لڑا۔ مرتے وقت مجھے بچوں نے مارا اور کہا اب تو اتنا کر دے کہ میری گردن کاٹتے ہوئے ذرا نیچے سے کر کے کاٹنا۔ دنیا کو پتہ چلے کہ بڑی گردن والا عام آدمی نہیں اپنی قوم کا سردار ہے اس وقت حضور نے یہ جملہ ارشاد فرمایا لكل امت فرعون و فرعون هذه الامة ابو جهل 2 ہر امت میں ایک فرعون

1. صحیح بخاری ص ج کتاب الجہاد و صحیح بخاری ص ج 2 باب غزوہ بدر
2. فتح الباری ص 230 ج 7 ، زرقانی ص 438 ج 1

سرکش بدمعاش آیا ہے میری امت کا سب سے بڑا بدمعاش ابوجہل ہے جس نے کھل کر مقابلہ کیا اور حضور ﷺ نے بڑا عجیب جملہ فرمایا میرا فرعون اس فرعون سے بھی بڑا فرعون ہے وہ جب پانی اور طوفان میں گیا۔ غرق ہونے لگا تو اس وقت اسے موت نظر آئی تو اس نے کہا امنت برب موسیٰ وھارون کلمہ پڑھنے لگا اگرچہ اسوقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا یہ تو اتنا بڑا بدمعاش ہے مرتے ہوئے بھی کہتا ہے نیچے سے کر کے گردن کاٹنا کہ سردار کی گردن ہے اور یہ بھی ایک عجیب بات ہے عبداللہ بن مسعود جلیل القدر صحابی ہیں ان کا انتقال بھی اسی رمضان المبارک کے مہینے میں ہوا جس نے سترہ رمضان کو بدر کے میدان میں ابوجہل کا سر قلم کیا۔1

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کون ہیں

اور یہ بھی ایک عجیب بات بتاؤں عبداللہ بن مسعود بھی کوئی بہت بڑا پہلوان آدمی نہیں تھا کتب میں لکھا ہے سب سے چھوٹے قد والے تھے ہلکا سا جسم تھا۔ دبلی سی جان تھی پتلا سا وجود تھا حدیث میں آتا ہے چھوٹی چھوٹی ٹانگیں تھیں جب دوڑتے تھے تو صحابہ دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے تھے یہ وہ عظیم المرتبہ صحابی ہے جس کو پوری زندگی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ حضور اکرم ﷺ کا مسواک اور رحمت کائنات کی جوتی مبارک ان کے پاس ہوا کرتی تھی2 ابن مسعود کہتے ہیں میں نے مکہ کی 13 سالہ اور مدینہ کی دس سالہ زندگی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وقت گزارا ہے اپنی پوری زندگی میں محبوب کے ساتھ رہ کر حضور کی خدمت میں رہا یہ مجھے سعادت نصیب ہوئی کہ میں صاحب السواک والنعلین پیغمبر کی جوتی اور مسواک اٹھایا کرتا تھا آج کوئی کسی ولی کا ایک دن جوتا سیدھا کرے تو پوری زندگی فخر کرتا ہے ابن مسعود وہ باکمال انسان ہے جس نے 23 سال تک پیغمبر کی جوتیاں سیدھی کیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی وہ شخص ہے جس نے

1. آثار الحدیث ص175 ج2 صحیح بخاری ص ... ج ... شرح فتح الباری ص23 ج7
2. صحیح بخاری میں الفاظ یوں ملتے ہیں جو حضرت ابوالدرداء نے حضرت علقمہ کو فرمائے الیس فیکم صاحب النعلین والوسادة والمطهرة صحیح بخاری ص531 ج1

امت کے سب سے بڑے فرعون کو قتل کیا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کچھ فرعونی ذہن رکھنے والے بدبخت اسی صحابی رسول ﷺ کی اداؤں، وفاؤں سے دشمنی رکھتے ہیں۔

بدر میں پرچم اسلام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوپٹہ تھا

ایک اور بات سمجھیں میدان بدر میں حضور اکرم ﷺ نے جو پرچم دیا تھا حدیث میں آتا ہے وہ حضرت علیؓ کو عطا کیا ایک روایت میں ہے مصعب بن عمیرؓ کو عطا کیا بعض علماء نے لکھا ہے مختلف پرچم تھے جو مختلف صحابہ کو دیئے ان میں سے جو جھنڈا علیؓ کو دیا تھا یہ کونسا جھنڈا تھا یہ وہ پرچم تھا جو میری اور آپ کی اماں ام المومنین صدیقہ کائنات محبوبہ حبیب خدا، گلشن رسول کی عندلیبہ، اماں عائشہؓ کا دوپٹہ تھا سیرت اور تاریخ کی کتب میں ہے کہ سیاہ اور سفید دھاریاں اس کے اندر موجود تھیں یہ دوپٹہ اللہ کے نبی نے حیدر کو دے کر میدان جہاد میں لہرانے کو کہا روایات میں آتا ہے حضور ﷺ نے پرچم دیتے ہوئے یہ کہا تھا اللہ یہ بدر کے میدان میں عائشہ کا دوپٹہ بھی شریک جہاد ہو رہا ہے۔ اے اللہ یہ پیغمبر کی عزت کے سر کا دوپٹہ ہے اے اللہ اس دوپٹے کی لاج رکھنا۔ عرش والا! 313 نہتے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دے۔ مسلمانو! عائشہ ماں ہے حیدر بیٹا ہے۔ بیٹے نے امی کے سر کے دوپٹے کا پرچم بنا کر بدر کے میدان میں لہرایا تھا یہ وہ نسبت تھی کہ جس سے سترہ رمضان کو بدر میں فتح ہوئی۔ سترہ رمضان کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ سترہ رمضان کو سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی وفات ہوئی۔ سترہ رمضان علیؓ کی شہادت کی ابتدا ہوئی اور اکیس کو شہادت ہوئی۔

ام المومنین عائشہؓ کون ہیں

نمونے کے طور پر اس مناسبت سے کہتا ہوں کہ اماں عائشہؓ خود فرمایا کرتی تھیں پیغمبر کی ساری ازواج اپنی جگہ قابل قدر ہیں۔ نبی کی بیوی امت کی ماں ہوتی ہے۔ جو ماں کی قدر کرے وہ حلالی ہے جو ماں کی قدر نہ کرے وہ حرامی ہے میں حلالی بیٹوں سے گفتگو کر رہا ہوں۔ وہ سنیں! اماں عائشہؓ کہا کرتی تھیں میں وہ خوش نصیب

عورت ہوں جس کے بستر پر جبریل وحی لاتے تھے۔

عائشہ وہ خاتون ہے جس کو جبریل سلام دینے آئے۔

عائشہ وہ خاتون ہے جس نے جبرئیل کو دیکھا ہے۔

عائشہ وہ خاتون ہے جس کی برائت کے لیئے اللہ نے قرآن مجید میں 18 آیات اتاری ہیں۔

عائشہ وہ عورت ہے جس کی تصویر نکاح سے پہلے آپ کو دکھائی گئی۔1

عائشہ وہ خاتون ہے۔جس کو یہ اعزاز تھا کہ کنواری پیغمبر کے عقد میں آئی ہے۔

عائشہ وہ عورت ہے جس نے جوانی کی آنکھ کھولتے ہوئے سب سے پہلی نگاہ محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرے پہ ڈالی ہے۔

عائشہ وہ عورت ہے جو امت مسلمہ میں سب سے بڑی عالمہ ہے۔

عائشہ وہ عورت ہے جس نے پیغمبر علیہ السلام سے 2210 روایات نقل کی ہیں۔

عائشہ وہ عورت ہے جس سے پیغمبر کے چار ہزار سے زیادہ صحابہ شاگرد بنے ہیں۔

عائشہ صدیقہ وہ عورت ہے فاروق اعظم جیسے جرنیل جس کے قدموں میں جا کر مسائل دریافت کرتے تھے۔

عائشہ صدیقہ وہ عورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ تقدس وعظمت اور مقام عطا کیا تھا کہ بی بی کہتی تھی جب پیغمبر دنیا سے رخصت ہوئے گود میری تھی۔باری میری تھی۔سینہ میرا تھا۔گھر میرا تھا۔2

عائشہ وہ عورت ہے جو پیغمبر کے وصال کے بعد حضور اکرم ﷺ کے مدرسہ اصحاب صفہ کی مہتممہ بنی انتظام اور اہتمام سنبھالا عائشہ صدیقہ نے پیغمبر کی جدائی کے

---

1. لما توفيت خديجة نزل جبريل بصورة عائشة فی سرقة حرير خضراء فقال ايامحمد! هذه زوجتک فی الآخرة عوضامن خديجة بنت خويلد
(کنزالعمال ص 61 ج 12 ترمذی ص 226 ج 2)

2. قبض رسول الله ﷺ فی بیتی وفی یومی وعلی صدری وکان آخر ماأصاب من الدنيا ريقي مضغت له السواک فنا ولته اياه.
(فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل ص 877 ج 2 صحیح مسلم ص 286 ج 2)

بعد پینتالیس سال تک زندہ رہ کر اس مدرسے کا اہتمام کیا روزانہ دو سو طلباء کی رہائش اور خوراک کا انتظام کرتی تھی۔

عائشہ وہ عورت ہے جو قرآن کی سب سے بڑی معلمہ ہے۔

عائشہ وہ عورت ہے جو قرآن کی سب سے بڑی مفسرہ ہے۔

عائشہ وہ عورت ہے جس نے پیغمبر کی آدھی زندگی،خلوت کی زندگی،علیحدگی کی زندگی،راز کی زندگی،پوری امت کے سامنے پیش کی ہے۔

عائشہ صدیقہ وہ عورت ہے کہ قیامت کے دن پیغمبر جس کے حجرے سے اٹھیں گے۔

عائشہ وہ عورت ہے جس کی پاک دامنی کے لیئے عرش سے قرآن اترا تھا۔

اس عورت کا انتقال بھی رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو ہوا تھا۔عام خاتون نہیں۔

امیر شریعتؒ بول اٹھے

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ایک جملہ کہہ دیتا ہوں یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی بچے نے گواہی دی۔مریم پر تہمت لگی تو حضرت عیسیٰؑ چھوٹے بچے تھے انہوں نے گواہی دی۔جب پیغمبر ﷺ کی عزت کی باری آئی اللہ نے عرش سے قرآن اتارا،بخاری مرحوم کہتے تھے اللہ چاہتے بچوں سے گواہی دلوا دیتے۔اللہ چاہتے کوئی اور طریقہ استعمال کرتے۔اللہ چاہتے پیغمبر کے دل پہ القا کر دیتے۔اماں عائشہ بھی کہتی ہے جب مجھ پہ ظالموں نے الزام اور تہمت لگائی ایک مہینہ تک روتی رہی بی بی کہتی ہیں دو راتیں ایک دن ایسے آئے میں نے نیند کا سرمہ نہیں ڈالا سرمہ جو آنکھ میں ڈالا جاتا ہے وہ ذرا سا ہوتا ہے کیا مطلب میری آنکھ بھی نہیں جھپکی دو راتیں ایک دن مسلسل اتنی روئی کہ میری آنکھوں کے آنسو خشک ہو گئے باپ نے کہہ دیا عائشہ چلی جا اٹھ کر میرے گھر سے۔میں پیغمبر کو جا کر کیا جواب دوں۔امی جواب نہیں دیتی پیغمبر خاموش ہو جاتے ہیں کوئی گفتگو نہیں کرتے۔حقیقت یہ ہے تاریخ میں ایسا الم ناک سانحہ کسی عورت کے ساتھ پیش نہیں آیا جو اماں عائشہ صدیقہ کے ساتھ پیش آیا منافق

Scanned by CamScanner

ہیں کہ مدینہ میں الزام لگا رہے ہیں حضور ﷺ بے تابی کے عالم میں ہیں بالا خر

عفت عائشہؓ پر صحابہؓ کی گواہی

پیغمبر یاروں سے پوچھتے ہیں کیا کروں۔ صدیق کیا کروں۔ جواب دیا سر جھکا کے میری تو بیٹی ہے میں کچھ نہیں کہتا جو آپ کا فیصلہ ہو مجھے قبول ہے عثمان کیا کروں کہا محبوب میں تو اتنا جانتا ہوں ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف لائے تھے آپ کے جوتے مبارک کے تلوے پہ تھوڑی سی تھوک یا گلی میں پڑی غلاظت لگی ہوئی تھی جبرئیل نے روک دیا تھا کہ آپ مسجد میں نہ جائیں جوتا باہر اتار دیجیئے جو خدا آپ کے قدموں میں ایسا جوتا برداشت نہیں کرتا وہ اللہ آپ کے بستر پر ناپاک بیوی بھی برداشت نہیں کرتا۔ علی تو بتا کیا کروں؟ حیدر نے دو جواب دیئے ایک جواب دیا اللہ کے رسول آپ اتنے پریشان کیوں ہیں اگر آپ آزردہ خاطر ہیں آپ چھوڑ دیں آپ کو بیویوں کی کوئی کمی نہیں۔ یہ پیغمبر کی تسلی کے لیئے جملہ کہا تھا۔ دوسرا حسین جواب یہ دیا کہا آقا میں نے تو آپ کو قریب سے دیکھا ہے آپ کے اس پاک جسم پر کبھی ناپاک مکھی نہیں بیٹھی جو خدا، محمد تیرے پاکیزہ وجود پہ گندی مکھی نہیں بیٹھنے دیتا وہ تیرے پاک بستر پر گندی بیوی کو بھی نہیں آنے دیتا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے بیوی آپ کی ہو اور گندی ہو یہ نہیں ہوسکتا۔ فرمایا عمر تو بول۔ وہی عمر ہیں جو زمین پہ بولتے تھے آسمان سے قرآن بن کر آتا تھا 28 یا 32 مقام ایسے ہیں کہ زمین پر عمر نے کہا آسمان سے قرآن بن کر آیا۔ کہا محبوب میں نہیں بتاتا پہلے آپ ایک سوال کا جواب دیں حضور نے فرمایا عمر بولو! کیا سوال ہے عرض کیا یہ بتائیں میری اماں عائشہؓ سے نکاح آپ نے خود کیا تھا یا اللہ کے حکم سے کیا تھا۔ کیا انداز تھا گفتگو کرنے کا۔ فرمایا نکاح تو دور کی بات ہے میں تو اپنی مرضی سے بولتا بھی نہیں۔ اللہ کی وحی سے بولتا ہوں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى رب کا حکم تھا اگلا جملہ سنئے فاروق کہنے لگے پھر آقا آپ کو کیا ضرورت ہے پریشان ہونے کی۔ جس خدا نے آپ کے ساتھ عائشہؓ کا عقد کر کے

آپ کے نکاح میں بھیجا ہے اس اللہ کو حق ہے آپ کے گھر سے نکالنے کا عائشہ کے متعلق کسی سے سوال نہ کیجئے یہ رب کے حوالے کیجئے جو بھیج رہا ہے وہ نکالے۔ اگر اللہ نہیں نکالتا تو آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں میرے آقا فرماتے ہیں عمر کے جملوں سے میرے دل پہ ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ میں مطمئن ہوگیا حضور اکرم ﷺ اٹھ کر میرے پاس آئے تو بی بی کہتی ہیں میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھ نہیں سکتی تھی میں اٹھ کر اپنی اماں کے پاس چلی گئی اللہ کے رسول نے مجھے بلوایا پوچھا۔

عائشہ صدیقہ کی اپیل اللہ کی عدالت میں

عائشہ کیا کر رہی تھی؟ فرمایا جب ہائی کورٹ نہ سنے تو سپریم کورٹ میں اپلیں درج کرانی پڑتی ہیں اللہ کے حبیب اس دربار میں اپیل درج کر کے آئی ہوں وہاں پہ دائر کرا کر آئی ہوں جہاں وہ خود اللہ فیصلہ کرے گا اماں کہتی ہیں میں نے کہا دیکھا کہ اچانک پیغمبر کے جسم پر کپکپی سی طاری ہوئی پیشانی سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکنے لگا اور حضور ﷺ نے اپنے چہرے پر چادر ڈال کر سر نیچے کرلیا یہ وحی کے آنے کا انداز ہوتا تھا اور جب وحی اتری اماں کہتی ہیں میرے آنسو رو رہے تھے۔ میری ماں بھی پریشان تھی۔ میرا اپنا دل پھٹتا تھا پتہ نہیں کیا ہوتا ہے۔ فرمایا جب رسول اللہ نے چہرے سے کپڑا اٹھایا نبوت کا چہرہ ایسے کھل کھلا رہا تھا جیسے گلاب کا پھول کھلا ہوا ہوتا ہے۔

برائت عائشہ کا اعلان

حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ مبارک ہو اللہ نے تیری برائت کا اعلان عرش سے کیا ہے اللہ نے اٹھارہ آیتیں قرآن میں اتار دی ہیں۔ جب تک قرآن رہے گا اللہ کا بیان رہے گا۔ عائشہ تیری عفت اور پاکدامنی رہے گی۔ یہاں پر عطاء اللہ شاہ بخاری کا جملہ ہے اللہ نے عرش سے اتر کر عائشہ کا وکیل صفائی بن عائشہ کی گواہی دی جس کی رب صفائی دے اس پر کسی اوباش اور بدمعاش کو طعن کرنے کا کوئی حق نہیں۔ حضرت عائشہؓ کی والدہ نے کہا اٹھ بیٹی رسول اللہ کا شکریہ ادا کر۔ دیکھ تیری برائت کا

Scanned by CamScanner

اعلان ہو چکا ہے۔ کہا امی میں اس کا شکریہ ادا کروں جن کے گھر سے میں آنسو بہاتی آئی ہوں پہلے اس رب کا شکریہ نہ ادا کروں جس نے عرش سے اتر کر میری پاکدامنی کا اعلان کر دیا؟ پہلے اس کا شکریہ ادا کروں گی پھر محبوب کا شکریہ ادا کروں گی۔ پہلے اللہ کا حق ہے پھر رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔ اماں عائشہ کا انتقال بھی اس مہینے میں ہوا تھا بات دور چلی گئی حضور اکرم ﷺ نے اماں عائشہؓ کا دوپٹہ دیا کہ علیؓ اس کو بدر کے میدان میں لہراؤ اس کا نتیجہ تھا بدر فتح ہوا۔

وفات رقیہ بنت رسول ﷺ

حضور جب بدر سے واپس آ رہے تھے۔ اس دوران حضرت سیدہ رقیہ حضور کی صاحبزادی سخت بیمار تھیں حضور ﷺ نے فرمایا عثمان تو بدر میں نہ جا۔ تو رقیہ کی حفاظت کر۔ رقیہ کی تیمارداری کر۔ وہ تیری بیوی ہے۔ تو یہاں پر رہ۔ عثمان نے کہا اللہ کے رسول پہلا غزوہ ہے محروم ہو جاؤں گا۔ فرمایا میں محمد وعدہ کرتا ہوں اللہ بھی تیرا نام شرکاء بدر میں لکھے گا۔ میں بھی تیرا نام شرکاء بدر میں لکھ رہا ہوں، اور جب حضور ﷺ واپس آئے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے ایک صحابی نے اعلان کیا مسلمانو مبارک ہو بدر فتح ہو چکا۔ مسلمان کامیاب ہو چکے۔ کفار مارے گئے۔ دشمن گرفتار کیئے گئے۔ ستر گرفتار ہو کے آئے ہیں۔ جب یہ اعلان ہو رہا تھا اس وقت حضرت رقیہ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا جا رہا تھا۔ 1

رسول اللہ ﷺ کو بیٹی کی جدائی کا صدمہ

حضور ﷺ جب مدینہ میں آئے پہلا صحابی جو ملا وہ اسامہ بن زیدؓ تھے اس سے حضور ﷺ نے پہلی بات پوچھی میری رقیہ کا کیا حال ہے؟ کہا اللہ کے رسول رقیہ تو اللہ کو پیاری ہو چکی ہیں۔ اب کہاں ہے؟ کہا محبوب تجہیز و تکفین کر کے قبرستان میں دفن کرنے گئے تھے عثمان ابھی وہاں پر کھڑے ہیں۔ فلاں فلاں صحابہ وہیں کھڑے ہیں

1. سیرت مصطفیٰ ص 367 ج 3

اور دفن کر رہے ہیں میں نے یہ آواز سنی تو خوشی میں آیا کہ مسلمانوں کی کامیابی کی خبر سناؤں حدیث میں آتا ہے حضور گھر نہیں گئے۔ مسجد نبوی میں نہیں گئے۔ نبوت کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ حضور سیدھا جنت البقیع میں گئے۔ تو اس وقت سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا کی قبر بند کر دی گئی تھی۔ کہا گیا کہ آقا چہرہ دیکھنا ہو تو کھولیں۔ فرمایا مردے کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کو کھولنا نہیں چاہیئے۔ اللہ کے حوالے کرتا ہوں رقیہ بیٹی محمد تجھے خدا کے حوالے کر کے گیا تھا اب قیامت کے دن اللہ کے ہاں ملاقات ہوگی۔ حدیث میں آتا ہے حضور کی آنکھوں میں آنسو تھے بڑی دیر تک حضور قبرستان میں بیٹھ کر روتے رہے۔ چھوٹی بیٹی فاطمہ حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھی تھیں فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا چھوٹا سا جس سے حضور ﷺ فاطمہؓ کے آنسو پوچھتے تھے اس قدر فاطمہؓ اپنی بہن کی جدائی پہ روئی حضرت فاطمہؓ کے آنسوؤں سے حضور ﷺ کا رومال تر ہو گیا وہاں پہ حضور ﷺ نے مغفرت کی دعا کی میں اتنی بات ضرور کہوں گا پیغمبر نے دین کیلئے کتنی تکالیف برداشت کیں۔ بیٹی بیمار ہے نبی چھوڑ چکے ہیں وہاں بیٹی رخصت ہو چکی ہے دفن ہو چکی ہے پیغمبر نے چہرہ نہیں دیکھا سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیا لیکن جہاد سے منہ نہیں موڑا۔ بدر کو نہیں چھوڑا مسلمانوں کی کامیابی اسی میں ہے۔ جب تک مسلمان جہاد میں کامیاب نہیں ہوئے پیغمبر ایک قدم پیچھے آنے کے لیئے تیار نہیں ہوئے۔

اعتکاف کی اہمیت

اب ایک بات کہنا چاہتا ہوں اعتکاف رمضان المبارک کی عبادات میں سے ایک خاص اور بہت بڑی عبادت ہے۔ اعتکاف کیا ہے سمجھانے کے لیئے کہتا ہوں محبت اپنے محبوب کے دروازے پر جا کر گڑگڑا کے بیٹھ جائے۔ نہیں اٹھتا۔ پڑا ہوا ہوں۔ جب تک آپ مجھ سے راضی نہیں ہوتے اس وقت تک میں یہاں سے نہیں جاتا۔ جب کوئی کسی کے دروازے پہ ڈیرہ ڈال کر ہی بیٹھ جائے اٹھے ہی نہ مالک کہتا ہے آیا ہی ہے کچھ

Scanned by CamScanner

دے دوں۔ مانگ رہا ہے کچھ عطا کر ہی دوں دوستو پھر دینے کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔

اعتکاف کا اجر

اور اللہ کے پیغمبرؐ نے فرمایا جو شخص اعتکاف کر لیتا ہے اللہ اس کو دو پروانے عطا کر دیتے ہیں ایک پروانہ اس کو یہ ملتا ہے کہ یعتکف الذنوب اللہ اس کے تمام گناہ دھو دیتے ہیں۔ رب کہتے ہیں میرے در پہ آ ہی گیا ہے اب جب مجھ سے جائے گا تو پاک کر کے بھیجوں گا اس کے وجود پر کوئی گناہ باقی نہیں رہنے دوں گا اور دوسرا حضور ﷺ نے فرمایا باہر جو لوگ جتنی نیکیاں کرتے ہیں کوئی باہر جنازے میں شریک ہوا ہے۔ کوئی باہر کسی مریض کی عیادت کرنے گیا ہے۔ کوئی باہر کسی تبلیغی پروگرام میں شریک ہوا ہے جو لوگ مسجد میں اعتکاف کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ان تمام نیک کام کرنے کا اجر عطا فرما دیتے ہیں اعتکاف کتنی بڑی نعمت ہے؟ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ایک دن کے اعتکاف سے بندے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ ہو جاتا ہے۔ ایک خندق کا فاصلہ زمین و آسمان کے برابر ہو گا۔ اللہ اس کو جہنم سے دور کرتے [1] ہیں اور جو دس دن خدا کے گھر میں بیٹھ جائے اس کو ضرب دے کر حساب لگا لینا کہ اللہ اس کو کتنا جہنم سے دور کریں گے۔ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ اس مہینہ میں جس مسلمان کو نصیب ہو جائے۔ دیکھیں طبائع میں انقلاب چلے کے بعد آتا ہے عام طور پر حدیث میں ہے چالیس دن تواتر کے ساتھ نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ اس کو دو پروانے عطا کرتے ہیں جہنم سے نجات کا، نفاق سے بری ہونے کا۔

چلہ کی حکمت

دیکھیں روزے کتنے رکھتے ہیں تیس یوم یا انتیس یہ چالیس کیوں نہیں۔ اس پر غور کریں ایک تو اسلیئے جو کام چالیس دن تک کیا جائے وہ آدمی کی طبیعت بن جاتی

1 عن عبداللہ بن عباسؓ الترغیب والترہیب مترجم ص 325 ج 2

ہے۔ عادت بن جاتی ہے۔ پھر اس کو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ روزہ طبیعت بنانے کے لیئے نہیں نماز یومیہ فرض ہے روزہ سال میں ایک مہینہ فرض ہے۔ نماز انسان کے لیئے غذا کی حیثیت رکھتی ہے جو روزانہ کھائی جاتی ہے۔ روزے کی حیثیت مسلمان کے لیئے دوائی کی ہے۔ یہ ایک مدت تک کھائی جاتی ہے اگر چالیس دن مسلسل اس کو کھا لیں عادت بن جائے تو عبادت کی لذت ختم ہو جائے گی۔ اسلیئے حکم دیا گیا تیس دن کے اندر اس کو ختم کر دیا جائے لیکن جو آخری دس دن ہوتے ہیں وہ بیس کے برابر ہوتے ہیں روزہ تو تیس دن رکھو آخری دس دن اعتکاف کرو آخری دس دنوں میں راتوں کو جاگو آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ آخری دس دنوں میں عبادت زیادہ کرواتی پہلے بیس دنوں میں محنت نہیں جتنی آخری دس دنوں میں حکم دیا گیا تو محنت کے لحاظ سے یہ تیس دن بھی چلے کے برابر ہو جاتے ہیں گویا آپ اللہ کے راستے میں چلہ لگا لیتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اعتکاف جیسی نعمت عظمیٰ کی دولت بے بہا سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب آخر میں چند مسائل بیان کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ رمضان المبارک آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے یعنی اگر پورے محلے سے کوئی آدمی اعتکاف نہیں بیٹھا تو سب گنہ گار ہیں۔

۲۔ اعتکاف کی حالت میں بلا عذر مسجد سے باہر جائے گا تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ جن حالات میں مسجد سے باہر جانے کی اجازت ہے۔ ان کو سنئے۔ غسل واجب ہو گیا وضو کرنا تھا، قضائے حاجت کے لئے جانا پڑا۔

۳۔ صرف ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کرنا جائز نہیں۔

۴۔ اگر کھانا پہنچانے والا کوئی نہ ہو تو گھر سے کھانا لا کر مسجد میں کھانا جائز ہے۔

۵۔ مسجد میں ذکر عبادت، تلاوت میں مشغول رہنا چاہیے۔

۶۔ مسجد میں دینی کتب یا کسی طالب العلم کو امتحان کی تیاری کرنی ہو تو کتابیں پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ اس میں جاندار کی تصویر نہ ہو۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعتکاف کی سعادت نصیب کرے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر5

لیلۃ القدر اور اعتکاف

Scanned by CamScanner

خطبہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَ جَوَاھِرِ الْحِکَمِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ مَانَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ

امابعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ٥ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ٥ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ٥ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ٥ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ٥

١. عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ.[1]

(رواہ البخاری والمسلم)

٢. وعن انسؓ قال دخل رمضان فقال رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ ھٰذَا الشَّھْرَقَدْ حَضَرَکُمْ وَفِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ من حرمھا فقد حرم الخیر کلہ ولایحرم خیرھا الامحروم

٣. وعن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ تحروالیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخرمن رمضان[2]

(مشکوۃ عن البخاری)

---

[1] مسند ابی یعلی ص 528 ج 2 عن ابی ہریرہؓ / صحیح بخاری ص 269 ج 1 صحیح مسلم ص ج

[2] مشکوۃ ص 181 ج 1 / صحیح بخاری ص 270 ج 1

٤. عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ قال فی المعتکف ھو یعکف الذنوب ویجری لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلھا[1] (مشکوۃ عن ابن ماجہ)

ترجمہ: (آیت) ہم نے اتارا ہے اس کو شب قدر میں اور آپ کو کیا معلوم شب قدر کیا ہے شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر امان ہے۔ وہ رات صبح کے نکلنے تک۔

ترجمہ: حدیث نمبر١: نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کیلئے کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ترجمہ: حدیث نمبر٢: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے۔

ترجمہ: حدیث نمبر٣: حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتی ہیں کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔

ترجمہ: حدیث نمبر٤: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کیلئے۔

---

[1] مشکوۃ ص 183 ج 1 / ابن ماجہ ص ج

تمہید

درود شریف پڑھیں

قابل صد اعزاز وتکریم، واجب الاحترام، برادران اسلام رمضان المبارک کا یہ آخری عشرہ ہے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ رمضان المبارک کا آج اکیسواں روزہ ہے اسلامی تاریخ میں رمضان المبارک کی 21 تاریخ ایک بہت بڑی اہمیت اور عظمت والی تاریخ ہے اس دن امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین رسول اللہ ﷺ کے چوتھے جانشین فاتح خیبر، برادر پیغمبر، صفدر وحید رسیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی شہادت ہوئی۔ ایک تو آج کے دن کی مناسبت سے میں حضرت علی کی سیرت پر گفتگو کروں گا، دوسرا ایک اہم موضوع جو اس مہینے کے متعلق ہے، اس پر میں گفتگو کرنا ضروری سمجھتا ہوں، وہ اعتکاف کی عظمت اور فضیلت ہے۔ تیسری ایک اور اہم چیز ہے جس کی عظمت اور فضیلت کو خود قرآن مجید نے بیان کیا ہے، وہ لیلۃ القدر کی فضیلت ہے میں اختصار سے یہ تینوں چیزیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اعتکاف کیا ہے۔ علی بن ابی طالب ؓ کی شہادت کا واقعہ کیا ہے سیرت علیؓ سے ہمیں کیا کچھ سبق ملتے ہیں۔ میں واقعہ شہادت بیان نہیں کرتا کیونکہ اس وقت اس کی تفصیل کا وقت نہیں ہے اور سیرت علیؓ کو کھول کر بیان کیا جائے تو ان واقعات کیلئے بھی بہت زیادہ وقت چاہیئے پھر اگر اسی پر گفتگو کی گئی تو یقینی بات ہے کہ اعتکاف اور لیلۃ القدر کی باتیں رہ جائیں گی۔ یہ تینوں چیزیں بہت اہم ہیں، میں اس مناسبت سے اختصار کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

سورۃ القدر کا شان نزول

قرآن مجید کی جو سورۃ میں نے پڑھی ہے اس کا نام سورۃ القدر ہے اس سورۃ کا شان نزول علماء نے لکھا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کئی مرتبہ امم سابقہ کے

واقعات بیان فرمائے بنو اسرائیل کے ایک عالم کا تذکرہ کیا کہ ایک بڑا صاحب نسبت آدمی تھا۔ بڑا متقی اور پرہیزگار تھا۔ اور اسی سال تک مسلسل اللہ کی عبادت میں معروف رہا۔ ایک روایت میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ نے انبیاء سابقین میں سے چار پیغمبروں حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حذقیلؑ، حضرت یوشعؑ کا تذکرہ کیا اور ان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے 80,80 سال اللہ کے[1] راستے میں جہاد کیا ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مجاہد کا ذکر اللہ کے پیغمبر نے یوں فرمایا کہ وہ 80 سال تک اسلحہ سے لیس رہا اس نے کسی وقت بھی اپنے جسم سے ہتھیار نہیں اتارے حتیٰ کہ جب سوتا تو ہتھیار اس کے ساتھ ہوتے صحابہ کرام میں یہ خوبی تھی کہ اللہ کے نبی جب بھی کسی نیکی کا تذکرہ کرتے تو صحابہ کی طبعیت مچلتی تھی کہ ہم بھی یہ عبادت کریں ایک صحابی کہنے لگے اللہ کے رسول وہ لوگ ہم سے طاقت میں بھی زیادہ تھے۔ ہمت ان میں زیادہ تھی۔ عمریں بھی انکی لمبی تھیں۔ عبادت بھی انہوں نے کثرت سے کی ہے ہم ہر لحاظ سے انکی نسبت کم ہیں۔ ہماری عمر بھی اتنی نہیں۔ ہم اتنی عبادت بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے اندر اتنی قوت اور طاقت بھی نہیں۔ ہم مسلسل جاگیں دن رات ہتھیار اٹھا کر چلتے پھرتے رہیں۔ دن رات مسلسل ایک ہی کام میں لگے رہیں۔ ہماری مجبوریاں اور ضروریات زیادہ ہیں۔ ہم تو ضروریات میں اتنے گھرے ہوئے لوگ ہیں کہ ان لوگوں نے ہم سے زیادہ عبادت کی ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے وہ بہت نائق ہو گئے۔ ہم بہت پیچھے رہ گئے۔ حضور اکرم ﷺ خاموش ہی تھے کہ جبریل امین تشریف لائے اور اس سورہ مبارکہ کو لے کر آئے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ آخر تک۔ اللہ فرماتے ہیں محبوب ہم نے اس قرآن مجید کو لیلۃ القدر کی رات میں اتارا

1. فضائل اعمال ص 445 فضائل رمضان فصل ثانی۔

Scanned by CamScanner

ہے، اور آپ کیا جانیں کہ لیلۃ القدر کتنی عظمت اور فضیلت والی رات ہے۔ لیلۃ القدر وہی ہے جو 80 سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔ ہزار مہینے سے زیادہ افضل ہے۔

لیلۃ القدر کو نسبت قرآن

اس رات کی نسبت اللہ کے مقدس کلام قرآن مجید کے ساتھ ہے اور پچھلے خطبات میں میں نے یہ بات بتائی تھی کہ جس چیز کی نسبت قرآن کے ساتھ ہو جائے اس کی عظمت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا احترام زیادہ ہوتا ہے۔ حافظ کی نسبت قرآن کے ساتھ ہو جائے تو وہ مصلے کا وارث بن جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نسبت جب قرآن کے ساتھ ہوئی تو حضور کو محمد رسول اللہ کہا گیا۔ رمضان کی نسبت قرآن کے ساتھ ہوئی تو تمام مہینوں کا سردار بن گیا۔ اسلیئے اللہ نے لیلۃ القدر کی عظمت کو بیان کرنے کے لیئے فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ محبوب یہ رات عام رات نہیں ہے یہ وہی رات ہے اس میں الحمد سے والناس تک پورا قرآن مجید اتارا ہے۔ محبوب اس بابرکت کلام کی ابتدا ہم نے تم پر اس رات کو کی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر پورا قرآن لیلۃ القدر میں اُتارا اس سے بتدریج وقفے وقفے سے جتنی ضرورت پڑی جبرئیل امین لاتے رہے۔ کوئی بھی کیفیت ہو قرآن مجید کا نزول لیلۃ القدر میں ہے۔ اس سے اس رات کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ رات کتنی عظیم ہے۔ جس میں اللہ نے اپنے مقدس کلام قرآن مجید کو اتارا ہے۔ اگر اس آیت کے ترجمے پر بھی غور کریں تو آپ کو اس کی ساری وضاحت سمجھ آجائے گی اللہ کہتے ہیں اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہم نے عزت والی رات میں اس قرآن مجید کو اتارا ہے۔ قرآن کو سمجھ لو یہ اللہ کا کلام ہے۔ مقدس کلام ہے۔ عظمت والی کتاب ہے۔ یہ کتاب جس کے سینے میں چلی جائے وہ کتنا عظیم ہوتا ہے۔ جس پیغمبر پہ اتری ہے وہ نبی کتنا عظیم ہے۔ جس امت کے حصے میں آئی ہے وہ امت کتنی عظیم ہے۔

جس مہینے میں آئی ہے وہ مہینہ کتنا عظیم ہے۔ تم اسی سے یہ بھی سمجھ لو کہ جس رات یہ کتاب اتری ہے وہ رات کتنی عظیم ہوگی۔ لیلۃ القدر۔ قدر، کا معنی ہے احترام، عزت۔ ایک معنی قدر کا، اندازہ بھی ہے۔

لیلۃ القدر عزت والی رات، احترام والی رات، فضیلت والی رات، یا اگر اس کا معنی اندازہ کر لیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس رات اللہ تعالیٰ آنے والے پورے سال کے احکامات فرشتوں کے سپرد کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ جو اللہ کے مقدس علم میں ہے اس علم کے مطابق وہ فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے اس لیئے اس رات کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ قرآن مجید کا کچھ انداز بیان ایسا ہے کہ دلچسپی پیدا کرنے کے لیئے بلکہ اس کے اندر اشتیاق پیدا کرنے کے لئے قرآن اس انداز میں بات پیش کرتا ہے کہ وَمَا اَدْرَاکَ مَالَیْلَةُ الْقَدْرِ آپ کو کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے۔ یعنی تم لوگ نہیں سمجھ سکتے لیلۃ القدر کتنی عظیم رات ہے۔ کتنی برکت والی رات ہے۔ کتنی فضیلت والی رات ہے۔ اگر اس کو سمجھنا چاہتے ہو تو یوں سمجھ لو کہ قرآن اس کی عظمت کو بیان کرنے کے لیئے کہتا ہے۔

لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر

خَیْرٌ مِنَ اَلْفِ شَھْر ۔ ہے تو ایک رات لیکن اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے اَلْفِ شَھْر ہزار مہینہ۔ ہزار مہینے کے اگر سال بنائے جائیں۔ 83 سال چار ماہ تقریباً بنتے ہیں تو اس ایک رات کی عبادت 83 سال 4 ماہ سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ اس میں ایک لفظ ہے اس پہ غور کریں اللہ کہتے ہیں خیر من الف شھر ہزار مہینے سے بھی بہتر کتنی بہتر، میں نہیں جانتا کتنی بہتر، آپ نہیں جانتے کتنی بہتر، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ایک جملہ کہہ دوں کہ اللہ کے نبی نے بھی نہیں بتایا کتنی بہتر اللہ کہتے ہیں ہزار مہینے سے بہتر، جس کو رب بہتر کہے اس کو رب ہی

جان سکتا ہے کہ کتنی بہتر ہے۔ اس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ ہزار مہینے سے بہتر ایک رات ملی اور اگر کسی خوش نصیب کو پوری ساٹھ ستر سال کی زندگی میں دو چار بھی لیلۃ القدر کی راتیں مل جائیں تو آپ اس آدمی کا اندازہ لگائیں کہ وہ کتنا خوش نصیب ہوگا قرآن کہتا ہے۔

خصوصیات لیلۃ القدر۔ نزول ملائک

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اس رات کو آسمان سے فرشتے اترتے ہیں۔ اللہ کی رحمت خاصہ نازل ہوتی ہے۔ اللہ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

لیلۃ القدر کی تلاش کیلئے اعتکاف

حدیث پاک میں آتا ہے اس رات کی [1] عظمت کو تلاش کرنے کے لیئے اللہ کے محبوب نے پہلے عشرے میں رمضان المبارک کا اعتکاف کیا یہ رات نہ ملی۔ دوسرے عشرے میں محبوب نے اعتکاف فرمایا یہ رات نہ ملی۔ تیسرے عشرے میں اعتکاف فرمایا جبرئیل امین نے آکر بتایا کہ محبوب اس آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک ایسی رات ہے جو لیلۃ القدر کی رات ہے۔ جس کے لیئے آپ نے اعتکاف فرمایا ہے۔ اس لیئے آئندہ اپنی امت کو بتائیں کہ اگر وہ اعتکاف کریں اس رات کو تلاش کرنا چاہیں تو لیلۃ القدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کر لیا کریں۔ اسلیئے علما نے لکھا ہے کہ اللہ کے پیغمبر نے امت کو سبق سکھایا۔ مسئلہ بتایا کہ اب جب بھی اعتکاف بیٹھو تو رمضان کے آخری عشرے میں بیٹھو اسلیئے پہلے اور دوسرے عشرے میں اعتکاف کی ضرورت نہیں آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھ کر اس سنت کو ادا کر لیا کر وان راتوں میں جاگنا۔ اگر تمہیں لیلۃ القدر نظر نہ آئے۔ اس کے انوارات نظر نہ آئیں۔ ان راتوں میں سے چند لمحے ایک شخص جاگ لیتا ہے تو خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْر. پوری رات جاگنا مقصود نہیں ہے۔ مغرب سے فجر تک جاگنا مقصود

1 مشکوۃ ص 182 ج 1 عن ابی سعید الخدریؓ، ترمذی ص 166 ج 1

نہیں۔ اس پوری رات میں سے ایک لحہ بھی کسی کو میسر آگیا۔ تراویح اس رات کی میسر آگئیں۔ تلاوت اس رات کی میسر آگئی۔ درود پڑھنا اس رات کو میسر آگیا۔ کسی کی خدمت کرنا اس رات کو میسر آگیا۔ قرآن کا یہ نکتہ بتاتا ہے کہ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْر. اس ایک رات کی تراویح ہزار مہینے کی تراویح سے بہتر اس ایک رات کی تلاوت ہزار مہینے کی تلاوت سے بہتر۔ اس ایک رات کا جاگنا ہزار مہینے کے جاگنے سے بہتر۔ اس ایک رات کی خیرات ہزار مہینے کی خیرات سے بہتر۔ یہ ایک ایسی رات ہے کہ جس نے بھی زندگی میں اس کو ایک دفعہ بھی پالیا ہے وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ پوری رات نہیں جاگا، تھوڑا سا حصہ بھی مل گیا ہے۔ تب بھی وہ سعادت نصیب ہو جائے گی۔ معتکفین حضرات اس بابرکت مہینے میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ توجہ کریں وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں اول تو اللہ کے گھر کے مہمان ہیں۔ 24 گھنٹے مسجد میں بیٹھے ہیں۔ پھر اگر آپ اس پر غور کریں کہ روزانہ یقیناً رات کو مسجد میں رہتے ہوئے کچھ حصہ بھی جاگتے ہوئے تلاوت بھی کرتے ہیں۔ عبادت بھی کرتے ہیں۔ رات کے تھوڑے سے حصے میں ایسا وقت بھی آتا ہے جس وقت وہ تہجد پڑھتے ہیں۔ ہر طاق رات کو جاگتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انکی وہ طاق راتیں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں جس رات کو بھی یہ لیلۃ القدر ہوگی یقیناً اگر ان کو نظر آئے یا نہ آئے۔ اس کو دیکھنا ضروری نہیں، اس کو محسوس کرنا ضروری نہیں، اس رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کا اشارہ ہے۔ اگر عبادت کر لی ہے آپ کو کوئی پتہ نہیں کونسی رات لیلۃ القدر کی رات تھی مگر آپ جاگ چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب سے محروم نہیں کریں گے۔ ہزار مہینے کی عبادت کا اجر پھر بھی آپ کے حصے میں لکھ دیا جاتا ہے۔

جھگڑے کی نحوست

حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو تلاش فرمایا۔ غور کرنا حضور ﷺ کو بتا دیا گیا کہ محبوب فلاں رات لیلۃ القدر کی رات ہے۔ حضور ﷺ

Scanned by CamScanner

لیئے کہ فلاں رات لیلۃ القدر ہے حضور ﷺ جلدی سے اٹھے امت کو بتانے کے مسجد کے دروازے تک تشریف لے گئے۔ اللہ کے حبیب نے کیا دیکھا سامنے دو شخص لڑ رہے ہیں۔ جھگڑا اب ہماری فطرت بن چکی ہے اس کو ہم اپنے اندر سے نکال نہیں سکتے شریف لوگ بھی لڑتے ہیں عام لوگوں کی تو بات ہی نہیں مذہبی لوگ لڑتے ہیں قابل اعتماد شخصیات ایک دوسرے کے ساتھ الجھتی ہیں اور پھر مہینوں نہیں سالوں تک ایک دوسرے سے گفتگو ختم ہے سلام کلام ختم ہے ویسے ہم بڑے تہجد گزار ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی تسبیحیں ہوتی ہیں۔ عملی طور پر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم لوگ اس معاملے میں سب سے زیادہ کمزور ہوتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں بتاؤں نماز سے بھی بہتر عمل۔ روزے سے بھی بہتر عمل۔ زکوٰۃ سے بھی بہتر عمل۔ حج سے بھی بہتر عمل۔ احکامات تمام ایک طرف، لیکن مسلمان کا مسلمان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا یہ تمام عبادتوں سے بڑی عبادت ہے۔ اللہ کے نزدیک جس عبادت کی اہمیت ہے ہمارے نزدیک کوئی نہیں رہی۔ حضور نے ان دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا حضورؐ خاموشی سے پیچھے آ گئے حدیث میں آتا ہے حضور کے چہرے پہ جلال، غصے کے آثار ظاہر ہوئے اللہ کے رسول خیر ہے؟ فرمایا مجھے اللہ نے لیلۃ القدر بتائی تھی ان دو آدمیوں کی لڑائی کی نحوست کی وجہ سے لیلۃ القدر میرے ذہن سے مٹا دی گئی۔ میرے دماغ سے محو کر دی گئی، اٹھا لی گئی ہے۔ کہ وہ کون سی رات ہے۔ ورنہ میں تمہیں بتاتا کہ یہ رات لیلۃ القدر کی رات ہے۔[1]

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو

حضور نے فرمایا میں تمہیں اشارہ کر دیتا ہوں اس رات کو تلاش کیا کرو فرمایا تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کیا کرو۔ طاق راتوں میں جس کو لیلۃ القدر مل گئی سمجھ لیجئے اس شخص نے لیلۃ القدر کو پا لیا۔ اب طاق راتوں میں

1. مشکوٰۃ ص182 ج1 عن عبادۃ بن الصامت، صحیح بخاری ص270 ج 1

21,23,25,27,29 کی راتیں ہیں ان راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کر لینا سمجھ لینا اگر تم جاگتے رہے تمہیں لیلۃ القدر مل چکی ہے۔ تم اس سعادت کو حاصل کر چکے ہو۔ اور اگر ان راتوں میں کوئی شخص نہیں جاگتا فرمایا وہ بہت بڑا محروم ہے میرے پیغمبر کا یہ جملہ دل پہ لکھ لو لا یحرمها الا الشقی وہ بد بخت ازلی ہوگا جس کے نصیب میں نہیں۔ جس کے نصیب میں خدا کی رحمت نہیں۔ وہ بد بخت اس رات کو ہدایت سے محروم ہو سکتا ہے۔ ورنہ کوئی آدمی محروم نہیں رہتا۔ جو بدترین انسان ہے وہ اس رات سے محروم ہوگا۔ حضور نے فرمایا طاق راتوں میں اس کو تلاش کرو۔ صحابہ کہتے ہیں۔ جب صبح حضور اٹھے رحمت اللعالمین کی پیشانی پر مٹی اور گارے کے تھوڑے[1] سے آثار تھے جیسے زمین پانی سے بھیگی ہوئی ہو اس پہ کوئی سجدہ کرے۔ اس رات بارش ہوئی تھی اور حضور نے فرمایا یہ رات لیلۃ القدر تھی۔ بعض صحابہ کہتے ہیں ہم پہچان گئے یہ 21 کی رات ہے صحیح تحقیق علماء کی اس میں یہ ہے کہ آخری عشرے میں یہ طاق رات بدلتی رہتی ہے کسی سال 21 کو، کبھی 23 کو، کبھی 25 کو، کبھی 27 کو کبھی 29 کو آتی رہتی ہے۔

لیلۃ القدر بھلانے کی حکمتیں

اور اس میں بھی حکمت ہے میں ایک جملہ اور کہہ دیتا ہوں یہ درست ہے کہ جھگڑے کی وجہ سے رات بھلا دی گئی لیکن جو آدمی سامنے لڑ رہے تھے یقینی بات ہے وہ مسلمان ہوں گے۔ جس مسلمان نے نبی کا زمانہ دیکھا ہے وہ پیغمبر کا صحابی ہے۔ صحابی کا عمل پھر بھی نیکی سے خالی نہیں ہوتا۔

حکمت نمبر1

اگر حضور تعیین کر کے بتا دیتے یہ رات لیلۃ القدر ہے[2] تو ان پانچ راتوں میں کوئی آدمی جاگنے کی تکلیف نہ کرتا یہ جو اللہ کی ذات کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے ہر رات

1. فبصرت عینای رسول اللہ ﷺ وعلی جبهه اثر الماء والطین من صبحة
مشکوٰۃ ص182 ج1، صحیح مسلم ص ج صحیح بخاری ص270 ج1
2. مشکوٰۃ ص182 ج1۔

جاگنے کا۔ تو کہہ دیتے چھوڑو جی وہ ایک ہی رات ہے۔ اس رات کو جاگ لیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی آدمی اگر بیماری ن وجہ سے، سفر کی وجہ سے، کسی پریشانی کی وجہ سے، ایک رات نہیں جاگ سکا دوسری رات جاگ پڑا ہے، تیسری طاق رات کو جاگا ہے کم از کم اطمینان تو ہے کوئی ایک رات ہو گی جس رات کا اجر اللہ مجھے عطا فرمائیں گے۔ ان راتوں کو جاگنے کا اجر بھی مل جائے گا۔ اگر ان میں لیلۃ القدر ہے وہ سعادت بھی مل جائے گی اور اگر کوئی مریض آدمی ہے اور وہ رات بتا دی جاتی اس رات کو وہ بیمار ہو جاتا۔ اس رات کو وہ سفر پہ ہوتا۔ اس رات کو وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا۔ اس رات وہ کسی عزیز کی بیماری کی وجہ سے عبادت نہ کر سکتا۔ تو پورا سال حسرت اور افسوس میں رہتا۔ ہائے وہ کتنی اہم رات مجھ سے رہ گئی ہے۔ ہائے کتنی عظیم رات تھی جس میں میں عبادت نہ کر سکا۔ اس حسرت کو ختم کرنے کے لیئے اللہ کے پیغمبر نے بتایا وقت متعین نہیں ان آخری طاق راتوں میں مسلسل جاگا کرو۔

حکمت نمبر ۲

جو رات بھی ہو گی اللہ اس کا اجر تمہیں عطا فرما دیا کریں گے۔ ایک اور حکمت بھی ہو سکتی ہے۔ دیکھیں خدا بڑا رحیم ہے۔ اللہ اپنے محبوب کی امت کے گناہوں پہ پردے ڈالنا چاہتا ہے۔ لیلۃ القدر جب ہزار مہینے سے بہتر ہے اس کی ایک نیکی ہزار مہینے سے بہتر، ایک رات کی تلاوت ہزار مہینے کی تلاوت سے بہتر، اس کا جاگنا ہزار مہینے کے جاگنے سے بہتر اس میں اگر کوئی آدمی گناہ کر بیٹھے کیا خیال ہے اس کے گناہ کا کتنا بڑا گناہ ہو گا۔ جتنی نیکی میں اضافہ ہے جرم بھی اتنا بڑا کہلائے گا۔ ایک عام آدمی جھوٹ بولتا ہے ایک کعبہ میں کھڑے ہو کر جھوٹ بولے۔ آپ کہیں گے کتنا بد بخت ہے اللہ کے گھر میں جھوٹ بول رہا ہے۔ جھوٹ یہاں کہے تب بھی جھوٹ۔ مسجد سے باہر تب بھی جھوٹ۔ وہاں بھی گناہ کبیرہ یہاں بھی گناہ کبیرہ۔ مگر کعبے جیسی مقدس جگہ پہ

جھوٹ بول رہا ہے اس سے بڑا مجرم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مجرم مجرم ہی ہے جیسا جرم کرے لیکن مسجد میں جرم کرتا ہے۔ کعبے میں جرم کرتا ہے۔ کسی اہم موقع پر جرم کرتا ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن جرم کرتا ہے۔ وہ بڑا مجرم کہلائے گا۔ اللہ چاہتے تھے میرے محبوب کی امت شرمسار نہ ہو اگر خدانخواستہ لیلۃ القدر ہوتی اور یہ معلوم ہو جاتا یہ رات لیلۃ القدر ہے اس رات میرے پیغمبر کا کوئی امتی کسی گناہ میں مبتلا ہوتا اس کو گناہ کی وہ سزا اسی انداز سے ملنی تھی اللہ نے اپنے محبوب کی امت کے عیبوں پے پردہ ڈالنے کے لیئے لیلۃ القدر کو چھپا دیا ہے کہ طاق راتوں میں تلاش کر لیں جس رات کو جاگو گے اللہ تمہیں لیلۃ القدر کا اجر عطا فرما دیا کریں گے اور اس کو تلاش کرنے کے لئے سب سے زیادہ خوبصورت ذریعہ اعتکاف ہے جس میں آج ہمارے خوش نصیب مسلمان بیٹھ چکے ہیں۔

اعتکاف کی فضیلت

حدیث میں آتا ہے **المعتکف هو يعتکف**[1] **الذنوب** اعتکاف بیٹھنے[1] والا آدمی ایسا ہے جیسے گناہوں سے پاک ہو چکا ہو۔ اللہ اس کے گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں۔ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ کیوں اول تو پہلے عشرے میں رحمت تھی۔ دوسرے میں مغفرت ملی۔ اب جب آخری عشرہ آیا پہلے حصے میں باہر کے کام کاج کرتا رہا، چلتا پھرتا رہا، بیوی بچوں میں رہا یاروں دوستوں میں رہا، دوسرے عشرے میں بھی باہر تھا لیکن جب تیسرا عشرہ آیا تو یہ سب کچھ چھوڑ کے خدا کے گھر ڈیرہ ڈال کے بیٹھ گیا جب آدمی ڈیرہ ڈال کے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ اللہ بیٹھا ہوں تیرے دروازے پر۔ جب تک تو مجھ سے راضی نہیں ہوتا میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ دنیا میں بھی ایک فقیر کسی کے دروازے پر جائے دوسری مرتبہ جائے۔ تیسری دفعہ جائے۔ دو چار دفعہ جائے اگلے آدمی کو لحاظ آتا ہے کچھ جیب

---

1. مشکوۃ ص 183 ج 1 / ابن ماجہ ص

سے نکال کر دے ہی دیتا ہے اور وہ فقیر ٹھکانہ لگا کر بیٹھ ہی جائے اور کہے کہ دروازے پہ بیٹھا ہوں کچھ لوں گا تو جاؤں گا۔ آدمی کہتا ہے چلو یار اس کی بات پوری کرو۔ دو جو کچھ مانگتا ہے۔ جب بندہ سب کچھ چھوڑ کر رب کے دروازے پہ بیٹھ جائے۔ اور کہے اللہ دیکھ تیرے دروازے پہ بیٹھا ہوں تجھے راضی کرنا چاہتا ہوں۔ جب تک تو راضی نہیں ہوتا اسوقت تک میں یہاں سے ہٹنے کے لیئے تیار نہیں۔ تو اس کی شان کریمی بھی جوش میں آتی ہے۔ فرشتو اگر یہ اس طریقے سے آ کر بیٹھ گیا ہے اب میں بھی راضی ہوتا ہوں میں اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ اس کو جنت میں بھیجتا ہوں۔ میں اس کی تمام خطاؤں پہ درگزر کرتا ہوں۔ ایک تو مسجد میں بیٹھنے کی وجہ سے نگاہ محفوظ رہے گی۔ مسجد میں بیٹھنے کی وجہ سے کان محفوظ رہیں گے۔ زبان کی حفاظت ہوگی۔ نیکی کی طرف توفیق زیادہ ہوگی۔ مسجد میں مسلسل رہنا یہ ایک مستقل عبادت ہوگی۔ اعتکاف میں رہنا مستقل عبادت ہے۔ رات کو سو جائے تب بھی اس کی عبادت ہے۔ روزہ ہو دن کو دن کی بھی عبادت۔ رات کی عبادت یہ رات دن کی عبادات کا مجموعہ پھر طاق راتوں میں بالخصوص جاگنا یہ ساری سعادت صرف معتکف آدمی کو حاصل ہو سکتی ہے۔ عام آدمی کو حاصل نہیں ہوتی۔

معتکف کی نیکیاں بڑھتی رہتی ہیں

دوسرا حضور ﷺ نے فرمایا اعتکاف والے آدمی کو [1] ان نیکیوں کا خدا اجر عطا فرماتے ہیں جو باہر والے کرتے ہیں اعتکاف والے نہیں کر سکتے۔ ایک آدمی بیمار ہو گیا ہے آپ اس کی عیادت کے لیئے گئے۔ معتکف آدمی سوچتا ہے کاش میں بھی باہر ہوتا میں بھی عیادت کر آتا اس نے سوچا، خدا نے اس کو اجر عطا فرما دیا۔ پتہ چلا فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے، اس کی نماز جنازہ ہونی ہے ساری دنیا چلی گئی۔ یہ سوچتا ہے میں مسجد میں

1 مشکوۃ ص 183 ج 1 / ابن ماجہ ص 127

بیٹھا ہوں کاش میں بھی وہاں پہنچتا فرمایا جتنے لوگ جنازے میں شریک ہوں گے جو اجر، ان کو ملے گا وہی اجر تمہارے حصے میں لکھ دیا جائے گا۔ اللہ اس کو محروم نہیں کرتے۔

منازل محبت

علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اکابر میں ایک بہت بڑے ولی اور بزرگ گزرے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ دنیا میں ہر محب اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لیئے مختلف حربے استعمال کرتا ہے۔ مختلف طریقے استعمال کرتا ہے کوشش کرتا ہے کہ کسی طریقے سے میرا محبوب راضی ہو پانچ طریقوں سے اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک تو یہ ہے چکر لگاتا رہا۔ باہر گیا پھر آیا، پھر گیا پھر آیا، کسی وقت تو پوچھ لے گا کیوں آئے ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے محبوب کو راضی کرنے کے لیئے مال خرچ کر دیتا ہے۔ تیسرا طریقہ ہے محبوب کو راضی کرنے کے لیئے بھوک پیاس کی شدت کو برداشت کرتا ہے۔ چوتھا طریقہ یہ ہے محبوب کا قرب حاصل کرنے کے لیئے ڈیرہ ڈال کر اس کے دروازے پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس وقت تک نہیں اٹھتا جب تک وہ راضی نہیں ہوتا۔ پانچواں طریقہ یہ ہے کہ اپنا گھر بار بھی چھوڑ دے، بیوی بچے بھی چھوڑ دے، اپنا وطن بھی چھوڑ دے، حتیٰ کہ اپنا لباس بھی چھوڑ دے، جو کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کو اتار کر ایک فقیرانہ لباس پہن کر، سادے سے کپڑے پہن کر، اس کے دروازے پہ آ کر فقیروں کی طرح، دیوانوں کی طرح، دستک دیتا ہے۔ بار بار چیختا ہے اس کو یاد کرتا ہے یہ محبت کی انتہا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد یقیناً اس کو محبوب مل ہی جایا کرتا ہے۔ یہ تمام منازل محبت ہیں درحقیقت ہر مسلمان اللہ کا محب ہے اللہ ہمارے محبوب ہیں۔ حضورؐ سب سے بڑے محب تھے محبوب وہ ہوتا ہے جس کی محبت میں محب بھوک پیاس برداشت کرے، تکلیفیں برداشت کرے، دھکے کھائے پریشان ہو طائف میں پتھر کھائے، دندان مبارک شہید کرائے، خاندان اللہ کے راستے میں قربان کرایا،

سگے چچا کی لاش کے 13 ٹکڑے کرائے، چھوٹی چھوٹی بچیاں لے کر شعب ابی طالب کی قید بھگتی، یہ ساری پریشانیاں اللہ کے پیغمبر نے اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے برداشت کیں۔ یہ ساری محبت کی منزلیں طے کیں پانچ منزلیں کون کون سی ہیں۔

پہلی منزل محبت نماز

سب سے پہلی منزل آدمی اپنے محبوب کے پاس آئے اور جائے اس منزل کو منزل صلوٰۃ کہتے ہیں جس کو ہم روزانہ پڑھتے ہیں دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے دروازے پر آتے جاتے ہیں۔

دوسری منزل محبت زکوٰۃ ہے

دوسری منزل یہ ہے کہ محبوب کو راضی کرنے کے لیئے مال پیش کرے۔ اس منزل کا نام زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ رمضان میں فطرانہ بھی دیتے ہیں۔ شام کو افطاریاں بھی کرواتے ہیں۔ مہمان نوازی بھی کرتے ہیں۔ دوست آئے تو اس کا اکرام بھی کرتے ہیں۔ یہ ساری کی ساری باتیں دوسری منزل ہے جس کا نام زکوٰۃ ہے یہ ساری منزلیں ہمارے آقا نے بدرجہ کمال ادا کی ہیں۔ میں نے اور آپ نے پانچ نمازیں پڑھی ہیں میرے پیغمبر نے تہجد کا اہتمام کیا ہے، چاشت پڑھی ہے اوابین پڑھی ہے اشراق پڑھی ہے، تحیۃ المسجد پڑھی ہے، تحیۃ الوضو پڑھی ہے، نئے کپڑے پہن کر پیغمبر نے نماز پڑھی ہے، علاقے فتح کر کے پڑھی ہیں جب بھی مصیبت کا وقت آیا صبر حاصل کرنے کے لیئے نماز پڑھی ہے، نعمت ملی ہے شکر ادا کرنے کے لیے نماز پڑھی ہے، میں نے اور آپ نے کم عبادت کی ہے، نبی نے سب سے زیادہ عبادت کی ہے۔ دوسری منزل زکوٰۃ جو کچھ پیغمبر کے پاس آتا تھا شام کا سورج غروب ہونے سے پہلے نبی سب کچھ خیرات کر دیا کرتے تھے یہ منزل محبت پیغمبر نے بدرجہ کمال ادا کی ہے۔

تیسری منزل محبت روزہ ہے

تیسری منزل روزہ ہے بھوک پیاس کو برداشت کرنا۔ آپ اور میں نے سال میں ایک ماہ روزہ رکھا ہے۔ میرے پیغمبر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے۔ [1] حضور جمعۃ المبارک کا روزہ رکھتے تھے۔ کبھی حضور ایام بیض کے تین روزے رکھتے تھے۔ کبھی حضور نے 9 ذوالحجہ کا روزہ رکھا ہے۔ شوال کے چھے روزے رکھے ہیں۔ ۹، ۱۰ یا ۱۰، ۱۱ محرم الحرام کے روزے رکھے ہیں۔ شعبان کے مہینے میں تواتر سے روزے رکھے ہیں۔ کہ افطار کرنے کی بھی نوبت نہ آتی۔

چوتھی منزل محبت اعتکاف

چوتھی منزل ہے اعتکاف کہ بیوی بچوں کو آدمی چھوڑ کر محبوب کے دروازے پر ڈیرہ ڈال دے۔ بیوی گھر ہے آپ یہاں مسجد میں ہیں۔ بچے وہاں ہیں آپ یہاں ہیں۔ دوکان وہاں ہے آپ اللہ کے گھر میں آ کر بیٹھ گئے زبان حال سے کہتا ہے کہ میں یہاں آیا ہوں۔ نہیں اٹھ کے جاتا۔ اللہ راضی ہو، تجھے منانا چاہتا ہوں۔ نوافل پڑھتا ہے۔ تہجد پڑھتا ہے۔ چاشت پڑھتا ہے۔ اوابین پڑھتا ہے۔ اشراق پڑھتا ہے دس دن ہو گئے ہیں اگر کپڑے دینے والا کوئی نہیں آیا۔ اسی لباس میں بیٹھا ہے۔ یہاں مسجد میں بیٹھا ہے نہانے کی اگر ضرورت محسوس ہوئی اس پہ غسل واجب نہیں ہوا یہاں بیٹھا ہے نہانے کے لیے باہر نہیں گیا۔ ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گیا ہے اللہ کریم تجھ کو راضی کرنا چاہتا ہوں۔ اس منزل کو نبی علیہ السلام نے بدرجہ کمال ادا کیا۔ مجھے اور آپ کو حکم ہے کہ سال میں ایک مرتبہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں دس دن کا اعتکاف کیا کرو۔ [2]

1. عن ابی هریرة قال اوصانی خلیلی ﷺ بثلث صیام ثلثة ایام من کل شهر ورکعتی الضحیٰ وان اوتر قبل (صحیح بخاری ص 266 ج1/ابن ماجه ص 122)
2. کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاه الله ثم اعتکف ازواجه صحیح بخاری ص 271 ج1/ صحیح مسلم ص 372 ج/1 مشکوة ص 183 ج عن عائشةؓ

میرے نبی نے پورے مہینے کا بھی اعتکاف کیا ہے۔ 20 دن کا بھی اعتکاف کیا ہے۔ دس دن کا بھی اعتکاف کیا ہے۔

پانچویں منزل محبت حج بیت اللہ

آخری منزل اس کا نام ہے حج۔ اس میں آدمی گھر بار بھی چھوڑ دیتا ہے۔ بیوی بچے بھی چھوڑ دیتا ہے۔ وطن بھی چھوڑتا ہے۔ یہ لباس بھی چھوڑ دیتا ہے۔ بڑا خوبصورت کرتہ بجتا ہے اتار کے رکھ دیا ہے۔ بڑی اچھی دستار باندھ رکھی ہے اتار کے رکھ دی ہے۔ بڑی خوبصورت ٹوپی پہن رکھی ہے اتار کے رکھ دی ہے۔ بڑی اچھی شلوار پہنی ہوئی تھی ایک چادر باندھ لی ہے۔ بڑی خوبصورت اعلیٰ قسم کی جوتی پہن رکھی تھی اتار کر، سادی سی چپل پہن لی ہے۔ بلکہ سر ننگا رکھا ہوا ہے۔ دو کفن کے ٹکڑے پہنے ہیں۔ دیوانوں کی طرح ایک مکان ہے۔ جہاں ظاہری طور پر اندر بیٹھا ہوا کوئی آپ کو نظر نہیں آتا۔ کالے پتھروں کی بنی ہوئی ایک عمارت ہے۔ اس پر کالے رنگ کا ایک غلاف چڑھا ہوا ہے۔ لیکن محبت ہے کہ دیوانوں کی طرح اس کے ارد گرد چکر بھی کاٹتا ہے۔ لبیک کے نعرے بھی لگاتا ہے۔ کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ ایک پتھر کے بوسے لیتا ہے۔ کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ ایک جگہ (رکن یمانی) کو ہاتھ لگاتا ہے کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ باہر سے چکر لگا رہا ہے کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ ملتزم کو چمٹ کر رو رو کے دعائیں مانگ رہا ہے۔ کبھی ایسا وقت آتا ہے مقام ابراہیم پہ سر سجدے میں ڈال کر نوافل پڑھ رہا ہے۔ یہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ یہ محبت کی وہ آخری منزل ہے جس کو طے کیا جا رہا ہے اور یہ منزل بھی بدرجہ کمال محمد رسول اللہ ﷺ نے ادا کی ہے ہر محب ان منزلوں سے گزرتا ہے۔ خوش نصیب وہ ہیں جنہوں نے اللہ کو راضی کرنے کے لیئے یہ منزلیں طے کی ہیں۔ ورنہ یہ منزلیں دنیا میں طے ہو ہی جاتی ہیں۔ ہر آدمی کرتا ہے۔ کوئی دنیاوی محبوبوں کے پیچھے یہ منزلیں طے کرتا ہے۔ ان کے دروازوں کے دھکے کھاتا ہے۔

کئی لوگ اپنے اصلی محبوب کو راضی کرنے کے لیئے اس کے پاک دروازے پہ آ کر سر سجدے میں رکھتے ہیں اور وہاں اللہ کے حضور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔

تمام منازل محبت طے کرنے کا مہینہ رمضان المبارک ہے

رمضان المبارک ایک ایسا مہینہ ہے جس مہینے میں یہ تمام عبادات جمع ہو جاتی ہیں۔ نماز رمضان میں۔ زکوٰۃ رمضان میں۔ تقریباً لوگ ادا کرتے ہیں۔ اور فطرانہ ادا کیا جاتا ہے۔ دوسری منزل بھی رمضان میں طے ہوتی ہے تیسری منزل بھوک پیاس برداشت کرو یہ منزل بھی رمضان میں طے ہوتی ہے۔ چوتھی منزل اعتکاف میں بیٹھ جاؤ یہ منزل بھی رمضان میں طے ہوتی ہے۔ اور خوش نصیب ایسے بھی ہیں جن کو پانچویں منزل کعبے کے طواف کی رمضان میں نصیب ہو جاتی ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جن کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے اور کچھ نہیں تو چار منزلیں آپ یہاں طے کرتے ہی ہیں۔ یہ اعتکاف ان اہم ترین منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔

ایک دن کے اعتکاف کا اجر

اور میرے پیغمبر نے فرمایا ایک دن کے اعتکاف پر اللہ اتنا[1] اجر عطا کرے گا کہ قیامت کے دن اس بندے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ ہوگا۔ ایک خندق زمین و آسمان کے فاصلے کے برابر ہوگی۔ جو ایک دن کا اعتکاف کرے اس کو اتنا اجر ملے گا جو دس روز اللہ کے گھر میں اعتکاف کے لیئے بیٹھ جاتا ہے اس کو کتنا بڑا اجر ملے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مسجد میں اعتکاف سے تھے ایک شخص آیا، غریب تھا، اس کے پاس کچھ نہیں تھا، اس نے اپنی ایک ضرورت پیش کی کہا اگر آپ میرے ساتھ چلیں فلاں جگہ پر تو میرا یہ کام ہو سکتا ہے۔ میری ضرورت پوری ہو جائے گی۔ وہ لوگ سنیں جنہیں اپنی عباداتِ پہ گھمنڈ ہوتا ہے۔ حضرت عباسؓ اٹھے، جلدی سے مسجد سے

1. فضائل اعمال ص 465 رواہ الطبرانی فی الاوسط والبیہقی والترغیب والترہیب ص 325 ج 2

باہر نکلے کسی نے کہا حضرت آپ اعتکاف میں نہیں تھے؟ فرمایا اعتکاف میں تھا۔ کہا حضرت آپ کو پتہ نہیں تھا کہ میں اعتکاف میں ہوں۔ فرمایا پتہ تھا۔ کہا پھر باہر نکل آئے؟ فرمایا ہاں ہاں۔ جان بوجھ کے نکل آیا ہوں۔ کیوں؟ سیدنا عباس ﷺ نے روضہ اطہر کی طرف دیکھ کر کہا کہ صاحب روضہ نے یہ کہا ہے۔ آمنہ کے دریتیم نے یہ بتایا ہے۔ کہ جو شخص کسی مسلمان کی جائز ضرورت کو پورا کر دے۔ اللہ اس کو دس سال کے اعتکاف کا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ ایک دن کے اعتکاف کا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتے ہیں۔ جب ایک دن کے اعتکاف کا اجر اتنا ہے تو سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں جس کو دس سال کے اعتکاف کا اجر ملے گا آپ اندازہ کریں وہ آدمی جہنم سے کتنی دور چلا جائے گا یہ اللہ کے پیغمبر نے سبق سکھایا ہے۔

اعتکاف لیلۃ القدر کے حصول کیلئے ہے

دوستو بزرگو! یہ اعتکاف ایک عظیم منزل ہے جس کو مسلمان طے کرتا ہے اور لیلۃ القدر کیلئے اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہیئے قرآن کہتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ اس رات فرشتے اترتے ہیں اور روح بھی اترتا ہے۔

لیلۃ القدر میں فرشتوں کے مشاغل

حدیث میں آتا ہے جب یہ لیلۃ القدر آتی ہے تو حضرت [1] جبرئیل فرشتوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر کعبۃ اللہ میں اترتے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہوتا ہے وہ وہاں پہ گاڑ دیتے ہیں پھر حضرت جبرئیل فرشتوں کو کہتے ہیں کہ روئے زمین پہ پھیل جاؤ وہ فرشتے پوری زمین پہ پھیل جاتے ہیں اس رات آدمی جو عبادت کر رہا ہوتا ہے یہ فرشتے اس کے ساتھ عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ وہ تلاوت کرتا ہے یہ تلاوت کرتے ہیں۔ وہ ذکر کرتا ہے یہ ذکر کرتے ہیں۔ وہ نوافل پڑھتا ہے یہ نوافل

1 مشکوٰۃ ص183 ج ر صحیح بخاری ص270 ج1 ر صحیح مسلم ص372 ج

پڑھتے ہیں۔ وہ دعائیں مانگتا ہے یہ اس کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ پوری رات یہ منظر رہتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو یہ سارے فرشتے اپنے سید الملائکہ جبرئیل کے پاس جاتے ہیں۔ جبرئیل تمام فرشتوں کو لے کر اللہ کے حضور جاتے ہیں۔ جب یہ وہاں پہنچتے ہیں اللہ باوجود اس کے کہ علیم بذات الصدور ہیں۔ باوجود اس کے کہ سب کچھ جانتے ہیں۔ دلوں کے راز کو بھی جانتے ہیں اللہ پوچھتے ہیں فرشتو! تم نے کس حال میں پایا میری مخلوق کو۔ یقیناً وہ جاگنے کی رات ہوتی ہے بندے جاگ رہے ہوتے ہیں تو اللہ کے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! ہم نے تیرے بندوں کو دیکھا گناہوں کو یاد کر کے روتے تھے۔ وہ تیری رحمت کے طالب بن کر روتے تھے۔ اپنے بڑوں کا تذکرہ کر کے ان کی مغفرت کی دعائیں کر رہے تھے۔ کوئی اپنی ہدایت تجھ سے طلب کر رہا تھا۔ کوئی قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ کوئی سر سجدے میں ڈالے ہوئے تھا۔ کوئی عبادت میں مصروف تھا۔ کوئی تیرے پیغمبر پہ درود پڑھ رہا تھا۔ اللہ! راتوں کو رو رو کے تجھ سے مانگ رہے تھے۔ ہم نے تیرے بندوں کو اس حال میں دیکھا ہے۔ شان کریمی جوش میں آتی ہے اللہ فرماتے ہیں فرشتو! مجھے بتاؤ میں اپنے ان بندوں کو اس نیکی کا کیا صلہ عطا کروں، کیا جزا دوں۔ فرشتے کہتے ہیں اللہ اس کا صلہ ان کے لیئے اس سے بہتر اور کیا ہوگا کہ تو اپنی شان کریمی کے مطابق، اس سے ان کو نواز دے۔ جس کے یہ مستحق ہیں۔ اتنا صلہ ان کو عطا کر، اتنا بدلہ ان کو عطا کر، اللہ کہتے ہیں فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ، میں نے آج ان تمام لوگوں کے گناہوں کی مغفرت کر دی ہے۔ جنہوں نے عبادت کی ہے۔ ان کی عبادات کو قبول کر لیا ہے۔ جنہوں نے نوافل پڑھے ان کے نوافل قبول ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے صدقہ خیرات کیا ہے ان کی خیرات قبول کرتا ہوں۔ جنہوں نے دعائیں مانگی ہیں ان کی دعائیں پوری کروں گا۔ اور میرا وعدہ ہو گیا جن کی مغفرت کے لیئے ان کے ہاتھ اٹھے ہیں سب کے گناہوں کو معاف کر کے پوری امت پہ جنت واجب کر دیتا ہوں۔ علما نے عجیب نکتہ لکھا ہے اس رات کو فرشتے کیوں بھیجے گئے۔ جب

Scanned by CamScanner

آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اللہ نے آدم کو بنایا تھا اللہ نے یہی کہا تھا کہ میں اپنا زمین پہ نائب بنا رہا ہوں تو فرشتوں نے کہا تھا۔ اللہ اس کو پیدا کرے گا جو خون خرابا کرے، فساد کریں۔ اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ کیا ہم تھوڑے ہیں تیرا ذکر اور تسبیح بیان کرنے کے لیئے۔ ہم اس قابل ہیں کہ خلافت ہمیں ملے۔ اس رات اللہ فرشتوں کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ دیکھو تو سہی تم کہتے تھے اللہ آدم کو پیدا نہ کر، زمین پہ فساد کرے گا جا جبرئیل ہمارے فرشتوں کو لے کر جا تمام فرشتوں کی جماعت کو لے جا روئے زمین پہ پھیل جاؤ تم نے کہا تھا یہ فساد کریں گے۔ اب جا کے دیکھو فساد کر رہے ہیں یا رو رو کے مجھے یاد کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی بابرکت رات ہے اسلیئے اللہ فرشتوں کو بھیجتے ہیں تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا اس رات فرشتے اترتے ہیں اور اس میں روح بھی اترتا ہے۔

روح کیا ہے

غور کریں روح کیا چیز ہے اس پہ علماء کے مختلف اقوال ہیں کہ روح سے مراد کونسی چیز ہے۔ جو اس رات روح اترتا ہے علماء نے تو لکھا ہے کہ روح فرشتے کا نام ہے جیسے جبریل فرشتوں کے سردار اور مقرب ہیں، ایسے وہ اللہ کے ہاں جبرئیل سے بھی زیادہ مقرب ہے۔ یہ پورے سال میں کبھی زمین پر نہیں آتا اس رات یہ فرشتہ زمین پہ اترتا ہے اور محبوب کی امت کے اعمال کا ملاحظہ کرتا ہے۔ دوسرا مطلب یہ لکھا ہے کہ روح سے مراد خود جبرئیل امین ہیں کہ حضرت جبرئیل کی یہ صفت تھی۔ تیسرا مطلب یہ لکھا ہے کہ روح سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو ہم روح اللہ کہتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کیوں آتے ہیں حضرت عیسیٰ آسمانوں پر زندہ ہیں یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے حیات مسیح کا منکر کافر ہے یہ مسئلہ ذہن میں رکھ لو۔ سب سے پہلے اس کا انکار قادیانیوں نے کیا ہے ان کی تقلید میں اور بھی فتنے اٹھے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس رات اترتے ہیں۔ بیت

اللہ میں آتے ہیں آ کر امت مسلمہ کے اعمال کو دیکھتے ہیں۔ چونکہ حضرت عیسیٰ کی ایک دعا اللہ کے ہاں قبول ہوئی تمام پیغمبروں نے دعا مانگی تھی کہ اللہ ہمیں آخرالزمان نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بنا یہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں پوری ہوئی تھی۔ حضرت عیسیٰ آخر زمانے میں تشریف لائیں گے آ کر دجال کے فتنے کا مقابلہ کریں گے۔ اسلامی حکومت کو قائم کریں گے۔ پھر دنیا سے رخصت ہونگے اور پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ حجرۂ اقدس میں ان کا دفن ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ صدیق اور عمر دو نبیوں کے درمیان قیامت کے دن اٹھیں گے ایک طرف میں محمد ہوں گا دوسری طرف عیسیٰ ہوں گے درمیان میں صدیق اور فاروق دونوں ہوں گے۔[1] حضرت عیسیٰ کو تو ہر لیلۃ القدر کی رات اللہ اپنی شان کریمی سے اتارتے ہیں اور وہ امت محمدیہ کے اعمال کو دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور یہ رحمت خدا کی غروب شمس سے لے کر صبح طلوع فجر تک پوری رات ٹھاٹھیں مارتی ہے حتیٰ کہ اللہ اپنی شان کریمی کے مطابق آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور اللہ خود یہ کہتے ہیں ھل من مسترزق ارزقہ ہے کوئی رزق کا طلب گار میں اس کو رزق عطا کروں۔ ہے کوئی مغفرت کا طلب گار میں اس کے گناہوں کو بخش دوں۔ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا اس کو عطا کر دوں۔ ہے کوئی میرے سامنے دامن پھیلانے والا میں جھولی کو بھر دوں۔ تم آؤ میں دینے کے لیئے تیار ہوں۔ طلب کرو عطا کرنے کے لیئے تیار ہوں۔ دامن پھیلانے کی دیر ہے بھرنے کی دیر نہیں۔ ہاتھ اٹھانے کی دیر ہے قبولیت کی دیر نہیں۔ رونے کی دیر ہے رحمت برسانے کی دیر نہیں۔ تمہاری طلب میں تاخیر ہو سکتی ہے خدا کی عطا میں تاخیر نہیں ہو سکتی۔ پوری رات یہ اللہ کی طرف سے آواز آتی ہے اور اللہ اپنی شان کریمی کے ساتھ آسمان دنیا پر آ جاتے ہیں۔

---

1 عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ خرج ذات یوم فدخل المسجد وابوبکر و عمر احد هما عن یمینه والاخر عن شماله وهو اخذ باید یهما وقال هکذا نبعث یوم القیمة. (ترمذی ص208ج2)

لیلۃ القدر میں اللہ مہمان ہے

فارسی زبان کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا اس میں ایک شعر لکھا تھا

امروز شاہ شاہاں مہمان شد ست مارا
جبرئیل بالملائک دربان شدست مارا

میں کتنا خوش نصیب ہوں آج بادشاہ ہوں کا بادشاہ، کائنات کا مالک داتا آقا اور خدا آج وہ میرا مہمان ہے۔

جب کوئی کسی کے گھر جاتا ہے تو وہ مہمان ہی ہوتا ہے اور یہ زمین اور آسمان ہمارا گھر ہے۔ اس کے درمیان ہم رہتے ہیں۔ زمین کے اوپر آسمان کے نیچے اللہ اپنے عرش سے اُتر کر اپنی شان کریمی کے مطابق جو بھی اس کی شان ہے ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ اللہ آ جاتے ہیں آسمان دنیا پر۔ میں آج رب کا میزبان ہوں وہ میرا مہمان ہے۔ اب اس مہمان کو دینا کیا ہے التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبت سجدے پیش کرنے ہیں، رکوع پیش کرنے ہیں۔ نیاز مندیاں پیش کرنی ہیں۔ عاجزی پیش کرنی ہے رونا پیش کرنا ہے۔ درخواست پیش کرنی ہیں۔ یہ سب کچھ اس بادشاہ کے سامنے پیش کر رہے ہیں جبرئیل بالملائک دربان شدست مارا۔ جب خدا میرا مہمان ہو گیا تو جبرئیل سمیت سارے فرشتے میرے دربان بن کر آ گئے۔ اگر اس مسجد میں وقت کا صدر آ جائے۔ جب صدر آئے گا تو کیا خیال ہے کمشنر ساتھ ہو گا کہ نہیں؟ ڈی سی ساتھ ہو گا کہ نہیں؟ شہر کی انتظامیہ اس کے ساتھ ہو گی کہ نہیں؟ یہ سارے ہوں گے میرا مہمان صدر ہے وہ کس لیئے آئے ہیں؟ وہ اس کے دربان بن کے آئے ہیں میں کتنا خوش نصیب ہوں اتنے بڑے کو دعوت دی ہے کہ میرے پاس تو کبھی پولیس کا سپاہی نہیں آیا۔ آج گورنر میرے دروازے پہ ہے۔ کمشنر میرے دروازے پہ ہے۔ انتظامیہ بھی میرے دروازے پر ہے۔ کیا بات ہے یہ سارے میرے دروازے پہ دھکے کھا رہے ہیں اور

میں بڑے ٹھاٹھ سے اپنے مہمان سے باتیں کر رہا ہوں۔ یہ میرا اپنا کمال نہیں اس مہمان کی آمد کا اعزاز ہے۔ یہ آیا ہے وہ اس کی وجہ سے آئے ہیں۔ وہ فخر سے کہتا ہے۔

امروز شاہ شاہاں مہمان شدست مارا
جبرئیل بالملائک دربان شدست مارا

جبرئیل تو نے میرے پاس کب آنا تھا تو تو صرف وحی لے کر آمنہ کے دریتیم کے پاس آیا کرتا تھا یہاں پر عزرائیل نے کب آنا تھا۔ میکائیل کب آتا ہے۔ فرشتے کب آتے ہیں۔ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کب اترتے ہیں۔ میرے ساتھ فرشتوں کا کیا کام ہے۔ وہ اتنی بلند مخلوق، میں کمتر آدمی۔ وہ میرے پاس کیسے آئیں گے لیکن آج لیلۃ القدر کو اللہ اپنی شان کریمی کے ساتھ آسمان دنیا پہ جلوہ افروز ہوئے ہیں تو جبرئیل بھی دربان بن کر، میکائیل بھی دربان بن کر، عزرائیل اسرافیل بھی دربان بن کر، تمام فرشتے اس بادشاہ کی وجہ سے میرے مکان کو لپیٹے ہوئے ہیں جو ویسے کبھی چل کے نہیں آتے تھے۔ آج اس کی وجہ سے آئے ہیں۔ مجھ جیسا بھی کوئی خوش نصیب ہو گا۔ جس کے مکان پر آج خدا مہمان بن جائے۔ فرشتے اس کے دربان بن جائیں۔ اس سے بڑا دنیا میں خوش نصیب کون ہو سکتا ہے مسلمانو! اس سعادت کو حاصل کرو بڑی سعادت ہے۔ ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔

لیلۃ القدر کا آخری وقت

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس لیلۃ القدر میں حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر پوری رات یہ شان کریمی جوش میں رہتی ہے حتیٰ کہ جب طلوع فجر کا وقت آتا ہے فرمایا اس وقت یہ فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اللہ کے نبی کا ارشاد ہے اللہ تمام لوگوں کی اس رات مغفرت کر دیتے ہیں کوئی بھی محروم نہیں رہتا۔

Scanned by CamScanner

چار شخص جنکی اس رات مغفرت نہیں ہوتی

مگر چار شخص ایسے ہیں جن بدبختوں کی اس رات بھی [1] مغفرت نہیں ہوتی۔ سب سے پہلا شخص من اشرک باللہ شیاً جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے۔ مشرک تسبیحیں پڑھے، چلے کاٹے، ذکراذکار کرے، جتنی بھی بڑی عبادت کرے اللہ کے ہاں اس کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ ساری کی ساری خاک میں ملا دی جاتی ہے اس کا اگر کوئی صلہ ہے تو دنیا میں مل جاتا ہے قیامت میں اس کا کوئی صلہ نہیں۔

دوسرا شخص کینہ پرور

دوسرا حضور ﷺ نے فرمایا اس رات کو وہ بدبخت جو مسلمانوں کے لڑانے کے درپے ہے یا جن کے سینے میں بغض اور حسد کی آگ جل رہی ہے اللہ ان کی بھی مغفرت نہیں کرتے۔ میں سارے لوگوں سے درخواست کروں گا ہاتھ جوڑ کر آپ سے کہوں گا۔ خدا کے لیئے اپنے دلوں سے کدورت کو نکال دیں۔ اس جھگڑے کی وجہ سے ہم لیلۃ القدر کی تعیین سے محروم ہوئے۔ آپ سے درخواست ہے کہ حسد چھوڑ دیں۔ حسد ایک ایسی بدترین برائی ہے حضور نے فرمایا الحسد تاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب [1] حسد نیکیوں کو ایسے برباد کر دیتا ہے جس طریقے سے آگ میں لکڑیاں ڈالی جائیں آگ لکڑیوں کو خاک کر دیتی ہے حسد نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے اور پھر آپس میں لڑنا اور جھگڑنا یہ سب سے بڑی بڑی بیماری ہے۔ مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ مسلمان سے تنازع اور اختلاف کرے۔ حق کی کوئی بات ہے تو بے شک اختلاف رائے رکھو لیکن ذرا ذرا سی باتوں پہ الجھنا اس نے مجھے یوں کیوں کہا تھا۔ اسلیئے لڑائی ہو رہی ہے۔ میری اس نے بات نہیں مانی تھی اسلیئے لڑ رہا ہوں۔

---

1. کنزالعمال ص85 ج3 کتاب الاخلاق

تیسرا شخص شرابی

تیسرا آدمی حضور ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو نشے کا عادی ہے۔ شراب کا عادی ہے۔ اس بدمعاش کی بھی اس رات مغفرت نہیں ہوتی لکھ لو دلوں پر۔ نوٹ کر لو میرے جملوں کو۔ جو شخص بھی شراب پیتا ہے یا کوئی ایسا نشہ استعمال کرتا ہے جس سے آدمی پہ غشی تاری ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس نشے کی لعنت کی وجہ سے اس آدمی کی مغفرت نہیں کرتے۔ جب تک یہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ نہ کرے۔ بڑے بڑے لوگ شاہزادے امیر کبیر لوگ پینے کے عادی ہوتے ہیں سب سے بڑی لعنت اَلْخَمرُ جماع الاثم [1] تمام بیماریوں کی اگر جڑ ہے تو یہی ایک شراب ہے۔ جب یہ شرابی بدمست بدحواس ہو جاتا ہے اس کو ماں بہن بیٹی کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ بے ہوش ہوتا ہے اس کو پتہ ہی نہیں چلتا میں کیا کر رہا ہوں۔

چوتھا شخص ماں باپ کا نافرمان

حضور ﷺ نے فرمایا چوتھا وہ شخص ہے یہ بات دل کی گہرائیوں سے سن لو۔ بالخصوص نوجوان دوستوں سے کہوں گا وہ میرے اس جملے کو نوٹ کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کے والدین اس سے ناراض ہیں اور یہ ان کو راضی نہیں کر سکا۔ اس بابرکت رات میں بھی اس کمینے کی مغفرت نہیں ہوتی۔ ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہے وہ راضی نہیں ہے جب فوت ہوئے ہیں ناراض ہو کر گئے ہیں تو اس آدمی کی مغفرت نہیں۔ اس مغفرت کا طریقہ ضرور ہے ایک تو یہ کہ ان کیلیئے مغفرت کی دعا

---

1. عن حذیفۃ مشکوۃ ص444 ج1

احادیث میں مختلف الفاظ ملتے ہیں مثلاً عن عائشۃؓ کل شراب اسکر فھو حرام مسند ابی یعلی ص 116 ج4 کل مسکر حرام عن عمرؓ (ص125 ج1) عن ابن مسعودؓ (ص356 ج4) عن ابن عمرؓ (ص56 و 187 ج5) عن ابی ھریرہؓ ص 269 ج5 عن انسؓ (ص266 ج3) کل مسکر خمرو کل مسکر حرام عن ابن عمر (ص108 ج5)

Scanned by CamScanner

شروع کر دی جائے اور ان کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے۔ ان کے لیئے مغفرت کی دعائیں مانگی جائیں۔ ان کے لیئے صدقہ جاریہ میں سے کوئی ایسا عمل کر دیا جائے جس کا اجر ان کی روح کو پہنچتا رہے تاکہ ان کی روح تمہارے لیئے دعا مانگے۔ تمہارے گناہ معاف ہوں اور ایک طریقہ اس کا اللہ کے نبی نے یہ بھی بتایا کہ اگر کسی کا والدین فوت ہو گیا تو وہ اپنے والد کے دوستوں سے تعلق رکھے اگر اماں دنیا سے رخصت ہو گئی تو اپنی والدہ کی سہیلیوں سے حسن سلوک کرے ان کو اپنی والدہ کا مقام دے انہیں کی طرح ان کا احترام کرے اور پھر ان رشتہ داروں کے پاس آنا جانا رکھے ان کے دل سے دعا نکلے گی تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ یہ چار آدمی ایسے منحوس ہیں جنکی اس رات مغفرت نہیں ہوتی باقی ہر گناہ گار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر6

جمعۃ الوداع
اور احکام عید الفطر

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

الحمد للہ الذی شرفنا علی سائر الامم برسالۃ من اصطفٰہ من بین الانام بجوامع الکلم و جواھر الحکم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم مانطق اللسان بمدحہ ونسخ القلم

امابعد فقد قال اللہ تعالیٰ فی کلام المجید والفرقان الحمید اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون o فاذاقضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون واذا راوا تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما قل ماعند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقینo

وعن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق ادم فیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علیّ قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء (رواہ ابوداود والنسائی وابن ماجہ والدارمی)[1]

1. مشکوۃ شریف ص120 ج1

(قرآن مجید) اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن دوڑو اللہ کی یاد کی طرف اور چھوڑ دو کاروبار یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے پھر جب تم نماز پوری کر چکو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل (رزق) کو تلاش کرو اور یاد کرو اللہ کو بہت زیادہ تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور جب دیکھیں تجارت یا کوئی تماشا تو متفرق ہو جائیں اس کی طرف اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیں فرما دیجئے جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رزق دینے والے ہیں۔

(حدیث) سیدنا اوس بن اوسؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام دنوں میں سب سے افضل دن جمعۃ المبارک کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں وفات پائی اور اسی میں قیامت کا صور پھونکا جائے گا، اور اسی میں موت اور فنا کی بے ہوشی اور بے حسی ساری مخلوقات پر طاری ہوگی پس تم مجھ پر اس دن کثرت سے درود پڑھو پس بیشک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ پر کیسے ہمارا درود پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسم مٹی میں جا چکا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کو زمین پر حرام کردیا ہے۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والدارمی)

درود شریف بلند آواز سے پڑھ لیں

قابل صد اعزاز وتکریم، واجب الاحترام برادران اسلام، بزرگو، دوستو اور بھائیو!

آج کے اہم عنوانات

آج رمضان المبارک کا یہ آخری جمعہ ہے ہم سب مسلمان اس جمعہ کو جمعۃ الوداع کے نام سے یاد کرتے ہیں یا رمضان کی آمد آمد تھی یا اب اس کے الوداعی دن ہیں۔ آج کے خطبہ میں ایک تو میں نے انتہائی اختصار سے مطلقاً جمعۃ المبارک کی اہمیت و عظمت بیان کرنی ہے کہ یہ دن کتنا عظیم ہے۔ دوسرا آج کے دن کی مناسبت سے الوداع پر تھوڑی سی باتیں کروں گا اور تیسری جو اہم چیز ہے وہ آج کے بعد آنے والا اہم ترین دن جو شوال المکرم کی پہلی تاریخ ہوگی جس کو مسلمان عید الفطر کا دن کہتے ہیں اس دن کے متعلق بھی ضروری دو چار باتیں عرض کروں گا۔ صدقۃ الفطر کے متعلق کچھ بات کرنی ہے مضمون بہت زیادہ ہوتے ہیں ہر جمعے۔ وقت بڑا مختصر ہوتا ہے آپ حضرات کا حوصلہ اور دلچسپی سے بیٹھنا اور سننا نہایت ہی قابل مبارک باد ہے لیکن میں اپنے اندر اتنی استعداد نہیں رکھتا کہ تمام باتیں کھول کر بیان کر سکوں میں اپنی کمزوری کا اللہ کے حضور بھی اعتراف کرتا ہوں اور آپ لوگوں کے سامنے بھی۔

جمعہ ایک تاریخ ساز دن

محترم دوستو! حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جتنے نبی تھے ان کی قوموں کو ایک دن عطا فرمایا۔ عبادت کے لیئے۔ ہفتے کے سات دنوں میں یہودیوں نے ہفتے کا دن قبول کیا۔ عیسائیوں نے اتوار کا دن قبول کیا۔ لیکن فرمایا اللہ نے مجھے میری امت کے لیئے جمعۃ المبارک کا دن عطا فرمایا۔ حضور اکرم کا ارشاد ہے افضل الایام الجمعہ 1 سال بھر کے تمام دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعہ ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں فیہ خلق آدم آدم کا گارا بنا تو جمعہ کا دن تھا۔ فیہ نفخ آدم 2 آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی تو جمعۃ المبارک کا

1. مشکوۃ ص 20 ج 1 ترمذی میں الفاظ یوں ہیں خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعہ (ترمذی ص 110 ج 1)
2. ترمذی ص 110 ج 1 مشکوۃ ص 120 ج 1.

دن تھا۔ یہی جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

جس دن اللہ تعالیٰ نے آدم کو سجدہ کرایا جمعہ کا دن تھا۔

جب آدم کو خلافت ملی جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

جب آدم زمین پر اتارے گئے جمعہ کا دن تھا۔

نوح علیہ السلام کی کشتی جس دن کنارے لگی تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ 1

ابراہیم علیہ السلام آگ کے تختے سے باہر آئے تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

ابراہیم نے جب کعبۃ اللہ تعمیر کیا تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

علماء نے لکھا ہے اسماعیل علیہ السلام نے جب اپنی قربانی پیش کی تھی مہینہ بے شک ذوالحج کا تھا مگر جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نجات ملی جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

اللہ کے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ کو سب سے افضل دن ملا تو جمعۃ المبارک کا دن۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو جمعۃ المبارک کا دن۔

غزوہ بدر جس دن ہوا تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

اسلامی تاریخ پڑھ کر دیکھیں حیدر کرار کی شہادت ہوئی تو جمعۃ المبارک کا دن۔

نواسہ رسول جگر گوشہ بتول کربلا کے ریگزاروں میں جب جام شہادت نوش کر رہے تھے تو جمعۃ المبارک کا دن۔ اللہ کے نبی فرماتے ہیں کہ ہفتہ بھر میں تمام دنوں میں میری امت کے لیئے اللہ نے جو سب سے زیادہ دن پسند فرمایا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔

جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں

جمعہ اجتماع سے ہے جمع ہونے سے ہے جیسے آدم کے دنیا میں آنے کا دن جمعہ ہے ایسے قیامت کے قائم ہونے کا دن بھی جمعۃ المبارک ہوگا یہ دن ایک عظمت والا دن ہے۔ احترام اور تقدس والا دن ہے علماء نے لکھا ہے جمعہ کو جمعہ اس کیلئے کہتے ہیں

1. مشکوۃ ص 120 ج 1۔

Scanned by CamScanner

کہ یہ اجتماع سے ہے۔ جمع ہونے سے ہے اس دن مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔ ایک خطیب خطبہ بیان کرتا ہے۔ مقتدی سامنے بیٹھ کر سنتے ہیں۔

جمعہ اللہ کے دیدار کا دن

جب میدان محشر قائم ہوگا۔ جمعہ کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ جنت میں اپنا[1] دیدار کرایا کریں گے وہاں دن رات کی یہ کیفیتیں نہیں ہوں گی سارا موسم ایک سا ہوگا جیسے طلوع فجر کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح ٹھنڈا سا وقت ہوتا ہے اس وقت ٹھنڈی سی ہوا چل رہی ہوتی ہے بڑا خوشگوار ماحول ہوتا ہے ایسا وقت ہوگا جو جنت میں ہر وقت مسلمانوں کو میسر آئے گا۔ اللہ کے پیغمبر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جنت میں اپنا دیدار کرایا کریں گے اس کے لیے ایک وقت متعین فرمائیں گے اور جو وقت جنت میں دیدار کا متعین ہوگا اگرچہ دن رات تو نہیں ہوں گے لیکن ہفتے کے بعد جیسے ایک دن مسلمان مسجد میں جمع ہوتے ہیں وہاں اتنی مقدار وقت گزرنے کے بعد ہر ہفتے جمعۃ المبارک کی گھڑیاں ہوں گی جب اللہ اپنا دیدار کرایا کریں گے۔ یہ دن ایک بہت بڑی عظمت کا دن ہے اللہ کے دیدار کا دن جمعہ کا ہے علماء نے لکھا ہے جب آپ لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں یہ عام دن نہیں اس دن کو میدان محشر سے بڑی مناسبت ہے۔

دیدار الٰہی کی جگہ میدان مزید

حدیث پاک میں آتا ہے[2] جنت میں ایک میدان ہے اس میدان کا نام میدان مزید ہے اس میدان میں قیامت کے دن اللہ پوری انسانیت کو جمع فرمائیں گے۔ نبی، غوث، قطب، ابدال، آدم علیہ السلام سے قیامت تک پوری کی پوری انسانیت جنت کے اس میدان میں اکٹھی ہو جائے گی جس کا نام میدان مزید ہے۔ اللہ کے نبی فرماتے ہیں وہاں پر خدا سب کو جمع کریں گے اور وہاں پر کچھ نور کی کرسیاں رکھی جائیں

1 مشکوٰۃ ص۔ 119 ج 1، ترمذی 110 ج 1۔
2 مشکوٰۃ ص 483 ج 1

گی، نور کے تخت رکھے جائیں گے، سب سے اگلی کرسیوں پر اللہ کے عرش کے قریب قریب انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ اس سے دوسرے درجے پر انبیاء کے صحابہ ہوں گے۔ تیسرے درجے پر علماء امت ہوں گے۔ شہدا ہوں گے۔ صالحین ہوں گے۔ اسی طریقے سے دور دور ہوتے چلے جائیں گے اور درمیان میں ایک تخت لگایا جائے گا جس پر اللہ اپنی شان کریمی کے مطابق جلوہ افروز ہوں گے۔ اللہ اپنا دیدار کرائیں گے اللہ اپنی ذات کا جلوہ دیکھائیں گے ہر شخص اللہ کو قریب سے ایسے دیکھے گا۔ جس طریقے سے آپ کسی جگہ پر تقریبات اور پروگراموں میں جائیں درمیان میں ایک کھلا سا سٹیج بنا دیا جاتا ہے ارد گرد کرسیاں رکھی جاتی ہیں کہ آخر میں بیٹھنے والا آدمی بھی بڑے قریب سے نظارہ کر سکے۔ قریب بیٹھنے والا بھی بڑی توجہ سے دیکھ سکے حدیث میں آتا ہے قیامت کے دن اللہ اپنے اس عرش پر اپنی شان کریمی کے مطابق میدان مزید میں جلوہ افروز ہوں گے۔ انبیاء اپنی کرسیوں پہ بیٹھے ہوں گے صلحا، شہداء اپنی کرسیوں پہ بیٹھے ہوں گے۔ امت کے نیک لوگ اپنے اپنے مقامات پر بیٹھے ہوں گے۔ جب خدا اپنا جلوہ دیکھائیں گے ہر شخص اللہ کے دیدار سے معمور ہوگا، منور ہوگا، معطر ہوگا، پھر اللہ اس دیدار کے دوران اپنی ذات کے جلوے دیکھاتے ہوئے ان سے کہیں گے حدیث میں آتا ہے جب جنت میں ساری نعمتیں مل جائیں گی تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تمہیں کسی اور نعمت کی ضرورت بھی ہے۔ تو نیک لوگ کہیں گے کہ اللہ جنت عطا کر دی ہے۔ نعمتیں عطا کر دی ہیں۔ سب کچھ عطا کر دیا ہے اپنی رفاقت ہمیں دے دی ہے ہمیں اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔[1] اللہ فرمائیں گے ابھی تمہیں ایک چیز کی ضرورت باقی ہے لیکن میں نہیں بتاتا اپنے ان علماء کے پاس جاؤ جن علماء سے جمعۃ المبارک کا خطبہ سنتے تھے۔ جن کے ہاں جمعہ پڑھا کرتے تھے ان سے پوچھو کہ اب کوئی چیز باقی رہ گئی ہے۔؟ ہم اللہ سے وہ بھی مانگیں حدیث میں آتا ہے ہم سب لوگ

1

اپنے اپنے عالم کے پاس جائیں گے جن کے پیچھے ہم نے جمعہ کی نمازیں ادا کی ہوں گی علماء ہمیں بتائیں گے ایک چیز باقی رہ گئی ہے کہ ساری نعمتیں ملیں۔ محبوب کا دیدار نہ ملے تو آدمی بے لطف رہتا ہے۔ مکان ہو، اسائش کا سامان میسر ہو، لیکن اس مکان کا مکین نہ ہو، محبوب سامنے نہ ہو، یار کا دیدار نہ ہو، ان تمام چیزوں کی لذت بے مزہ ہو جاتی ہے بے ذائقہ ہو جاتی ہے اصل محبت کو محبوب کی تمنا ہوتی ہے کہ محبوب کا دیدار کیا جائے۔ ہمیں علماء بتائیں گے کہ اللہ سے اللہ کا دیدار مانگیں پھر ہم وہاں کہیں گے۔

اللہ بن دیکھے سبحان ربی الاعلی کہا تھا۔

بن دیکھے سبحان ربی العظیم کہا تھا۔

بن دیکھے تیرے سجدے کیئے تھے۔

بن دیکھے شہید خون میں لت پت ہو گئے تھے۔

بن دیکھے ان لوگوں نے جان پیش کی۔

بن دیکھے مال قربان کر دیا تھا۔ تجھے دیکھا نہیں تھا پھر بھی یقین کرتے تھے۔ راتوں کو جاگتے تھے۔

تجھے دیکھا نہیں تھا دن کو بھوکے رہتے تھے۔

تجھے دیکھا نہیں تھا تیرے پیغمبر کی زبان پر یقین کر کے ہم یہ سب کچھ کرتے رہے اب تو اپنا دیدار کرا دے۔ پھر اللہ اس میدان مزید میں جمع کر کے تمام لوگوں کو بٹھا کر اللہ اپنا دیدار کرائیں گے وہ دیدار کا وقت وہی ہوگا جو ہر ہفتے جمعہ کا وقت ہوگا۔

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

قاری طیب صاحب رحمہ اللہ نے بڑی عجیب بات لکھی ہے اب یہ مسئلہ یاد کر کے جائیں جو شخص جمعہ کے دن اپنے خطیب کے جتنا قریب بیٹھ کر خطبہ سنے گا قیامت کے دن اللہ کے اتنا قریب ہو کر دیدار کرے گا یہ میدان، یہ اجتماع جمعہ کا، یہ عام اجتماع نہیں ہوتا یہ اس میدان مزید کا عکس ہے اس جہاں میں۔

دنیا میں جنت کی نعمتوں کا عکس ہے

علماء نے لکھا ہے جنت میں ہر نعمت اصل ہے دنیا میں انکی تصویریں ہیں اس لیے جنتی کہیں گے کہ ہمیں یہ نعمتیں ان نعمتوں سے ملتی جلتی مل رہی ہیں۔ دنیا میں ہم کھایا کرتے تھے لیکن اس کا ذائقہ مختلف ہوگا یا انار، یا انگور، یہ وہ ساری نعمتیں جو ہم دنیا میں کھاتے اور پیتے ہیں جنت میں ہوں گی لیکن وہ اصل ہوں گی یہ ان کی کاپیاں ہیں یہ ان کی نقل ہے تو اصل دن جمعہ کا وہ ہوگا جب اللہ کا دیدار کریں گے یہ اس کی نقل ہے اس دنیا میں جس دن ہم جمعہ کے دن جمع ہوتے ہیں علماء نے لکھا ہے کہ جب بھی مقرر تقریر کرے۔ خطیب خطبہ دے۔ جمعہ پڑھانے والا آپ کو جمعہ پڑھائے تو آنکھیں بند کر کے نہ بیٹھنا چاہیئے اس وقت گفتگو سنتے ہوئے گردنیں نیچی کر کے نہیں بیٹھنا چاہیئے بلکہ اپنی آنکھیں اپنے خطیب کے چہرے پر ڈال کر اس کی گفتگو اس کے انداز کو دیکھو اور سمجھو آج اس کو جتنے قریب سے دیکھے گا قیامت کے دن اتنے قریب سے اللہ کا دیدار کرے گا اب اللہ جس کو نظر آئے اس پہ کیا کیفیت طاری ہوگی (سبحان اللہ) اسلیئے جس کو یہاں سبحان اللہ کہنے کی عادت ہوگی، اس کو وہاں بھی سبحان اللہ کہنے کی عادت ہوگی جب بھی اچھی گفتگو سنا کریں اس پر سبحان اللہ کہا کریں۔

خطبہ سننے کا مسئلہ

ایک اور بات مسئلے کے طور پر آئی ہے کہہ دوں جب خطبہ پڑھا جاتا ہے خطبے کے دوران لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے پہلے ہاتھ باندھ لیتے ہیں دوسرے خطبے پہ اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ لیتے ہیں یہ کوئی مستقل شرعی طریقہ نہیں دوزانوں بیٹھنا ادب کا تقاضا ہے۔ سنت ہے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہونے چاہیئے لیکن خطبہ کے دوران آپ کی نظر آپ کے خطیب کے چہرے پر ہونی چاہیئے اور نماز کی حالت میں نگاہ سجدے کی جگہ پر اسلیئے ہو کہ اس وقت براہ راست اس ذات کی عبادت کر رہے ہیں جس کو

سبحان ربی الاعلی سب سے زیادہ بلند سمجھتے ہیں۔ اب یہاں دیکھیں جہاں آپ نے سر سجدے میں رکھنا ہے اللہ کے دربار میں اس وقت یہ تصور پیش کریں مولی قیام میں، میں سجدے کی جگہ اسلیئے دیکھ رہا ہوں کہ میرا سر اتنا بلند ہو کے اب اتنا پستی میں جا رہا ہے یہ دنیا میں کسی کے آگے نہیں جھکا صرف تیرے آگے جھکا ہے اس وقت تو زمین پہ دیکھنا چاہیئے لیکن خطبہ سنتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے ایک دوسرے کو دیکھنے کی بجائے اپنے خطیب کے چہرے کو دیکھنا چاہیئے یہ آداب ہیں۔

جمعۃ الوداع

پھر الوداع، الوداعی جمعہ، اختتامی جمعہ، جمعۃ الوداع کس حیثیت سے ہے کیا اس کے بعد کوئی جمعہ ایسا نہیں آئے گا؟ ضرور آئیں گے لیکن پتہ نہیں ہم میں سے کتنے مسلمان جو پچھلے سال رمضان المبارک کے اس جمعے میں تھے آج وہ قبروں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے پتہ نہیں آئندہ سال کون ہوگا کون نہیں ہوگا۔ رمضان ملے گا یا نہیں ملے گا۔ لیلۃ القدر ہمیں نصیب ہوگی یا نہیں ہوگی۔ رمضان آئے گا۔ لیلۃ القدر آئے گی جمعۃ الوداع آئے گا، لیکن ہمیں اپنا پتہ نہیں کہ ہم ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

یہ چرچے تو ہوتے رہیں گے لیکن دیکھنے والی آنکھیں بند ہو جائیں گی۔ سننے والے کان ساکت ہو جائیں گے۔ میرے دوستو! اس کو الوداعی اسلیئے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ رمضان کی آمد کا استقبال احترام سے کیا تھا۔ اس کے جاتے ہوئے بھی احترام سے رخصت کرو۔

جب معزز مہمان آئے تو استقبال کرو جب جائے تو احترام سے رخصت کیا کرو یہ جمعۃ الوداع ہے اس مناسبت سے ہم اس مہمان کو احترام کے ساتھ اپنے آپ

سے رخصت اور الوداع کریں۔ دیکھیں جب کوئی دنیا سے جدا ہو دوست سے جدا ہوتا ہے یا آپ کے افسروں کا تبادلہ ہوتا ہے معززین شہر اس کو الوداع کہتے ہیں۔

میری اور آپ کی بچی ہے۔ پیار سے اس کو پالا ہے۔ تربیت کی ہے۔ تعلیم دی ہے بالآخر یہ مستقل نہیں ٹھہرے گی ایک وقت آتا ہے ہم اس کی رخصتی کا انتظام کرتے ہیں اب ہم اس کو الوداع کر رہے ہوتے ہیں جس کو جس سے جتنی زیادہ محبت ہو الوداع کرتے ہوئے اس سے اتنی زیادہ عقیدت کا اظہار کرنا چاہیئے۔

جدائی کی کیفیات

آپ دیکھیں الوداعی تقریب میں دو کیفیتیں بڑی عجیب ہوتی ہیں ایک تو اس کو رخصت کرتے ہوئے اس کے تقدس کو سامنے رکھ کے اس کا احترام کرنا چاہیئے۔ دوسری بات اس کی جدائی پہ آنکھوں میں آنسو آتے ہیں اس کا بھی اظہار کرنا چاہیئے کہ بڑی عظمت کی بات تھی۔

آپ دیکھتے ہیں دنیا میں بڑے بڑے نیک اور صالح لوگ یا جب کوئی اللہ والا دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو کیا کہتے ہیں عام آدمی اس کو غسل نہ دے نیک صالح تلاش کر کے لاؤ تاکہ اس کے غسل میں وہ شریک ہوں۔ منادی کرو۔ اس کا جنازہ عام آدمی نہیں پڑھائے گا۔ فلاں ولی اللہ کو بلاؤ وہ اس کے جنازے کی امامت کرائے۔

یہ الوداعی تقریب ہے احترام کا تقاضہ یہ ہے۔ کہ معزز شخصیت کا جنازہ اٹھایا جائے تو احترام سے اٹھایا جائے اس پہ آپ خوشبو چھڑکتے ہیں۔ عطر لگاتے ہیں۔ کافور لگاتے ہیں۔ کفن اچھا پہناتے ہیں۔ چارپائی صاف ستھری ہوتی ہے۔ میت اٹھا کے لے جاتے ہیں۔ جلدی نہ چلو اس کے جسم کو جھٹکے نہیں آنے چاہیں۔ میت کو ایسی سواری پہ نہ رکھو جس سے اس کو ہچکولے لگیں۔ آرام سے لے کر جاؤ یہ اس کے تقدس کا تقاضہ ہے احترام کا تقاضہ ہے لیکن جب اس کو الوداع کر کے روانہ کرتے ہیں آخری منزل پہ چھوڑ کر آتے ہیں آنکھوں میں آنسو بھی ہوتے ہیں یہ اس کو اچھے کپڑے پہنانا

Scanned by CamScanner

اس کو خوشبو لگانا یہ کوئی خوشی کی نشانی نہیں کہ ہم بڑے خوش ہیں یہ نہیں بلکہ اچھے کپڑے پہنانا اچھی تقریب کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے دل میں آپ کی کتنی قدرو منزلت تھی۔ کتنا احترام تھا۔

جب تو آیا تھا تب بھی تیرا احترام کیا تھا اب جب ہم آپ کو الوداع کر رہے ہیں تو اس عقیدت کے ساتھ جدا کر رہے ہیں۔ اس عقیدت کا انداز ظاہر کرنا چاہیئے۔ دیکھیں اچھا کفن پہناتے ہوئے بھی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ کہتے ہیں اچھی سے اچھی خوشبو لاؤ جو دنیا میں کسی نے نہ لگائی ہو خوشبو اچھی لگا رہے ہیں لوگ آپ سے کہیں گے زندہ لگاتے ہیں مردوں کو کیوں لگا رہے ہو؟ ہم کہتے ہیں اس کی عقیدت اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی خوشبو ہو حالانکہ جدائی پہ صدمہ ہوتا ہے یہ ظاہری باتیں اس کی خوشی کا اظہار ہیں یہ خوشی نہیں ہوتی یہ اس کے ساتھ عقیدت اور تعلق کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔

آپ جب بچی کو رخصت کرتے ہیں جگر کا ٹکڑا آدمی کاٹ کر دوسرے کے حوالے کر رہا ہوتا ہے۔ حضرت خلیفہ غلام محمد رحمہ اللہ نے مولانا عبدالقادر بہت بڑے جامع شریعت آدمی تھے مولانا عبدالشکور دین پوری کے دادا تھے ان کو حضرت نے بیٹی دی تھی تو جب بھی کوئی چیز آتی تو پہلے فرماتے یہ عبدالقادر کے گھر بھجوادو ایک مرتبہ حضرت کی اہلیہ نے کہا جو چیز آئے پہلے عبدالقادر کا نام لیتے ہو یہ آپ کے بچے نہیں عبدالہادی ظہیر الحق وغیرہ ان میں سے کسی کو بھجوادیا کرو۔ حضرت نے فرمایا جگر کا ٹکڑا کاٹ کر تو عبدالقادر کو دے دیا ہے باقی اپنے پاس رکھا گیا ہے۔

بیٹی سے فطری محبت ہوتی ہے جب آپ اس کو جدا کر رہے ہیں اپنا جگر کاٹ کر دوسرے کے حوالے کر رہے ہوتے ہو۔ بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ کیا اس صدمے میں اس کو گندے کپڑے پہناتے ہیں؟ بلکہ اچھے سے اچھا جہیز لے کر دیتے ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ چیزیں اسے لے کر دیتے ہیں کوشش یہ ہوتی ہے کہ میری استعداد کے

مطابق جو کچھ اس بچی کو دے سکتا ہوں دوں تا کہ میں الوداعی تقریب اس انداز سے کروں کہ میری بچی کو بھی معلوم ہو میرے والدین کو مجھ سے کتنی محبت ہے۔ میرے داماد کو بھی پتہ چلے کہ اس نے کتنا عظیم جگر کا ٹکڑا کاٹ کر میرے حوالے کر دیا ہے ہم اس عقیدت سے اس کو الوداع کرتے ہیں یہ الوداعی ایام اس کی زندگی کا نچوڑ بتاتے ہیں ہمیں اس سے تعلق کتنا تھا۔

آج کے جمعہ میں میری اور آپ کی حاضری، آج کے جمعہ میں اللہ کے دربار میں رونا اور گڑگڑانا، آج جمعہ کی تقریب میں دعائیں مانگنا، یہ رمضان المبارک سے عقیدت اور اظہار محبت کا انداز ہوگا۔ پتہ چلے گا کہ ہمیں اس مہینے سے کتنی محبت تھی ہمارا اس سے کتنا تعلق ہے اس کی جدائی پہ ہمیں کتنا بڑا احساس ہو رہا ہے یہ بابرکت مہینہ جو آج سے دو تین دن بعد جدا ہونے والا ہے جس کا یہ آخری جمعہ ہے پھر اس کا جمعہ نہیں آئے گا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

یہ الوداعی انداز ہوتا ہی بڑا عجیب ہے حدیث میں 1 ہے جب حضور اکرم کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا کی رخصتی کا وقت آیا اماں خدیجۃ الکبریٰ فوت ہو چکی تھیں۔ حضور ﷺ آئے اللہ کے نبی نے آ کر اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میری بیٹی فاطمہ کو اچھے کپڑے پہنانا۔ عائشہ اس کا پورا انتظام کرنا۔ عائشہ آج میری خدیجہ ہوتی اپنے ہاتھوں سے اس کو رخصت کرتی تو کیا منظر ہوتا آج میری بڑی بیوی جو اس کی سگی ماں ہے وہ ہوتی تو اس پہ کیا کیفیت ہوتی۔ عائشہ اس انداز سے پیش آنا کہ میری بیٹی فاطمہ کو ماں کا احساس نہ رہے لیکن یہ ناممکن ہوتا ہے کہ احساس نہ ہو جب کوئی زیادہ محبت کا اظہار کرے تو پھر بھی ذہن میں یہ بات آتی ہے۔

یہ تو خالہ اتنا پیار کر رہی ہے۔
یہ تو چچی اتنا پیار کر رہی۔
یہ تو بہن اتنا پیار کر رہی ہے۔

یہ تو سوتیلی ماں اتنا پیار کر رہی ہے آج سگی ماں ہوتی تو کتنا پیار کرتی وہ بڑی عجیب کیفیت آدمی پہ طاری ہو جاتی ہے۔

آقائے نامدار ﷺ کی جدائی

ایسے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے جدا ہونے کا وقت آیا تھا چونکہ الوداعی تقریب ہے حضور ﷺ نے پورے خاندان میں سے سیدہ فاطمہؓ کو بلوایا قریب کر کے ایک جملہ کہا تو فاطمہؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے دوسرا جملہ فرمایا تو فاطمہؓ مسکرا پڑیں اماں عائشہؓ سے رہا نہ گیا وہیں پوچھ لیا بیٹی کیا ہوا؟ کیوں روئی؟ کیوں ہنسی؟ کہا امی روئی تو اسلئے تھی کہ ابا نے کہا تھا بیٹی فاطمہ آج اپنے ابا محمد کا چہرہ جی بھر کر دیکھ لے۔1

پھر یہ مدینہ ہوگا مدینہ والا نہیں ہوگا۔

منبر ہوگا زینت منبر نہیں نظر آئے گا۔ مصلیٰ ہوگا وارث نہیں نظر آئے گا۔

مسجد نبوی ہوگی مسجد نبوی کا امام نظر نہیں آئے گا۔

یار بیٹھے ہوں گے سردار جدا ہو جائے گا۔ بیٹی تو رہے گی ابا دنیا سے چلا جائے گا۔

فاطمہ کی ہچکیاں بندھ گئیں دوسری مرتبہ بلا کر فرمایا بیٹی رونہ، گھبرانہ، میرے سارے خاندان میں سب سے پہلی بچی تو ہوگی جو مجھے سب سے پہلے آ کر ملے گی چنانچہ حضور ﷺ کی جدائی کے چھ ماہ بعد سید فاطمۃ الزہرا دنیا سے رخصت ہوئیں۔

یہ الوداعی تقریب ہوتی ہی عجیب ہے صحابہ پہ عجیب کیفیت طاری ہوئی تین دن تک رحمت للعالمین کا جسد اطہر رکھا رہا۔ صحابہ تڑپتے رہے کہتے تھے برداشت نہیں ہوتا تھا کہ اللہ کے اس حسین محبوب کو اس زمین کے اندر دفن کریں۔ برداشت نہیں ہوتا تھا غالباً حضرت عائشہؓ کے عربی اشعار ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں نے کتنے بڑے حوصلے سے کام کیا ہوگا جنہوں نے پیغمبر کو لحد میں اتارنے کے بعد مٹی ڈال کے اس قبر کو بند کیا ہوگا اتنا بڑا حوصلہ جرأت ان لوگوں کو ہوئی ہوگی۔

---

1. کنز العمال ص 50 ج 12 / فتح الباری ص 103 ج 8 / صحیح بخاری ص 638 ج 2 / فضائل الصحابہ لامام احمد بن حنبل ص 75 ج 2

صحابیہؓ خاتون اور محبت رسول ﷺ

حضور کی جدائی کے بعد ایک عورت آئی سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے پاس آ کر کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کا روضہ تو دکھا دو۔ دور سے آئی ہوں پیغمبر کا چہرہ دیکھ کر گئی تھی آقا جدا ہو گئے مجھے اطلاع دیر سے ملی ہے میں ذرا جگہ تو دیکھ لوں حدیث میں آتا ہے سیدہ عائشہؓ نے حجرہ کھولا اس عورت نے یوں دیکھا نظر پڑی عربی کے دو شعر حضور کی خدمت میں پڑھے وہیں چیخ نکلی اور جان بحق ہو گئی یہ تو اس دور کی بات ہے میری اپنی گناہ گار آنکھوں کا دیکھا ہوا واقعہ ہے آج سے دو سال پہلے جب میں مدینہ طیبہ یہی رمضان المبارک گذارنے کیلئے گیا تھا۔1

ایک مصری عورت اور محبت (رسولؐ)

جس وقت عورتوں کے سلام پڑھنے کا وقت ہو مردوں کو ہٹا دیتے ہیں۔ صرف عورتیں آ کر سلام پڑھتی ہیں روضہ اطہر پر ایک عورت عربی لباس میں ملبوس مصری خاتون عربی کے اشعار پڑھتی ہوئی باب النساء سے حرم النبی میں داخل ہوئی عورتیں اسے روکنے لگیں چیختی ہوئی عربی کے اشعار پڑھتی ہوئی آئی روضہ اطہر کے پاس روکنے والے خدام کھڑے ہوتے ہیں وہ روضہ اطہر کے قریب کسی کو نہیں آنے دیتے ایک طرف ہٹا دیتے ہیں ہاتھ کسی کو نہیں لگانے دیتے دوڑی ہوئی پیغمبر کے حجرہ اقدس کے قریب آئی جالی کے ساتھ یوں ہاتھ لگایا چہرہ رکھا وہیں گری روح پرواز کر گئی مسجد نبوی میں وہیں روح پرواز ہوئی یہ عجیب کیفیت ہے محبوب کی ملاقات کی بے تابی میں جان آفرین کے حوالہ کر دی۔

محبت اصحاب رسول اور جدائی کا منظر

حدیث میں آتا ہے جب پیغمبر جدا ہوئے 2 تو صحابہ کی یہ کیفیت تھی کہ پورے مدینے میں اندھیرا چھا گیا تھا ایک صحابی بکریاں چرا رہے تھی کسی نے کہا تو یہاں

1.

2. سیرت مصطفیٰ ص 173 ج 3

Scanned by CamScanner

بکریاں چرا رہا ہے جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے وہ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں پہاڑی پر صحابی کھڑا ہوا تھا دونوں انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھ کر زور سے دبایا اور کہا اے اللہ! جس محبوب کا کلمہ پڑھتا تھا اب مدینہ جاؤں محبوب نظر نہ آئیں میری آنکھیں لے لے۔ صحابی نے انگلیاں ہٹائیں تو دونوں آنکھوں سے نابینا ہو چکے تھے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا بلال مسجد نبوی میں محبوب کے وصال پر ملال، 1 با کمال، لازوال کے بعد اذان دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اشھدان لاالہ الااللہ، اشھدان لا الہ الااللہ، اشھدان محمد ارسول اللہ کہا گرے بے ہوش ہو گئے۔ صحابہ نے بلال کو پکڑ کر اٹھایا بلال خیر تو ہے؟ کہنے لگے جب میں اذان دیتا تھا آقا منبر پہ ہوتے تھے اشھد ان محمد ارسول اللہ کہتا تو مصطفیٰ کے چہرے پہ نظر پڑتی آج جب میں نے اذان دی اشھدان محمدا زبان پہ آیا مگر محمد نظر نہیں آئے۔ گرے بے ہوش ہو گئے قسم اٹھائی میں مدینے میں اذان نہیں دوں گا۔ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے لکھا ہے ایک سال 2 تک واپس نہ آئے ایک مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال اسی کا نام یاری ہے؟ یاوہ دور تھا تیرے سینے پہ پتھر ہوتے تھے، گردن میں رسیاں ہوتی تھیں، مکے کے بازاروں میں تجھے گھسیٹتے تھے پھر بھی مجھ سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ پھر میرے جانے کے بعد میرا مدینہ بھی چھوڑ دیا۔ آنکھ کھل گئی۔ بلال کہتے ہیں مجھ سے رہا نہ گیا میری چیخیں نکل گئیں وہیں سے اٹھے پوری رات سفر کرتے رہے جب مدینہ طیبہ پہنچے صبح تہجد کا وقت تھا حسنین کریمین شاہزادے مسجد نبوی میں بیٹھے تھے۔ دیکھا چچا بلال

1 سیرت بلال

2

آئے ہیں تڑپ گئے۔ اٹھ کے کھڑے ہو گئے۔ چچا جان! آپ تو چلے گئے آپ کے جانے کے بعد اذان تو ہوتی تھی لیکن بلال کی آواز نہیں آئی۔

اذان تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے
آج روح بلالی نہیں رہی

رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

آج اذانیں ہم اور آپ بھی سنتے ہیں لیکن بلال والی روح نظر نہیں آتی حضرت بلال جب پہنچے تو بچوں نے کہا چچا اذان دیجیئے یہ دونوں شاہزادے وہ تھے جن نواسوں کو دیکھنے کے بعد صحابہ کہتے ہیں جب بھی ہمیں حضور کی یاد ستاتی ہم منبر کے ساتھ ان دونوں کو کھڑا کرتے حسن کا چہرہ دیکھتے حسین کا وجود دیکھتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو جاتی ان دونوں بچوں کو دیکھا بلال کہتے ہیں میری آنکھوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ گھوم آیا مجھ سے رہا نہ گیا۔

اذان دینا شروع کی کہ شاہزادوں کی فرمائش ہے ان کا دل نہ دکھاؤں اسلیئے پیغمبر بھی ان کا دل نہیں دکھایا کرتے تھے حدیث میں آتا ہے حضور دروازہ کھٹکھٹاتے تھے۔ فرماتے تھے فاطمہ حسن اور حسین کے رونے کی آواز جب میرے کانوں میں آتی ہے میرا دل دکھنے لگتا ہے محمد سب کچھ برداشت کرسکتا ہے نواسے مجھے بڑے پیارے لگتے ہیں میں ان کا رونا برداشت نہیں کرسکتا۔

حضرت بلالؓ نے اذان دینا شروع کی مدینے میں کہرام مچ گیا مرد عورتیں بچے بوڑھے سب کے سب چیخیں مارتے مسجد نبوی کی طرف آئے۔ پوچھا گیا کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے لوگو یہ وہی مؤذن ہے جو پیغمبر کی زندگی میں اذان دیتا تھا آمنہ کے لال کے بعد مؤذن بھی مدینہ چھوڑ کر چلا گیا تھا حضور بھی چلے گئے دو سال کے بعد یہ

جو دن لوٹا ہے دیکھنے جا رہے ہیں اگلا جو دن آیا ہے یا امام بھی آئے ہیں۔ لیکن مسلمانو امام وہاں جا چکے تھے جہاں جانے کے بعد واپس کوئی نہیں آیا کرتا۔

جدائی کی کیفیات

جمعۃ الوداع یہ جدائی کا جمعہ ہے آج کے جمعہ میں وہ تمام الوداعی کیفیات کو سامنے رکھ کر سوچو کہ کتنے بڑے احترام کا مہینہ آیا تھا جس مہینہ میں صبح شام کی دعائیں قبول ہوتی ہیں قرآن کی تلاوت کا مہینہ ہے رمضان عظمت والا مہینہ، برکت والا مہینہ، جماعت والا مہینہ، انعام والا مہینہ، لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر رات۔ ایسا بابرکت مہینہ جس میں اعتکاف جیسی نعمت، روزے جیسی نعمت، تراویح جیسی نعمت۔ اس امت کو ملی ہے آج اس کی رخصتی کے دن آ رہے ہیں الوداعی تقریب ہے اپنی بیٹی کو جدا کرتے ہو اچھا کر کے روانہ کرتے ہو دوست کو الوادع کرتے ہو بہت دور تک الوداع کرنے کا اہتمام کرتے ہو۔

فلسفہ عید سعید

غور کریں رمضان المبارک کی جب آخری تاریخ آتی ہے اس سے اگلے دن مسلمان عید پڑھتے ہیں حضور ﷺ جب مدینہ میں آئے تو بتایا گیا یہاں پر دو دن ہیں لوگوں کے۔ جن دنوں میں یہ لوگ خوشیاں کرتے ہیں باقاعدہ گھوڑ دوڑ ہوتی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا یہ ان کی جاہلانہ رسم ہے اللہ نے ہر قوم کے لیئے ایک خوشی کا دن متعین کیا ہے اور میرے لیئے خوشی کا دن رمضان کی تکمیل کے بعد عید والا دن ہے ان لکل قوم عیدا وھذا عید نا[1] ہر قوم کے لیئے ایک خوشی کا دن ہے میرے لیئے خوشی کا دن عید کا دن ہے۔

عید کیا ہے

عید کیا ہے۔ عید کا لفظ عود سے ہے عود کا معنیٰ ہوتا ہے لوٹنا یہ وہ دن ہے جو ہر سال لوٹ کر آتا ہے ایک معنیٰ عید کا خوشی کرنا ہے کہ اس دن مسلمان خوشی کرتے ہیں۔

---

1. مشکوۃ ص 126 ج 1 عن عائشہؓ

خوشی کا اظہار کرتے ہیں لیکن میرا آپ سے ایک سوال ہے کہ محبوب جدا ہو اس پر خوشی ہوتی ہے یا افسوس؟ افسوس ہوتا ہے یہ کیا عجیب بات ہے کہ رمضان المبارک جیسا بابرکت مہینہ جدا ہو رہا ہے اور آپ خوشی کر رہے ہیں یہ خوشی۔ جو لوگ اس میں صدقہ الفطر دیا جاتا ہے یہ بھی ایک خوشی کا اظہار ہے۔ بھائی خوشی آپ کس بات کی کر رہے ہیں رمضان کے جانے کی؟ ایسا مہینہ تو صدا بہار ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضورؐ نے فرمایا جو رمضان میں نعمتیں ملتی ہیں اگر تم میں سے کسی کو پتہ چل جائے تم تمنا کرو کہ پورا سال رمضان ہو جائے۔[1]

بھائی یہ خوشی رمضان کے جانے کی نہیں رمضان کو پورا پانے کی ہے۔

کہ اللہ تیرا شکر ہے جو عظمت والا مہینہ دیا تھا ہم نے اس کو پالیا ہے۔

تیرا شکر ہے ہم نے اس میں نماز پڑھی ہے۔

تیرا شکر ہے تراویح کا اہتمام کیا ہے۔

تیرا شکر ہے عبادت کی ہے۔

تیرا شکر ہے تیرا ذکر کیا ہے۔ رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جو بابرکت ہے۔ رمضان کے جانے پر نہیں رمضان کو پورا پانے پر خوشی ہے۔ اسلیئے حضور نے فرمایا کہ لوگو یوم الفطر عید کا دن ان ھذا الیوم لاکل والشرب والجماع[2] یہ کھانے کا دن ہے۔ پینے کا دن ہے۔ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی اور گفتگو کا دن ہے ان سے محبت کرنے، باتیں کرنے کا دن ہے۔

پھر عید الاضحیٰ کے تین دنوں میں میرے پیغمبر نے فرمایا کوئی مسلمان کلمہ گو روزہ نہ رکھا کرے بے شک صائم الدھر ہو۔ سارا سال روزے رکھے ان دنوں میں روزہ نہ رکھے کہ یہ دن خوشی کرنے کے ہیں۔ کھانے کے ہیں۔ پینے کے ہیں۔ جو اس

1.
2.

Scanned by CamScanner

دن کھائے گا پیئے گا خوشی کرے گا اللہ اس کے تمام گناہوں کو بھی معاف کریں گے۔ اور اس دن کھانے پینے کا حساب بھی نہیں لیں گے۔

عبادت کیا ہے؟

عبادت کیا ہے عبادت نام ہے اللہ کے حکم کی تکمیل کا یہاں حکم ہے دن کو نہیں کھانا یہ عبادت ہے۔ عید کے دن حکم ہے ضرور کھاؤ یہ عبادت ہے۔ عید کے دن مچھ کھائیں تو عبادت ہے۔ پانی پیئیں تو عبادت ہے۔ دوستوں سے ملیں تو عبادت ہے۔ گھر میں بچوں سے پیار کی باتیں کریں تو عبادت ہے۔ یہ جتنا خوشی کا اظہار کرتے جائیں گے تو یہ عبادت بنتی جائے گی۔

عید سعید یا وعید شدید

حضرت پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں عجیب بات لکھی ہے وہ لکھتے ہیں کہ عید کا دن دراصل میدان محشر کا ایک نقشہ ہے قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف آئیں گے اس دن لوگ گھروں سے نکل کر مسجد کی طرف آتے ہیں۔ قیامت کے دن بھی کھلے میدان میں دنیا جمع ہوگی عید کے دن بھی کھلے میدان میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن بھی سزا اور جزا کا فیصلہ ہوگا عید کے دن بھی پورا رمضان گزارنے کے بعد اس دن جزا اور سزا کا فیصلہ ہوتا ہے۔ قیامت کے دن بھی جو لوگ نیک اور صالح ہیں ان کے چہرے نورانیت اور روشنی کی وجہ سے جگمگا رہے ہوں گے۔ بدکار لوگوں کے چہرے اس دن سیاہ اور کالے ہوں گے۔ عید کے دن بھی دیکھ لیا کرو جنہوں نے روزے رکھے ہوں، تلاوتیں کی ہوں، عبادت کی ہو، اعتکاف کیا ہو، اللہ کے راستے میں صدقہ اور خیرات کیا ہو ان سب کے چہرے خوشی سے کھل کھلا رہے ہوتے ہیں اور جنہوں نے روزوں کو کھایا ہو، بے احترامی کی ہو بے شک اچھے کپڑے پہن کر آئیں ان کے چہروں پہ

لعنت کی پھٹکار پڑ رہی ہوتی ہے۔

قیامت کے دن میدان محشر لگے گا اللہ کی عدالت ہوگی فرمایا اس دن بھی عید کی نماز کے بعد امام خطبہ دیتا ہے اور اس کے خطبہ کا جب اختتام ہوتا ہے تم اپنے گھروں کی طرف لوٹ رہے ہوتے ہو تو اس وقت میدان محشر میں جزا اور سزا کے ایک نقشے کا عکس ہوتا ہے کہ اس وقت بھی اس فیصلے کے بعد جنتی جنت میں، جہنمی جہنم کی طرف جائیں گے اس وقت بھی نیک لوگ نعمتیں لے کر مبارک بادیاں لے کر، اللہ کی طرف سے انعامات لے کر، خدا کی طرف سے بخشش کا سامان لے کر، اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہوتے ہیں اور بدکردار لوگوں پر لعنت برس رہی ہوتی ہے وہ لعنت لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوتے ہیں جاتا ہر ایک نے اپنی منزل پہ ہے کوئی رحمت لے کر جاتا ہے کوئی لعنت لے کر جاتا ہے۔

صدقۃ الفطر واجب ہے

دوسری بات عید کے دن صدقۃ الفطر دینا واجب ہے ہر وہ شخص جس پر زکوٰۃ لازم ہے اس پر صدقۃ الفطر بھی واجب ہے۔

دوسرا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن عید کی صبح سے پہلے تک اچانک اس کے پاس کہیں سے اتنا مال آ گیا باون تولے چاندی یا اس کی قیمت جتنی رقم اکٹھی ہوگئی ہے اس پہ صدقۃ الفطر واجب ہے۔ ادا کرے۔ یا گھر میں ایسی چیز جو ضرورت استعمال سے زائد ہے جیسے ٹی وی یہ استعمال کی چیز نہیں فریج گھر کے استعمال کی چیز ہے یا ایسا لباس بعض لوگوں کے ہاں 20-25 بستر پڑے ہوتے ہیں مشکل سے سال میں 8-10 بستر استعمال ہوتے ہیں باقی پیٹیوں میں بند پڑے ہیں اب ان تمام چیزوں کی مالیت باون تولے چاندی سے زائد ہے اس پر صدقۃ الفطر دینا واجب ہے بلکہ حدیث میں واضح الفاظ ہیں [1] امیر بھی دے، غریب بھی دے، بڑا بھی دے، چھوٹا بھی

Scanned by CamScanner

دے، آزاد بھی دے غلام بھی دے، پوچھا گیا اللہ کے رسول کیسے فرمایا غلاموں کی طرف سے جوان کا مالک آزاد ہے اس کے ذمے ہے وہ صدقۃ الفطر دے جن کے پاس یہ کھانا کھاتے ہیں۔ دن رات رہتے ہیں وہ ان کی طرف سے ادا کریں چھوٹے کم عمر بچوں کی طرف سے ان کا والد ادا کرے ہاں عورت اپنا صدقہ فطر خود ادا کرے یہ علیحدہ بات ہے کہ ایک دوسرے کی طرف سے دے دیں تو یہ جائز ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ عید کی صبح کو طلوع فجر سے پہلے کوئی بچہ پیدا ہوا ہے اس کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر دینا واجب ہے۔

صدقۃ الفطر کے فائدے

حضورؐ نے فرمایا صدقۃ الفطر دینے کے دو فائدے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ صدقہ اور خیرات کرنے سے پورے رمضان میں تھوڑی بہت، جو کوتاہی بے راہ روی ہوگئی۔ کسی سے بدکلامی ہوگئی۔ زیادتی ہوگئی۔ نوافل کا اہتمام پورا نہیں ہوا۔ تلاوت مکمل نہیں ہوئی یا کچھ تراویح رہ گئیں روزے میں کچھ لغو باتیں ہو جاتی ہیں فرمایا اس صدقہ دینے سے اللہ تعالیٰ تمہاری وہ سب کوتاہیاں معاف کر کے روزے کو شرف قبولیت بخشتے ہیں بلکہ حدیث میں ایک اور جملہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو صدقۃ الفطر دیتا ہے اس کے روزے کی مقبولیت میں اور کوئی چیز رکاوٹ نہیں رہ سکتی براہ راست قبول ہو جاتے ہیں۔ [1]

صدقۃ الفطر سب کی طرف سے دینے کی حکمت

پھر ایک سوال یہاں پر اور ہوگا پھر تو صدقہ وہ دے جس پر روزے ہوں جن پر روزے نہیں وہ کیوں دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کم عمر چھوٹے بچوں کی طرف سے غلاموں کی طرف سے تم دے دیا کرو تا کہ صدقہ دینے سے ایک تو ان کی جان کی میل

1

اتر ی۔ دوسرا سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن کو دو گے ان کی بھی خوشی ہو جائے گی۔ ایک آپ ہیں کہ اپنے لیئے کپڑے خریدتے ہیں اپنے بیٹے کے لیے خریدتے ہیں۔ اپنی بیوی کے لیئے کپڑے خریدتے ہیں۔ آپ کے پڑوس میں ایک اجڑا ہوا گھر ہے بچے ہیں ابا نہیں۔ بچیاں ہیں اماں نہیں۔ ماں باپ ہیں لیکن وہ معذور ہیں۔ پریشان حال ہیں ان کے پاس کھانے کو لقمہ نہیں ہے آپ کی حالت یہ ہے اللہ نے آپ کو سب کچھ دے رکھا ہے۔

میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا تم اپنے گھر کے تمام افراد کی طرف سے صدقہ دو یہ صدقہ جب ان تک پہنچے گا ان کی بھی عید ہو جائے گی تمہاری بھی عید ہو جائے گی۔ بلکہ میں ایک جملہ کھل کر کہتا ہوں دنیا دارو! تمہارے لیئے ہر دن عید کا ہے یہ عید ہوتی ہی غریبوں کی ہے یہ امیروں کی عید نہیں۔

امیرو! تمہارا بچہ روزانہ پیسوں سے کھیلتا ہے۔ تو روزانہ پیسے لٹاتا ہے۔ تیرے بیٹے کی جیب میں ہر وقت نوٹ ہوتے ہیں آج غریب کی جیب میں پیسے آئیں عید ان کی ہے تمہاری نہیں پیغمبر ﷺ نے عملی طور پر یہ عید رکھی غرباء کے لیے ہے۔

یتیم بچے کی عید

حدیث میں آتا ہے جب عید کا حکم آیا تو اللہ کے پیغمبر ﷺ پہلے سال عید پڑھنے گئے جس سال روزے فرض ہوئے اسی سال اختتام میں عید پڑھی نماز عید کا حکم یہ ہے کہ مسجد کے اندر نہیں ادا کرنی چاہیئے مسجد سے باہر کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیئے۔ ہاں جہاں مسجد سے کھلی اور کشادہ جگہ اور کوئی نہیں اتنا بڑا اجتماع اور کسی جگہ نہیں ہوسکتا وہاں مسجد میں بامر مجبوری جائز ہے یا کوئی بارش وغیرہ ہوگئی ہے اس کی وجہ سے باہر صحن محفوظ نہیں وہاں کھلے پلاٹ میں آپ عبادت نہیں کر سکتے تو مسجد کے اندر جائز ہے لیکن بلاوجہ مسجد کے اندر نماز عید پڑھنا کراہت ہے۔ حضورؐ مسجد نبوی سے نکل

Scanned by CamScanner

کر بالکل قریب اب بھی وہاں مسجد موجود ہے جس کا نام مسجد غمامہ ہے بادلوں والی مسجد کے نام سے مشہور ہے اللہ کے رسول وہاں پر جا کر بارش کی بھی دعا کرتے تھے اور اسی جگہ حضور نماز عید پڑھتے تھے۔

محبوب عید پڑھنے کے لیئے آئے جب حضورؐ عید گاہ کے قریب پہنچے حدیث میں آتا ہے دونوں شاہزادے حسنین کریمین حضورؐ کے ساتھ تھے جوں ہی عید گاہ کے قریب آئے باہر چھوٹے بچے کھیل رہے تھے محبوب بچوں کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں ایک بچے کے قریب آئے دیکھا اجڑے ہوئے کپڑے ہیں، بکھرے ہوئے بال ہیں، چہرہ مرجھایا ہوا ہے، سر نیچے کر کے آنکھوں میں آنسو کی برسات ہے۔ رو رہا ہے۔ حضورؐ جب اس کے قریب آئے فرمایا بیٹے سب خوشی کر رہے ہیں تو کیوں رو رہا ہے تین مرتبہ حضور ﷺ نے پوچھا حضور ﷺ نے اپنا رحمت والا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا ہاتھ رکھا تو بچہ پھوٹ پڑا چیخ مار کر کہتا ہے محبوب کیا بتاؤں ابا نہیں جو کپڑے لے دے۔ اماں نہیں جو منہ دھلائے۔ لاوارث ہوں میرا کوئی پرسان حال نہیں۔

یتیم شانہ رسالت ماب پر

حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ نے حسنین کریمین کو اٹھا رکھا تھا دونوں نواسوں کو پیغمبر نے زمین پہ اتار دیا فرمایا شاہزادے آج تک یہ کندھے تمہارا حق تھے اب یہ تمہارا حق نہیں۔ یہ یتیم کا حق بن چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس یتیم کو اٹھایا گھر لے گئے جا کر فرمایا عائشہ روزانہ رو کر کہتی تھی اللہ مجھے کوئی بچہ دے۔ اللہ نے تجھے نرینہ اولاد نہیں دی دیکھ میں خدا سے تیرے لیئے ایک بچہ لے کر آیا ہوں۔ پانی بھر کے لاؤ میں اس بچے کو نہلاؤں۔ تو پانی ڈال میں اس کے جسم کو مل مل کر صاف کروں۔ امی کہتی ہیں میں پانی ڈالتی تھی حضور اس کو ملتے تھے اس بچے کو نہلایا گیا صحابہ انتظار میں ہیں حضور نماز پڑھائیں پیغمبر فرماتے ہیں جب تک یتیم کی عید نہیں ہوتی مصطفیٰ کی عید

نہیں ہوتی۔ تم بھی عید گاہ میں یاروں کو بھیج کر کہتے ہو محبوب تو دور بیٹھا ہے تیرے بغیر میری عید نہیں۔ نبی کہتے ہیں یتیم کے بغیر مجھ محمد کی عید نہیں۔ حضور ﷺ نے اس کو قریب کیا توجہ کریں حضور ﷺ نے سرمہ منگوا کر اس کی آنکھوں میں ڈالا۔ محبوب نے خود اس کے سر پر تیل لگایا۔ کنگھا دیا۔ فرمایا عائشہ! میری بیٹی فاطمہ کو بلا ان کو کہو حسن کے کپڑوں میں سے ایک جوڑا دے دے جو کل شاہزادہ کپڑے پہنا کرتا تھا آج وہ کپڑے یتیم محمد کے سامنے پہنے۔ کپڑے پہنائے رات کو دودھ میں کھجوریں بھگو کے رکھی تھیں وہ خود اپنے ہاتھوں سے بچے کو کھلائیں عجیب جملہ فرمایا اس بچے کا نام تھا بِشَرُ فرمایا یا بشر اما ترضی ان اکون ابوک وامک عائشہ کیا تو اس پر راضی نہیں میں محمد تیرا ابا بن جاؤں عائشہ تیری اماں بن جائے۔

مسلمانو! اس بچے جیسا خوش نصیب کون ہوگا مصطفیٰ جس کے ابا ہوں عائشہ جس کی اماں بن جائے۔ پھر حضور ﷺ نے ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا: فرمایا بیٹے پچھلے سال جب تو عید پر گیا تھا تیرے ابو زندہ تھے کہا اللہ کے رسول زندہ تھے۔ فرمایا یہ بتا باپ تجھے کی نماز کے لیئے انگلی پکڑ کر لے گیا تھا یا کندھے پر بٹھا کے لے گیا تھا۔ جو انداز تیرے باپ کا تھا آج میں محمد اسی طریقے سے لے جاؤں گا۔ بچے نے کہا محبوب میں تو اس کے کندھے پر بیٹھا تھا۔ فرمایا پھر محمد تجھے پیدل نہیں چلائے گا حضور ﷺ نے حسن اور حسین کو پیدل چلایا۔ یتیم کو کندھے پہ بٹھایا۔

دنیادار جاگیردارو! اپنی اولاد سے پیار کرنے والو! میرے پیغمبر کی حدیث سینے پہ لکھ لو فرمایا کسی یتیم کے ہوتے ہوئے بیٹے سے پیار نہ کرنا کہیں یتیم یہ سوچ کاش آج ابا ہوتا مجھ سے بھی یوں پیار کرتا اس کی اگر آہ نکلی وہ بے نیاز ہے تیرا جنازہ اٹھوا کے تیرے بچوں کو در در کے دھکے نہ دلوا دے۔ حسن اور حسین کو پیدل چلایا یتیم کو کندھے پہ اٹھا لیا۔ جا کر وہاں بچوں میں چھوڑا فرمایا بیٹے کھیلو جب تک تجھے کھیلتا نہیں

Scanned by CamScanner

دیکھوں گا میں عیدگاہ میں نہیں جاؤں گا وہ بچہ جب بچوں میں گیا سارے بچے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ تو وہی ہے۔ تیرے کپڑے میلے تھے۔ پراگندہ بال تھا۔ تیرا منہ دھلا ہوا نہیں تھا۔ یہ خوشبو کہاں سے لگائی ہے؟ اتنے اچھے کپڑے کہاں سے پہن کر آئے ہو؟ تیرے ابا کا نام کیا ہے؟ وہ بچہ سر فخر سے بلند کر کے کہتا ہے بھائیو! مجھے مبارک پیش کرو میں کچھ دیر پہلے یتیم تھا اب میں یتیم نہیں میرا ابا محمد کریم بن چکے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے جتنے بچے تھے چیخیں مار مار کے روتے تھے کہتے تھے کاش آج ہم بھی یتیم ہوتے تو ہمارے ابا محمد رسول اللہ ﷺ ہوتے صرف یہ عید یتیموں کی عید ہے غریبوں کی عید ہے صرف سرمایہ داروں کی عید نہیں اسلیئے اس کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

عید انعامات الٰہی کی بارش کا دن

حضرات محترم عید سعید کے مبارک دن میں اللہ تعالٰی کی رحمت بندوں کی طرف اتنی متوجہ ہوتی ہے۔ کہ اعلان ہوتا ہے میرے بندے آج نماز فجر کے بعد اشراق کا انتظار نہ کر بلکہ آج اس کی چھٹی ہے پڑھو گے تو گناہ گار ہو گے۔

اچھے کپڑے پہنو! نہاؤ، صاف ستھرا لباس پہن کر خوشبو لگا کر پہلے اللہ تعالٰی کی ضیافت قبول کرو۔ یعنی کچھ کھا پی کر عیدگاہ کی طرف جاؤ۔

اذان و تکبیر نہ ہونے کی حکمت

عیدگاہ پہنچ گئے امام خطیب آ گیا۔ عید کی نماز جمعہ کا نمونہ ہوتی ہے۔ مگر اس میں آج حکم ہے کہ جمعہ سے پہلے بلکہ ہر نماز سے پہلے اذان ہوتی ہے تکبیر ہوتی ہے۔

مگر آج مؤذن کو اذان اور تکبیر کی اجازت نہیں۔ اللہ کی شان کریمی اتنا انتظار نہیں کرتی جتنی دیر تکبیر اور اذان ہو بلکہ اس سے بھی پہلے بندہ اپنے مالک کے حضور سر بسجود ہو مالک عطا کرنا چاہتا ہے۔

خطبہ بعد میں ہونے کی حکمت

جمعہ کے دن خطبہ پہلے ہوتا ہے نماز بعد میں ہوتی ہے مگر آج رب العزت کی شان کریمی کا فیصلہ ہے کہ خطیب صاحب! خطبہ نماز کے بعد پڑھ لینا پہلے میرے بندے میری بارگاہ میں اپنی جبین نیاز جھکالیں میں ان پر انعام کی بارش کرلوں۔

تکبیرات زوائد کی حکمت

امام اور مقتدی دونوں رکعتوں میں 1 زائد تکبیرات کہہ کر اللہ کی کبریائی کا

---

1 نماز عید کا طریقہ دوسری عام نمازوں کی طرح ہے۔ فرق صرف اس میں اتنا ہے کہ اس میں چھ زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ جن کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لیں اور ثنا پڑھیں، ثنا کے بعد تین تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، تیسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لیں۔ پھر دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد اور رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہیں ہر تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہتے ہوئے سیدھا رکوع میں چلے جائیں۔

تکبیرات عیدین چھ ہیں ان کا ثبوت ہمیں احادیث مقدسہ سے واضح ملتا ہے چند احادیث پیش ہیں۔

(1) ابو عبدالرحمان قاسم فرماتے ہیں مجھے اصحاب محمد ﷺ میں سے بعض نے بتایا کہ نبی پاک ﷺ نے ہمیں نماز عید پڑھائی اس میں آپ نے چار چار تکبیریں کہیں۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر رخ منور ہماری طرف کر کے فرمایا بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی تکبیروں کی طرح چار ہیں۔ آپ نے انگوٹھا بند کر کے چار انگلیوں کیساتھ اشارہ بھی فرمایا۔ (طحاوی ص 439 ج 2)

(2) ابو عائشہ فرماتے ہیں کہ سعید بن العاص (گورنر کوفہ) نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں تکبیریں کیسے کہتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے جواب دیا کہ آپ جنازہ کی تکبیروں کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا۔ پھر ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا جب میں بصرہ کا حاکم تھا تو اسی طرح عیدین کی تکبیریں کہتا تھا۔ (ابوداؤد ص 163 ج 1، مصنف ابن ابی شیبہ ص 78 ج 2)

(3) ایک اور واقعہ جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد جلیل القدر تابعی علقمہ اور اسود ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ (باقی حاشیہ صفحہ 87 پر)

اعلان کرر ہے ہیں جیسے کوئی غریب سائل اور منگتا اپنے آقا یا داتا، کی بہت زیادہ اس کی تعریف کرتا ہے، اس کا شکریہ ادا کرتا ہے، یہاں مؤمن بندہ بھی اللہ اکبر۔ بار بار کہہ کر اپنی عاجزی اور اللہ کی کبریائی کا اعلان کرتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ 86) آپ کے پاس حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت حذیفہؓ بھی موجود تھے۔ سعید بن العاص نے تکبیرات عیدین کے متعلق پوچھا حضرت حذیفہؓ نے کہا ابوموسیٰ اشعریؓ سے پوچھئے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھئے کیونکہ وہ ہم میں سے پیغمبرؐ کے زیادہ صحبت یافتہ اور زیادہ علم والے ہیں۔ چنانچہ اس نے حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا، آپ نے فرمایا چار تکبیریں کہتے (یعنی تکبیر تحریمہ سمیت) پھر قراءۃ کرے اور تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں کھڑا ہو کے پہلے قراءۃ کرے پھر چار تکبیریں کہے۔ (رکوع کی تکبیر سمیت) (مصنف عبدالرزاق ص 293 ج 3)

(4) حضرت کردوسؒ فرماتے ہیں کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت حذیفہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہم کے ہاں عشاء کے بعد ایک آدمی بھیج کر مسئلہ پوچھا کہ مسلمانوں کی نماز عید کا طریقہ کیا ہے؟ سب نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ سائل نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ امام بحالت قیام چار تکبیریں کہے (تکبیر تحریمہ سمیت) پھر فاتحۃ الکتاب اور مفصلات میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے (تکبیر رکوع سمیت) ان میں سے آخری تکبیر میں رکوع کرے۔ پس عیدین کی دونوں رکعتوں میں (بحالت قیام) یہ نو تکبیریں ہیں (جن میں سے پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں ہیں) (معجم کبیر طرانی ص 350 ج 9)

(5) علقمہؒ اور اسودؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عیدین میں نو تکبیریں کہتے تھے۔ چار قرأۃ سے پہلے۔ پھر قرأۃ کے بعد تکبیر کہتے اور رکوع کرتے۔ دوسری رکعت میں پہلے قراءۃ کرتے پھر قراءۃ سے فارغ ہو کر چار تکبیریں کہتے (تکبیر رکوع سمیت) پھر رکوع کرتے۔ (مصنف عبدالرزاق ص 293 ج 3)

(6) حضرت قتادۃؒ تابعی فرماتے ہیں کہ (بدری صحابی) حضرت جابر بن عبداللہ اور (جلیل القدر تابعی) بن سعید بن المسیبؒ نے فرمایا نماز عید میں نو تکبیریں ہیں اور دونوں قرأتیں لگاتار ہیں یعنی ان کے درمیان تکبیرات نہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ص 79 ج 2)

(7) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، حذیفہ بن الیمانؓ، عقبہ بن عامرؓ، عبداللہ بن الزبیرؓ، ابومسعود بدریؓ، ابوسعید خدریؓ براء بن عازبؓ، عمر بن الخطابؓ، ابوہریرہؓ، تابعین میں سے حسن بصریؒ، محمد بن سیرینؒ، سفیان ثوریؒ، اسعد بن یزیدؒ مسروق، علقمہ۔ (باقی حاشیہ صفحہ 89 پر)

تکبیرات تشریق کا حکم

محترم دوستو! دونوں عیدوں میں تکبیرات تشریق اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر وللہ الحمد۔ پڑھنے کا حکم ہے بڑی عید پر بلند آواز سے اور عید الفطر میں آہستہ آواز سے۔ یہ کلمات راستہ میں آتے جاتے پڑھنے کا حکم دیا۔ اس عیدگاہ میں جب تک امام نہ آجائے پڑھتا رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ 188) نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تمام شاگرد اور تمام اہل کوفہ چھ زائد تکبیروں کے قائل و عامل تھے (اتحاف السادۃ شرح احیاء العلوم ص 397 ج 3) فریق ثانی (اہل حدیث) جن احادیث کا سہارا لیتے ہیں انتہائی کمزور ہیں۔ چند روایات بطور نمونہ ناظرین و قارئین کے پیش خدمت ہیں۔

(1) ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی کے حوالہ سے صلوٰۃ الرسول ص 411 پر عن کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے حدیث نقل کی ہے جس میں عیدین کی پہلی رکعت میں سات تکبیروں کا اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیروں کا ذکر ہے۔ لیکن یہ روایت انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں کثیر بن عبداللہ راوی ضعیف ہے (1) ابوداؤدؒ نے کہا یہ کذاب ہے (2) امام شافعیؒ نے فرمایا یہ جھوٹ کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔ (3) ابن حبان نے کہا کہ اس کے پاس عن ابیہ عن جدہ کی احادیث کا ایک مجموعہ ہے جس کا کتب حدیث میں ذکر کرنا یا اس سے روایت کرنا جائز نہیں مگر بطور تعجب (4) امام نسائی (5) اور امام دارقطنی نے فرمایا متروک الحدیث (6) امام یحییٰ بن معین نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں (7) امام احمد بن حنبل نے فرمایا منکر الحدیث لیس بشی (اتحاف السادۃ ص 398 ج 3)

(2) صلوٰۃ الرسول کے ص 412 پر بغیر سند کے ایک اور حدیث نقل کی ہوئی ہے۔ جس میں نبی پاک ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے عیدین میں بارہ تکبیریں کہنا نقل کیا ہے لیکن اس کی سند میں ابراہیم بن یحییٰ ضعیف ہے، امام مالکؒ فرماتے ہیں وہ نہ حدیث میں ثقہ ہے نہ دین میں۔ یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا کذاب یعنی بڑا جھوٹا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں محدثین نے اس سے حدیث لینا چھوڑ دیا ہے یحییٰ بن معین نے فرمایا یہ بہت بڑا جھوٹا رافضی ہے نیز تقدیر کا منکر تھا۔ امام علی بن مدینی اس کو کذاب کہتے ہیں۔ امام نسائی اور امام دارقطنی اسے متروک کہتے ہیں (میزان الاعتدال ص 57، 58 ج 1)

(3) ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ایک اور روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے اس کی سند میں عبداللہ بن عبدالرحمان الطائفی ضعیف ہے۔

(4) ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہی حضرت عائشہؓ سے حدیث ہے سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

(باقی حاشیہ صفحہ 190)

راستہ بدلنے کا حکم

حضرات والا! عیدگاہ میں آتے جاتے راستہ بدلنے کا حکم ہے۔ تا کہ یہ راستے بھی قیامت کے دن آپ کے ذکر کرنے کی گواہی دیں۔

نکتہ:۔ اگر کسی شخص کے گھر کا ایک ہی راستہ ہو تو وہ سنت کے مطابق دائیں طرف آئے اور جائے۔ تو ایک ہی سڑک کے دو راستے ہو جائیں گے اور سنت بھی ادا ہو جائے گی۔

حضرات والا! نماز عید کا طریقہ اور دیگر مسائل علماء کرام عیدگاہ میں بتا دیتے ہیں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ایک ضروری مسئلہ سن لیں عید کا خطبہ سنے بغیر کچھ لوگ اٹھکر چلے جاتے ہیں یادرکھیں عید کا خطبہ سننا واجب ہے۔ بلکہ ایک روایت میں ہے ایک عید سے دوسری عید تک تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ 189)

(5) ابن ماجہ میں سعید قرظی سے روایت ہے اس کی سند میں عبدالرحمان بن سعد بن عمار ضعیف ہے نیز شیخ محقق دوراں شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ غیر مقلدین سے چند سوالات کیا کرتے تھے۔ جو مندرجہ ذیل افادہ عام کیلئے نقل کئے جاتے ہیں، جو سد سکندر کا کام دیتے ہیں۔

1۔ کسی صحیح صریح، مرفوع حدیث سے ثابت کریں کہ بارہ تکبریں تکبیر تحریمہ اور رکوع کی دو تکبیریں ملا کر ہیں یا اس کے علاوہ ہیں؟

2۔ صحیح، صریح مرفوع، موضوع حدیث سے دو تکبیروں کے درمیان کا وقفہ بتائیں؟

3۔ زائد تکبیرات میں ہاتھ چھوڑ دیں یا باندھ لیں صحیح صریح مرفوع حدیث میں دکھائیں؟

4۔ اگر مقتدی نماز عید میں اسوقت شامل ہوا جب امام تکبیریں کہہ کر قراءۃ شروع کر چکا ہے؟ یا رکوع میں یا قومہ میں یا سجدہ میں یا تشہد میں شامل ہوا تو ہر صورت میں وہ تکبیریں کب کہے؟

5۔ اگر امام تکبیریں کہنا بھول گیا تو وہ تکبیریں یاد آنے پر کب کہے یا سجدہ سہو کرے؟ اور اگر بارہ تکبیریں بھولا ہے تو کتنے سجدے سہو کرے؟

خطبہ نمبر7

فضیلت دعا

Scanned by CamScanner

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَ جَوَاہِرِ الْحِکَمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ مَانَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ

امابعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ○

ترجمہ: اور جس وقت آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کرتے ہیں پس بے شک میں قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارے۔ پس چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ رشد و بھلائی پائیں۔

درود شریف پڑھ لیں۔

قابل صد اعزاز و تکریم بزرگو دوستو، بھائیو!

رمضان المبارک کی اہم عبادات میں سے ایک عبادت دعا ہے۔ اسلئے جس آیت کریمہ کا میں نے سہارا لیا ہے یہ آیت مبارکہ قرآن کریم میں احکام رمضان کے درمیان واقع ہے۔ تا کہ بندہ جہاں اور بہت سی عبادات کرتا ہے وہاں دعا بھی ایک اہم عبادت ہے جو ہر عبادت کا نچوڑ اور خلاصہ و مغز دعا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقدس ارشاد ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یعنی جس عبادت کے بعد دعا نہیں گویا آپ نے ”عبادت بغیر نتیجہ حاصل کئے ترک کر دی۔

حضرات محترم! اس آیت کے شان نزول میں کئی واقعات کتب احادیث و تفاسیر میں درج ہیں۔ جن میں ایک یہ بھی ہے کہ کچھ صحابہ کرام ﷺ نے سوال کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارا مالک ہمارا پروردگار ہمارا رب کہاں ہے ہم اسے کیسے پکاریں اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری۔

ایک روایت ابن عساکر نے سیدنا علی المرتضی ؓ کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دعاؤں میں کمی نہ کیا کرو۔ خوب دعائیں مانگا کرو۔ پھر اللہ کے محبوب نبی ﷺ نے یہ آیت مزکورہ پڑھی ابن عباس ؓ کی روایت ہے کہ یہود مدینہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا رب تو عرش پر ہے عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے، ہر آسمان کا دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے تو پھر اپنے رب کو کیسے پکاریں وہ ہماری پکار کیسے سنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد.

کہ میں تو تمہاری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں، ہر وقت ہر لمحہ ہر آن جب بھی کوئی پکارنے والا پکارتا ہے اس کی پکار کو سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔

بشرطیکہ قبولیت دعا کے جو آداب و احکام ہیں ان کو پورا کیا جائے۔

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر دعا قبول کرتا ہے لہٰذا گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کیا کرو۔ اور دعا میں جلدی نہ مچایا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی جلدی مچانا کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا کی اور قبولیت میں جلدی چاہی اور اللہ کا شکوہ کیا کہ میں نے دعا مانگی تو نے قبول نہیں کی اسلئے پھر دعا مانگنا چھوڑ دی۔

حضرات محترم! یہ کتنی نالائقی ہے کہ بندہ اپنے رب سے اس غصے سے مانگنا چھوڑ دے کہ میری دعا کیوں قبول نہیں ہوئی، اس میں اللہ کی شان جلالت میں کیا فرق آئے گا، اپنا ہی کچھ گنوائے گا۔

Scanned by CamScanner

حضرات والا! بچہ بعض دفعہ اپنے جذبات سے بہت کچھ مانگتا ہے مگر والدین ہی بہتر سمجھتے ہیں کہ بچے کو کتنے پیسے دینے چاہئیں اور کتنے پر اس کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ اور بعض دفعہ کی خواہش کو پورا کرنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ مگر بچہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ تو والدین سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ یاد رکھو دعا کسی حالت میں رد نہیں ہوتی بشرطیکہ مانگنے کا سلیقہ آتا ہو: یا تو وہ دعا قبول ہوتی ہے یا اس سے بہتر اللہ عطا کرتے ہیں، یا اس کے بدلے جنت میں جو ملے گا وہ سب سے افضل و برتر ہوگا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت تفسیر مظہری میں سب سے عجیب ہے کہ اللہ کا کوئی گنہگار، مجرم، نافرمان اگر دعا کرے تو اللہ تعالیٰ جلدی قبول کرتے ہیں۔ اللہ کو یہ پسند نہیں کہ اس کا تعلق اللہ سے رہے اسلئے اس کی دعا کو قبول کر لیتے ہیں اور وہ بندہ یاد حق تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی مقرب الٰہی اور محبوب بندہ اللہ کے حضور رو کر، گڑگڑا کر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی آواز اس کا انداز، اس کا سوز و گداز بہت پسند آتا ہے پھر اللہ اس کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کرتے ہیں تا کہ میرا بندہ خوب روئے تڑپے مانگے۔ آخر اس محبوب بندے کی دعا قبول ہو ہی جاتی ہے۔ ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف میں سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! تمہارا پروردگار، بہت حیا والا ہے بڑے فضل و کرم والا ہے۔ جب کوئی بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے تو اس مالک کو شرم آتی ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹائے، پھر اللہ ضرور بالضرور اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں۔

سامعین محترم! یہ پھر یاد رکھئے کہ دعا صرف پڑھنی ہی نہیں بلکہ پورے عجز و نیاز، تواضع، منکسر المزاجی اور اخلاص للّٰہیت سے سائل بن کر عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی اداؤں سے اپنی زبان سے اپنے بیان سے اپنے لہجہ سے رو کر اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنا کر اس نیت سے دعا کرے کہ میرا رب سخی داتا ہے ہر حال میں قبول کرتا ہے اور سنتا ہے۔ آج ہم لوگ دعا مانگتے نہیں صرف الفاظ پڑھ کر منہ پر

ہاتھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

یہ ایک حقیقت ہے کہ

سائل کو گلہ ہے کہ میرا مدعا ملتا نہیں
دینے والا دے کسے دست دعا ملتا نہیں

حضرات محترم! اب میں پہلے آداب دعا بیان کرتا ہوں، پھر ان لوگوں کا ذکر جن کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ پھر ان اوقات و مقامات کا ذکر جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔

اس کے بعد قرآنی دعائیں، پھر نبوی دعائیں عربی اور اردو ترجمہ سمیت اور آخر میں اردو عام فہم زبان میں دعا ہوگی اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی بارگاہ سے مانگنے کا قرینہ و سلیقہ نصیب کرے آمین ثم آمین۔

حضرات محترم! آپ سب حضرات اپنی دعاؤں میں اس سیہ کار کو بھی شامل رکھیں میرے مدرسہ کی ترقی، میری جماعت مجلس علماء کے عروج کیلئے بھی دعا کریں اور بالخصوص میری اولاد چار بچیوں اور تین بیٹے حافظ محمد احمد ندیم، سعد اللہ ندیم، اسعد اللہ ندیم کو اللہ تعالیٰ اپنے دین متین کی عالی محنت کے لئے قبول کرے ان کو عالم باعمل، حافظ، قاری، مجاہد فی سبیل اللہ، مخلص، معلم، مبلغ بنائے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لئے چن لے آمین ثم آمین۔

دعا و آداب دعا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کیلئے دعا کے دروازے کھول دیئے گئے اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

Scanned by CamScanner

آداب

حلال کما کر دعا کرنا

حلال کھا کر دعا کرنا

اخلاص کے ساتھ دعا کرنا

اپنے کسی نیک کام کا نام لیکر دعا کرنا

پاک وصاف ہوکر دعا کرنا

باوضو ہوکر دعا کرنا

قبلہ رخ ہوکر دعا کرنا

دوزانو بیٹھ کر دعا کرنا

دعا کے اول وآخر میں اللہ کی حمد وثنا پڑھ کر دعا کرنا

اول آخر درود پڑھ کر دعا کرنا

دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا

دونوں ہاتھ مونڈوں تک اٹھا کر دعا کرنا

ادب اور تواضع سے بیٹھ کر دعا کرنا

اپنی محتاجی اور عاجزی کو بیان کر کے دعا کرنا

اللہ پاک کے اسماء الحسنٰی پڑھ کر دعا کرنا

اللہ کی صفات عالیہ یاد کر کے دعا کرنا

دعا کرتے وقت انبیاء علیہم السلام کے توسل سے دعا کرنا

مقبول اور صالح کے توسل سے دعا کرنا

آواز پست کر کے دعا کرنا

منقول مسنون دعاؤں سے دعا کرنا

اپنی دینی حاجات کے لیئے دعا کرنا

اپنی دنیاوی حاجات کے لئے دعا کرنا

پہلے اپنے لئے دعا کرنا

پھر والدین کے لئے دعا کرنا

دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرنا

حالت امامت میں شرکاء جماعت کے لئے دعا کرنا

عزم کے ساتھ دعا کرنا

رغبت اور شوق کے ساتھ دعا کرنا

حضور قلب کے ساتھ دعا کرنا

تکرار کر کے دعا کرنا

الحاح واصرار کر کے دعا کرنا

کسی بھی گناہ کے لئے دعا نہ کرنا

قطع رحمی کی دعا نہ کرنا

کسی محال چیز کی دعا نہ کرنا

رحمت خدا کو صرف اپنے لئے مخصوص کر کے دعا نہ کرنا

اپنی سب حاجات اللہ سے طلب کر کے دعا کرنا

مخلوق پر بھروسہ نہ کر کے دعا کرنا

اختتام دعا پر آمین کہنا

مقبولیت دعا میں جلدی نہ کرنا

دعا کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرنا۔

حضرات محترم!

وہ لوگ جن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے

مصیبت زدہ کی دعا قبول ہوتی ہے

مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے

مظلوم اگر فاسق فاجر ہو تو اس کی بھی دعا قبول ہوتی ہے

والد کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے

والدہ کی دعا اولاد کے حق قبول ہوتی ہے

Scanned by CamScanner

عادل بادشاہ کی دعا قبول ہوتی ہے
فرمانبردار اولاد کی دعا والدین کے حق میں قبول ہوتی ہے
مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے
روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے
مسلمان کی غائبانہ دعا دوسرے مسلمان کے حق میں قبول ہوتی ہے
حجاج کرام کی دعا قبول ہوتی ہے

حضرات محترم!

قبولیت دعا کے اوقات ومقامات

رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے
یوم عرفہ کی دعا قبول ہوتی ہے
عیدین کی راتوں کو دعا قبول ہوتی ہے
رمضان المبارک میں ہر وقت دعا قبول ہوتی ہے
شب جمعہ میں دعا قبول ہوتی ہے
روز جمعہ میں دعا قبول ہوتی ہے
شب برأت میں دعا قبول ہوتی ہے
ہر رات میں دعا قبول ہوتی ہے
رات کی آخری تہائی میں دعا قبول ہوتی ہے
آدھی رات کو دعا قبول ہوتی ہے
امام کا خطبہ شروع کرنے سے فراغت نماز تک دعا قبول ہوتی ہے
خطیب کی دعاؤں پر آمین کہنے سے دعا قبول ہوتی ہے
عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کے وقت میں دعا قبول ہوتی ہے
اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
مجلس ذکر میں دعا قبول ہوتی ہے

اذان واقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے
جہاد میں صف بندی کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے
تلاوت قرآن کے بعد دعا قبول ہوتی ہے
اختتام قرآن کے موقعہ پر دعا قبول ہوتی ہے
آب زم زم پیتے وقت دعا قبول ہوتی ہے
جو شخص نزع کی حالت میں ہو اس کے قریب بیٹھ کر دعا مانگنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔
مرغ کی آواز کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
مسلمانوں کے اجتماع کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
امام کے ولا الضالین کہنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
اقامت نماز کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
بارش کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان والی جگہ میں دعا قبول ہوتی ہے
میزاب رحمت کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے
بیت اللہ کے اندر دعا قبول ہوتی ہے
چاہ زم زم کے پاس دعا قبول ہوتی ہے
صفاء اور مروہ پر دعا قبول ہوتی ہے
سعی کرنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
مقام ابراہیم پر دعا قبول ہوتی ہے
عرفات "مزدلفہ" اور منیٰ میں دعا قبول ہوتی ہے
تینوں جمرات کے پاس دعا قبول ہوتی ہے
حضور ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس دعا قبول ہوتی ہے

Scanned by CamScanner

قرآن مجید کی بابرکت دعائیں

(۱) دونوں جہان کے حصول خیر و برکت کی دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی خیر و برکت عطا فرما اور آخرت میں بھی ہم کو بھلائی دے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا۔

ایسی جامع و ہمہ گیر دعا کی نظیر سے دوسرے ادیان وملل کے صحیفے خالی ہیں۔ اس دعا میں دونوں جہان کی بھلائی طلب کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اس دعاء کی فضیلت خود حق تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔

(۲) بخشش ورحم کی دعاء

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۝

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو ہم کو نہ بخشے اور رحم نہ فرمائے تو ہم خسارہ میں پڑ جائیں گے۔

یہ دعا حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو تعلیم کی گئی تھی۔ یہ اس وقت کی دعاء ہے جب کہ یہ جنت سے اتارے گئے تھے۔ آخر جب مدتوں آہ وزاری کرتے رہے تو اس دعاء کی برکت سے ان کا قصور معاف ہوا۔ اس مناجات اور دعا میں ادب اور استغفار کی تعلیم سارے انسانوں کیلئے قیامت تک ہے۔

(۳) دشمن پر فتح کی دعاء

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ

اے ہمارے پروردگار ہمارے اوپر صبر ڈال دے اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ہمیں غالب کر کافر لوگوں پر

اس دعا کی بدولت قوم طالوت نے باوجود قلت کے لشکر جالوت پر فتح پائی۔ اہل اسلام کو اعدائے دین کے ساتھ جنگ میں یہ دعاء پڑھنی چاہئے۔

(۴) دعائے بخشش وکامیابی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ٚ وَاغْفِرْ لَنَا ٚ وَارْحَمْنَا ٚ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ

اے ہمارے پروردگا ہم پر گرفت نہ فرما اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ڈالا تھا ان لوگوں پر جو ہم سے پیشتر تھے۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ نہ اٹھوا جس کی برداشت ہم سے نہ ہو۔ اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہم کو غالب کر کافر لوگوں پر۔

یہ مومنین کو جامع وکامل دعاء کی تعلیم ہے۔ یہ دعاء کمال عبدیت کی مظہر ہے۔ سورۂ بقرہ کی اس خاتمہ کی آیت کی بہت فضیلت حدیث میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص خزانے میں سے ایک یہ آیت ہے حدیث میں ہے کہ اس دعاء کی ہر درخواست پر حق تعالیٰ نے ثم قبلت فرمایا۔ یعنی ہم نے قبول کیا۔

(۵) دعائے استقامت

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھا مت کر بعد اس کے کہ تو ہم کو ہدایت دے چکا ہے اور اپنی جانب سے رحمت ہم کو عطا فرما بیشک تو بہت دینے والا ہے۔

Scanned by CamScanner

اس دعاء میں استقامت حق کی تعلیم ہے۔ اس کو ضرور ورد میں رکھنا چاہئے۔ اس کے ورد سے ہدایت پر استقامت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت تھانویؒ نے اعمال قرآنی میں لکھا ہے کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد اس کو پڑھ لیا کرے وہ دنیا سے انشاء اللہ تعالیٰ با ایمان اٹھے گا۔

(۶) دعائے طلب مغفرت

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ہیں۔ پس بخش دے ہمارے گناہ اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے

نیک مومنین صالحین کی دعا ہے جس کی تعریف خود حق تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

(۷) دعائے ایمان و مغفرت

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

اے ہمارے رب تو نے یہ عبث پیدا نہیں کیا تو پاک ہے پس بچا ہمیں دوزخ کے عذاب سے اے رب ہمارے تو جسے دوزخ میں ڈالے تو ضرور اسے رسوا کر دیا اور سیہ کاروں کا کوئی ساتھی نہیں اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے کو ایمان کے

لئے پکارتے ہوئے سنا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیوں کو اتار دے اور ہمارا نیکوں کے ساتھ خاتمہ کر اے رب ہمارے دے ہمیں جو اپنے رسولوں کی معرفت تو نے ہم سے وعدہ کیا اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمائیں جیسا کہ اس کے بعد فاستجاب فرمایا اس کے پڑھنے والوں کی تعریف حق تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اور اجابت کا وعدہ کیا ہے۔

(۸) دعائے صبر و استقامت

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ

اے ہمارے رب تو ہم پر صبر ڈال دے اور حالت اسلام پر موت دے۔

موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جو جادوگر آئے تھے جب وہ ایمان لے آئے تھے اور فرعون نے ان کو قتل کی دھمکی دی تھی تو انہوں نے ایمان پر ثابت قدمی کی توفیق اللہ سے طلب کی تھی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

(۹) دعائے مغفرت و رحمت و فلاح دارین

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ

تو ہی ہمارا مددگار ہے۔ پس بخش دے ہم کو اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ ہمارے حق میں بھلائی لازم کر دے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ہم تو تیرے ہی آگے

جھک گئے ہیں۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے۔

(۱۰) دعائے مغفرت

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

ہم نے سنا اور مانا۔ اے ہمارے رب تیری ہی بخشش ہے اور تیری طرف لوٹنا ہے۔

یہ رسولوں اور مومنوں کی دعا ہے۔

(۱۱) دعائے عزت و آبرو و ادائے قرض

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اے اللہ ملک کے مالک۔ تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔ اور جسے چاہے عزت دے۔ اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اس کے پڑھنے سے بادشاہت باعزت ملے گی۔ حضرت تھانویؒ نے اعمال قرآنی میں لکھا ہے کہ ادائے قرض کے لئے سات بار صبح اور سات بار شام پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قرض ادا ہو جائے گا۔

(۱۲) دعا برائے طلب اولاد

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

اے میرے پروردگار تو مجھ کو عطا فرما اپنی جانب سے نیک اولاد۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے طلب اولاد کے لئے یہ دعا مانگی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ حضرت تھانویؒ نے اعمال قرآنی میں لکھا ہے کہ جس کو اولاد سے مایوسی ہو گئی ہو اس آیت کو پڑھا کرے۔ خداوند کریم اس کی برکت سے اولاد صالح عطا فرمائے گا۔

(۱۳) کامیابی اور فتح کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اے ہمارے رب ہماری خطائیں معاف کر اور ہماری بے اعتدالیوں کو نظر انداز فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دعا ہے۔ جنگ کے وقت اس دعا کو پڑھنا چاہئے۔

(۱۴) دعائے قبول ایمان

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

اے ہمارے رب ہم نے مان لیا جو کچھ آپ نے نازل فرمایا اور اس رسول کی پیروی کی تو ہم کو لکھ لیجئے گواہوں کے ساتھ۔

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی دعا ہے۔

(۱۵) دعائے رہائی از ظالم

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا

اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے باشندے سخت ظالم ہیں۔ اور ہمارے لئے اپنی قدرت سے کوئی

Scanned by CamScanner

دوست پیدا کردے اور ہمارے لئے اپنی قدرت سے کوئی حمایتی کھڑا کردے۔

یہ مکہ کے مظلوم کمزور مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کی دعا ہے جو کفار مکہ کے نہ دفع ظلم ہی پر قادر تھے اور نہ ہجرت پر۔ یہ ان کی مناجات اور فریاد ہے۔ ظالموں سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہ دعا مجرب ہے اس قرآنی دعا کی خاصیت حضرت تھانوی نے اعمال قرآنی میں اس طرح لکھی ہے کہ اگر کسی ظالم یا بدکار کے شہر یا موضع میں گرفتار ہو اور وہاں سے نجات مشکل ہو تو اس آیت کو کثرت سے پڑھا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی رہائی کے لئے دعاء مانگے۔ انشاء اللہ ضرور رہا ہو جائے گا۔

(۱۶) دعائے رزق

اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

اے اللہ ہم پر آسمان سے رزق کا دستر خوان نازل فرما جو ہمارے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے عید ہو اور تیری نشانی ہو اور تو ہم کو روزی دے اور تو سب روزی دینے والوں سے بہتر ہے۔

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جو اپنی امت کے لئے طلب رزق کے لئے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور ان کے لئے آسمان سے دستر خوان نازل ہوا کرتا تھا۔ طلب رزق کے لئے یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

(۱۷) دعائے قبول ایمان

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ پس تو ہم کو تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے۔

قبولیت اسلام کے بعد یہ دعا بادشاہ نجاشی شاہ حبشہ اور ان کے درباریوں نے کی تھی۔

(۱۸) دعاء قبولیت توبہ

سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

آپ کی ذات پاک ہے۔ میں نے توبہ کی آپ کی طرف اور میں سب سے پہلے یقین لایا۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے۔ جب آپ کوہ طور پر تجلی الٰہی سے بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے جب اٹھے اور ہوش میں آئے تو یہ دعا پڑھی۔

(۱۹) دشمنوں پر فتح کی دعا

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ

اے ہمارے رب تو فیصلہ فرما دے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف کے ساتھ اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعا ہے۔ جو حق تعالیٰ سے آپ نے اپنی قوم کے خلاف مانگی۔ جس پر قوم کے ایمان نہ لانے والے کافر عذاب سے ہلاک ہوئے۔

(۲۰) دعائے اعانت وحفاظت

اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

میرا حمایتی تو اللہ ہے جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ جس نے مجھ پر کتاب نازل کی وہی ساری دنیا کے مقابلے میں میری حمایت وحفاظت کرے گا کیونکہ حق تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی حفاظت واعانت کرتا ہے۔

Scanned by CamScanner

(۲۱) دعائے طلب حمایت ونصرت خداوندی

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

اللہ کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار ہے۔

یہ دعا حق تعالٰی نے مسلمانوں کو کفار سے جہاد کے وقت کے لئے تعلیم فرمائی کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ خدا کی مدد اور حمایت پر بھروسہ کر کے کفار سے جہاد کریں۔ کفار کی کثرت اور ساز وسامان سے مرعوب نہ ہوں۔

(۲۲) دعاء برائے رفع جملہ ہموم وغموم

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

کافی ہے مجھ کو اللہ۔ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔

یہ دعا حق تعالٰی نے حضور ﷺ کو تعلیم فرمائی کہ اگر آپ کی شفقت وخیر خواہی اور دل سوزی کی لوگ قدر نہ کریں تو کچھ پرواہ نہیں۔

اگر ساری دنیا بھی آپ سے منہ پھیرے تو تنہا خداوند قدوس آپ کو کافی ہے۔ کیونکہ زمین وآسمان کا مالک اور عرش عظیم کا مالک وہی ہے۔ ابوداؤد میں حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح وشام سات سات مرتبہ یہ پڑھ لیا کرے۔ خدوند کریم اس کے تمام ہموم وغموم کو کافی ہو جائے گا۔ اور حضرت ابودرداءؓ سے منقول ہے کہ جو شخص اس آیت کو ہر روز سو بار پڑھے تو تمام مہمات دنیا وآخرت کے لئے اس کو کافی ہے۔

(۲۳) دعائے نجات از غلامی ومحکومی

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب نہ آزما ہم پر زور اس

ظالم قوم کا اور چھڑا دے ہم کو مہربانی فرما کر ان کافر لوگوں سے۔

یہ قوم بنی اسرائیل کی دعا ہے جو فرعون کے ظلم وستم سے نجات ورہائی کے لئے دعا کرتے تھے۔ بالآخر حق تعالٰی نے ان کو غلامی ومحکومی سے نجات بخشی۔

(۲۴) سمندر یا دریا میں کشتی وجہاز میں سلامتی سفر کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور پھرنا تحقیق مرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ دعاء نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھی ایمان والوں کو تعلیم فرمائی کہ بنام خدا کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کچھ فکر نہ کرو اس کے نام کی برکت سے غرقابی کا کوئی اندیشہ نہیں وہ اپنے فضل سے ہم کو صحیح سلامت اتار دے گا۔ کشتی یا پانی کے جہاز پر سوار ہونے لگے تو اس آیت کو پڑھ کر سوار ہو۔ انشاء اللہ تعالٰی راہ کی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

(۲۵) دعاء سلامتی وحفاظت بروقت رخصت

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

سو اللہ بہتر ہے نگہبان محافظ اور وہی ہے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان۔

یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی دعا ہے۔ جو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی بن یامین کو رخصت کرتے وقت پڑھی تھی۔

(۲۶) سلامتی ایمان اور اسلام پر موت کی دعا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ

اے پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز

Scanned by CamScanner

ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ موت دے۔ مجھ کو اسلام پر اور ملا
مجھ کو نیک بختوں میں۔

یہ یوسف علیہ السلام کی دعا ہے۔

(۲۷) اولاد کے نمازی ہونے کی دعا

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ

اے میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز کا پابند رکھئے اور میری نسل میں سے بھی اے ہمارے رب ہماری دعا قبول کر۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ ایک نبی جلیل القدر اپنے حق میں بھی نمازی اور اپنی اولاد کے بھی نمازی ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

(۲۸) اپنے والدین اور تمام مومنین کی مغفرت کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

اے ہمارے پروردگار میری مغفرت کر دے اور میرے والدین کی اور ایمان والوں کی جس روز حساب قائم ہو۔

یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔

(۲۹) سفر شروع کرنے یا سفر سے واپس آنے کی دعا

رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

اے پروردگار مجھے پہنچائیو پہنچانے کے وقت خوبی کے ساتھ اور مجھے نکالتے وقت خوبی سے نکالیو۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے جو مکہ سے ہجرت کے وقت تعلیم فرمائی گئی تھی

بڑی مبارک دعا ہے جب کسی بستی یا شہر سے رخصت ہو یا کسی بستی اور شہر میں داخل ہو تو اس دعا کو پڑھے۔

(۳۰) دعائے طلب رحمت و کامیابی مقصد

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت و فضل عطا کر اور ہمارے لئے اس کام میں درستی کا سامان کر دے۔

یہ اصحاب کہف کی دعا ہے جب وہ دین کے فتنے کے خوف سے شہر چھوڑ کر اور اپنا دین سلامت لے کر پہاڑ کی غار میں جا کر چھپے تھے تو وہاں حق تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ہمیں مقصد میں بھی کامیاب فرما اور ہمارے لئے ذرائع اور سامان بھی اپنی مرضیات کے مطابق مہیا کر دے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اصحاب کہف کی مدد فرمائی جیسا کہ پندرھویں پارہ سورۂ کہف میں تفصیل سے ان کا قصہ بیان ہوا ہے۔

(۳۱) تبلیغ دین اور وعظ نصیحت کرنے والے کی دعا

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَ یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ

اے میرے پروردگار میرا حوصلہ اور فراخ کر دے اور میرا کام مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری زبان سے بستگی دور کر دے تاکہ لوگ میری بات خوب سمجھ سکیں۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بغرض تبلیغ دین جانے کا حکم ہوا تو تبلیغ میں انقباض اور مخالفت و تکذیب سے دل تنگ نہ ہونے کی دعا مانگی۔ یہ دعا دل کو روشن اور زبان میں قوت بیان پیدا کرنے کے لئے مجرب ہے۔

Scanned by CamScanner

(۳۲) بیماری سے صحت یاب ہونے کی دعا

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

اے رب مجھ کو تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہیں۔

یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا ہے جو آپ نے بیماری کی حالت میں کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور سب تکلیفیں دور فرما دیں۔

(۳۳) آیت کریمہ۔ ہر غم سے نجات کی دعا

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہی سب نقائص سے پاک ہے۔ بیشک میں ہی قصوروار ہوں۔

یہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے جو آپ نے شکم ماہی میں پہنچ کر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کی بہت فضیلت ارشاد فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا جو اس دعا کو پڑھے گا اس کی دعا قبول ہوگی۔ امت مسلمہ میں اس آیت کریمہ کے ورد کا معمول ہمیشہ سے رہا ہے اور شدائد و مصائب کے دفع کرنے کے لئے اس دعا کو ہمیشہ سے مجرب پایا ہے۔

(۳۴) دعائے طلب اولاد

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ

اے میرے پروردگار مجھ کو لاوارث مت رکھ اور بہترین وارث تو، تو خود ہی ہے۔

یہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا اولاد کے لئے ہے۔ آپ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ

گئے تھے مگر کوئی وارث جانشین اولاد نہ تھی اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

(۳۵) دعائے خیر و سلامتی

رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ

اے پروردگار مجھے برکت کا اتارنا اتاریو اور تو سب اتارنے والوں سے اچھا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ہمراہی ایمان لانے والوں کو یہ دعا تلقین فرمائی گئی تھی اس وقت پڑھنے کے لئے کہ جب طوفان کے بعد سلامتی سے زمین پر دوبارہ قدم رکھیں۔ یعنی جب کشتی خشکی پر ٹھہرنے کے قریب ہو۔ جب کسی نئی بستی یا نئے شہر میں داخل ہو تو پہلے اس دعا کو پڑھے۔

(۳۶) عذاب سے سلامتی اور حفاظت کی دعا

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

اے میرے پروردگار مجھے ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تلقین فرمائی گئی۔ مقصد یہ ہے کہ ہر مومن کو اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اردگرد کی پھیلی ہوئی برائیوں سے جب عذاب نازل ہونے لگے تو مجھے محفوظ اور مستثنیٰ کر دیا جائے ایسا نہ ہو کہ کہیں میں بھی لپیٹ میں آجاؤں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہاں محض واسطہ ہیں مقصود امت کو تعلیم دینا ہے۔

(۳۷) شیاطین اور ان کے وساوس سے حفاظت کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۙ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ

اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں

Scanned by CamScanner

اس سے کہ وہ یعنی شیاطین میرے پاس بھی آئیں۔

یہ استعاذہ حق تعالی نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے واسطہ سے آپ کی امت کو تعلیم فرمایا ہے چونکہ شیاطین کا ہجوم بیت الخلا میں رہتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کا معمول تھا کہ بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے یہ استعاذہ پڑھتے تھے۔ ہر مسلمان کو اس کا عامل ہونا چاہیئے۔ اور پاخانہ میں جانے سے قبل یہ دعا پڑھ کر بیت الخلاء میں داخل ہونا چاہئے۔

(۳۸) ایماندار بندوں کی دعا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور آپ تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہیں۔

حق تعالی نے اس دعاء کی تعریف فرمائی کہ دنیا میں میرے ایماندار بندے اس طرح دعا کیا کرتے تھے۔

(۳۹) طلب مغفرت ورحمت کی دعا

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

اے میرے پروردگار میری مغفرت کر اور میرے اوپر رحم کر اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہیں۔

یہ دعا، آنحضرت ﷺ کو تلقین فرمائی گئی اور آپ کے واسطے سے تمام امت مسلمہ کو تعلیم فرمائی گئی، طلب رحمت کی درخواست ہر حال اور ہر مقام کے لئے ہے۔

(۴۰) عذاب جہنم سے دور رہنے کی دعا

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا

اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیو کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے اور بیشک وہ جہنم برا ٹھکانہ ہے اور برا مقام ہے۔

یہ حق تعالی کے خاص بندوں کی دعا نقل فرمائی گئی ہے کہ جو راتوں کو نماز میں لگے رہتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں۔

(۴۱) اہل وعیال و متعلقین کے دیندار ہونے کی دعا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہم کو پرہیزگاروں کا سردار بنا دے۔

یہ بھی حق تعالی کے خاص بندوں کی دعا نقل فرمائی گئی ہے کہ جو اپنے بیوی بچوں کی دینداری اور پابند شریعت ہونا دیکھ کر اپنے دل کو باغ باغ رکھنا چاہتے ہیں۔

(۴۲) دعائے طلب حکمت

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ

اے میرے پروردگار مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔

(۴۳) دشمنوں سے نجات کی دعا

رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۚ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے میرے پروردگار میری قوم مجھے جھٹلا رہی ہے سو آپ ہی میرے اور ان کے درمیان ایک کھلا ہوا فیصلہ کر دیجئے اور مجھے اور میرے ساتھ جو ایمان والے ہیں انہیں نجات دیجئے۔

Scanned by CamScanner

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے۔ جو اپنی قوم کو ۹۵۰ برس تک تبلیغ فرماتے رہے۔ اور قوم نے نہ صرف تکذیب کی بلکہ ہر طرح کی آپ کو ایذائیں دیں۔ جب قوم کی حالت اتنے عرصہ دراز تک کہنے سننے سے درست نہ ہوئی اور ان کی ایذارسانی بہت ہی بڑھ گئی تو آپ نے یہ دعا بارگاہ الٰہی میں مانگی جس کے نتیجہ میں تمام کافر غرق آب ہو کر ہلاک ہوئے اور صرف مومنین کشتی میں سوار ہونے والوں کو نجات ملی۔

(۴۴) دعائے نجات از بدکار قوم

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو نجات دے
اس کام کے وبال سے جو یہ (قوم والے) کرتے رہتے ہیں۔

یہ حضرت لوط علیہ السلام کی دعا ہے جس کی قبولیت میں وہ بچا لئے گئے اور پوری بدکار قوم تباہ و برباد کر دی گئی۔ آبادی کا تختہ الٹ دیا گیا اور بجائے خشکی کے وہاں پانی کا سمندر بنا دیا گیا۔

(۴۵) دعاء شکر نعمت ایمان و عمل صالح

رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ

اے میرے پروردگار مجھے اس پر مداومت دے کہ میں تیری
نعمتوں کا شکر ادا کیا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا
کی ہیں اور اس پر بھی کہ میں نیک کام کیا کروں جس سے تو راضی
ہو اور مجھے اپنی رحمت سے داخل رکھ اپنے نیک بندوں میں۔

یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا ہے۔

(۴۶) دعائے مغفرت

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا ہے سو تو بخش دے۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جب مصر میں آپ سے ایک فرعونی کا قتل نادانستہ ایک گھونسہ مارنے سے ہو گیا تھا۔

(۴۷) دعاء نجات از قوم ظالم

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

اے میرے پروردگار مجھے ظالم لوگوں سے بچا لیجئے۔

یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جب فرعون نے ایک قبطی کے قتل پر آپ کی گرفتاری کا حکم دیا تو آپ مصر سے مدین کی طرف سفر کرتے چلے گئے۔ مصر سے نکلتے وقت یہ دعا کی۔

(۴۸) سخت حاجت کی حالت میں دعا

رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

اے میرے پروردگار تو جو نعمت بھی مجھے دے دے میں اس کا
حاجت مند ہوں۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے۔ جب مصر سے فرعون کی گرفت سے بچ کر بے سروسامانی کی حالت میں مدین پہنچے تو طویل پیدل سفر کے بعد بھوکے پیاسے تھکے ماندے تھے۔ ایک درخت کے سایے میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کی۔ اسی دعا کی برکت سے حضرت شعیب علیہ السلام کے مہمان بنے پھر آپ کے داماد ہوئے سخت حاجت کی حالت میں بندہ کا اضطراری کیفیت سے اس دعا کا مانگنا تجربہ سے اکسیر ثابت ہوا ہے۔

Scanned by CamScanner

(۴۹) مفسدوں پر غلبہ کی دعا

رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ

اے میرے پروردگار مجھے (ان) مفسد لوگوں پر غالب کر دے۔

یہ حضرت لوط علیہ السلام کی دعا ہے جو آپ نے اپنے قوم کے مفسدوں پر غلبہ کیلئے فرمائی تھی بالآخر تمام مفسد ہلاک کر دیئے گئے تھے۔

(۵۰) اولاد صالح کے لئے دعا

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ

اے میرے پروردگار مجھے ایک صالح فرزند دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا جس کی اجابت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

(۵۱) دعا نیک عمل کے لئے

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اے میرے پروردگار مجھے اس پر مداومت دے کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا کی ہیں اور اس پر کہ میں نیک عمل کرتا رہوں کہ تو خوش ہو اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صالحیت پیدا کر دے۔ میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اللہ کے نیک اور سعید بندوں کی دعا، جو دن رات اپنی عبدیت کے اقرار اور عبادات کے عزم واہتمام میں لگے رہتے ہیں۔

(۵۲) مسلمانوں سے حسد وکینہ دور ہونے کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو تو بڑا شفیق ہے۔ بڑا مہربان ہے۔

یہ دعائے خیر متقدمین اور سابقین کے حق میں ہے۔ اپنے سے پہلے کے ایمان والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرنا علامات ایمان سے ہے۔ اور حضرات صوفیہ کے ہاں تو سلف کے لئے دعا کرنا معمولات میں داخل ہے۔

(۵۳) رجوع وانابت الی اللہ کی دعا

رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ

اے ہمارے پروردگار ہم تجھ پر توکل کرتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکار مومنین کی دعا ہے۔

(۵۴) کافروں کے ظلم اور تختہ مشق نہ بننے کی دعا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

اے ہمارے پروردگار ہمیں کافروں کا تختہ مشق نہ بنانا اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر دے بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

Scanned by CamScanner

(۵۵) اتمام نور کی دعا

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے اس نور کو اخیر تک قائم رکھیو اور ہماری مغفرت کیجیے۔ بیشک آپ تو ہر چیز پر قادر ہیں۔

یہ اہل ایمان کی اس وقت کی دعا ہے جب وہ آخرت میں پل صراط سے گزر رہے ہوں گے۔ اور جبکہ منافقین کا نور راستہ میں بجھ کر ختم ہو جائے گا۔

(۵۶) کافروں کے ظلم اور شر سے بچنے کی دعا

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

اے پروردگار میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کے عمل کے اثر سے بچا دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی بچا دے۔

یہ فرعون کی مومنہ بی بی حضرت آسیہ کی دعا ہے جن کی تعریف حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے۔

(۵۷) اپنی اور اپنے والدین اور تمام مومنین کی مغفرت کی دعا

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا

اے میرے پروردگار مجھے بخش اور میرے ماں باپ کو اور جو بھی میرے گھر میں داخل ہو بحیثیت مومن کے اور کل ایمان والوں اور ایمان والیوں کو اور ظالموں کی ہلاکت تو بڑھاتا ہی جا۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے۔ اور اس دعا کی ترتیب قابل غور اور نہایت سبق آموز ہے سب سے پہلے دعا خود اپنے حق میں فرمائی۔ اس کے بعد اپنے والدین کا نام لیا۔ پھر اپنے مومن متعلقین کے لئے دعا فرمائی۔ پھر سارے اہل ایمان مرد اور عورتوں کو اپنی دعا میں شامل فرمایا۔ حق تعالیٰ اپنے اس مقبول پیغمبر کی دعا کی برکت سے ہماری بھی مغفرت فرمائے۔ آمین

(۵۸) تمام مخلوق کے شر اور ایذا سے پناہ مانگنے کی دعا

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب رات آ جائے اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

(۵۹) شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

میں انسانوں کے پروردگار کی۔ انسانوں کے بادشاہ کی۔ انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے۔ وسوسے ڈالنے والے شیطان کے شر سے۔ وہی جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ خواہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

Scanned by CamScanner

(۶۰) دعاء ہدایت وصراط مستقیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ (اٰمِیْن)

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔ جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ جو مالک ہیں روز جزا کے۔ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں۔ بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے۔ نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا۔ اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔

نبوی دعائیں

اب وہ دعائیں لکھی جاتی ہیں جو حضور انور ﷺ خود پڑھا کرتے تھے یا صحابہ کرام میں سے کسی نے اپنی پریشانی میں آپ ﷺ سے پوچھا اور آپ نے انکو پڑھنے کی تلقین فرمائی۔
ان دعاؤں کے پڑھنے والے آج بھی پریشانیوں سے نجات پاتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ

اے اللہ! تو رحمت نازل فرما، ہمارے آقا محمد ﷺ پر جو نبی

الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَلِیِّ الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ

اُمّی ہیں محبوب ہیں بلند مرتبہ والے ہیں بڑے

الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ

منصب کے مالک ہیں اور انکے اہل وعیال اور صحابہ پر (بھی) اور سلامتی (بھی) نازل فرما اتنی مرتبہ جتنی کہ

مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ وَزِنَةَ

تیرے علم میں جو بھی (شمار کی) چیزیں ہیں انکی تعداد کے برابر اور تیرے علم میں جو بھی (ناپنے کی) چیزیں ہیں انکو پیمانوں کے برابر

مَا عَلِمْتَ۔ (ثَلَاثًا)

تیرے علم میں جو بھی (تولنے کی) چیزیں ہیں ان کے وزن کے برابر۔ (تین مرتبہ)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا

میں مغفرت چاہتا ہوں اُس بزرگ اللہ سے جسکے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں

ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تَوْبَةَ

وہ سدا زندہ رہنے والا ہے سب کو قائم رکھنے والا ہے اور اسکی طرف (بصد عجز) رجوع ہوتا ہوں ایک ناعاقبت اندیش (قصوروار)

عَبْدٍ ظَالِمٍ لَّا یَمْلِکُ لِنَفْسِہٖ

بندے کے رجوع کی مانند، جو اپنی ذات کے لئے (بھی) قدرت نہیں رکھتا

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً

نقصان (سے بچنے) کی، اور نہ نفع (حاصل کرنے) کی، اور نہ موت کی اور نہ زندگی کی

Scanned by CamScanner

وَلَا نُشُوْرًا (ثلاثاً)

اور نہ مرکر زندہ ہونے کی (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

اے اللہ! تو ہی میری پرورش کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،

خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى

تو نے ہی تو مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا ہی تو بندہ ہوں اور میں تیرے

عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ

عہد پر اور تیرے وعدے پر مقدور بھر قائم ہوں،

اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَ

میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنے کئے ہوئے (بُرے) کاموں کے شر سے اور

اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ

تیری جو نعمتیں مجھ پر ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں، اور اقرار کرتا ہوں

بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ

اپنے گناہوں کا بھی، پس تو مجھے بخش دے۔ کیونکہ گناہ تیرے سوا

الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ (ثلاثاً)

کوئی نہیں بخش سکتا۔ (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَ

اے اللہ! بیشک میں نے صبح کی (اس حالت میں کہ) میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں اور

اُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلٰٓئِكَتَكَ

گواہ بناتا ہوں تیرے عرش کے اٹھانے والوں کو، اور تیرے تمام فرشتوں کو

وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ

اور تیری تمام مخلوق کو اس بات پر کہ بیشک تو ہی اللہ ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ

تیرے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک

لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ

نہیں، اور اس (بات) پر کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے بندے اور

رَسُوْلُكَ (اربعاً)

تیرے پیغمبر ہیں (چار مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ

اے اللہ! تو میری مدد کر، تیرا ذکر کرنے پر، اور تیرا شکر ادا کرنے پر،

وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (ثلاثاً)

اور تیری عبادت کی خوبی پر (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اچھے کام کرنے کا

وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ

اور بُرے کام چھوڑنے کا اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق کا

وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَآ اَرَدْتَّ

اور اس کا کہ تو مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور جب تو ارادہ کرے

فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْٓ اِلَیْكَ غَیْرَ

کسی گروہ کو آزمائش میں ڈالنے کا، تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے

مَفْتُوْنٍ۔ وَاَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ

پاس بلا لیجیو۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری محبت کا اور ان کی محبت کا

مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْٓ

جو تجھ سے محبت کریں اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے قریب کردے

اِلٰی حُبِّكَ۔

تیری محبت سے

رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ

میں نے پسند کرلیا اللہ کو اپنا رب، اور اسلام کو

دِیْنًا وَّبِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

اپنا دین، اور اپنے آقا محمد صلی اللہ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّرَسُوْلًا (ثلاثًا ۳)

علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور پیغمبر (تین مرتبہ)

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

کافی ہے میرے لئے تو اللہ، اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں

عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک عرش

الْعَظِیْمِ (سبعًا)

عظیم ہے۔ (سات مرتبہ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ

اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے قابل نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک

لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ

نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف ہے، وہی زندہ کرتا

وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (عشرًا ۱۰)

اور مارتا ہے اور وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (دس مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا

اے اللہ۔ جو تو نے دیا اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو

مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا

تو نے نہیں دیا اس کا کوئی دینے والا نہیں، اور جو تو نے فیصلہ کردیا

قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ

اس کو کوئی رد کرنے والا نہیں، اور کسی دولت مند کو اس کی دولت

مِنْكَ الْجَدُّ (ثلاثًا ۳)

تجھ سے کوئی نفع نہ پہنچا سکے گی۔ (۳ مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (سَبْعًا)

اے اللہ! تو مجھے جہنم سے بچائیو۔ (سات مرتبہ)

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا

میں اللہ کے تمام کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں،

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (ثَلَاثًا)

ہر اس چیز کے شر سے، جو اس نے پیدا کی (تین مرتبہ)

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ

میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں

مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ

اس کے غصہ سے اور اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے

عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ

شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے

وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ (ثَلَاثًا)

اور اس سے کہ وہ شیطان میرے پاس آئیں۔ (تین مرتبہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ

اس اللہ کے نام سے (کام شروع کرتا ہوں) جس کے نام کیساتھ کوئی چیز بھی ضرر نہیں پہنچاتی

شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ

نہ زمین میں اور نہ آسمان میں

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (ثَلَاثًا)

اور وہ تو بندوں کی دعائیں بہت سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔ تین مرتبہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ مِنْكَ فِیْ

اے اللہ! بیشک میں نے صبح کی تیری جانب سے (عطا کی ہوئی)

نِعْمَةٍ وَّعَافِيَةٍ وَّسِتْرٍ فَاَتِمَّ

نعمت اور (صحت و) عافیت اور پردہ پوشی میں، پس تو پوری کردے

نِعْمَتَكَ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ عَلَیَّ

اپنی نعمت کو اور اپنی عافیت اور پردہ پوشی کو مجھ پر

فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (ثَلَاثًا)

دنیا اور آخرت (دونوں) میں تین مرتبہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں برص (یعنی سفید داغوں کی بیماری)

وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ

اور دیوانگی سے اور جذام (یعنی کوڑھ) اور تمام بری بیماریوں سے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ

اللہ کی پاکی (اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں) اور اسکی تعریف ہو اسکی مخلوق کی تعداد کے برابر

وَرِضٰی نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَ

اور اس کی ذات کی رضا کے موافق، اور اس کے عرش کے ہموزن اور

مِدَادَ كَلِمَاتِهِ (ثلاثاً)

اسکے کلمات کی سیاہی کے بمقدار (تین مرتبہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا

(تمام تر تعریف اللہ تمام جہانوں کے پروردگار کیلئے مخصوص ہے ایسی تعریف

يُوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِئُ مَزِيْدَهٗ (ثلاثاً)

جو اس کی نعمتوں کے برابر اور اس کی مزید نعمتوں کے مساوی ہو (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ

اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے ایسی جو شایان شان ہو

لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ

تیری ذات کے جلال اور تیری بادشاہی کی عظمت کے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِجَمِيْعِ مَحَامِدِهٖ كُلِّهَا

تمام تر تعریف اللہ کیلئے (مخصوص) ہے اسکی تمام لائق تعریف خوبیوں (صفات) کے ساتھ

مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ عَلٰى

جنھیں میں جانتا ہوں اور انکے ساتھ بھی جنھیں میں نہیں جانتا، نیز اس کی

جَمِيْعِ نِعَمِهٖ كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا

ان سب کی سب نعمتوں پر (بھی) جن کو میں جانتا ہوں،

وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَعَدَدَ خَلْقِهٖ كُلِّهِمْ

اور ان پر بھی جنکو میں نہیں جانتا اور اس کی اس تمام مخلوق کے برابر بھی

مَا عَلِمْتُ مِنْهُمْ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ

جنکو میں جانتا ہوں اور اسکی برابر بھی جس کو میں نہیں جانتا۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلٰى عَفْوِكَ

تیری پاکیزگی (بیان کرتا ہوں) اے اللہ اور تیری تعریف تیرے (خطاؤں کو) معاف کردینے پر

بَعْدَ قُدْرَتِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ

(سزا دینے کی) قدرت کے باوجود۔ تیری پاکیزگی (بیان کرتا ہوں) اے اللہ

وَبِحَمْدِكَ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ

اور تیری تعریف، تیری بردباری پر (بندوں کی نافرمانیوں کو) جاننے کے باوجود

جَزَى اللّٰهُ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا

اللہ ہمارے آقا اور ہمارے نبی محمد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنَّا

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو، ہماری طرف سے

خَيْرًا بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ (ثلاثاً)

ان کے شایان شان جزائے خیر دے (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ

اے اللہ! تو میرے دل میں ڈالدے میری بھلائی اور مجھے پناہ دے

مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ (ثلاثاً)

میرے نفس کے شر سے (تین مرتبہ)

Scanned by CamScanner

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے،

وَشَرِّ بَصَرِیْ وَشَرِّ لِسَانِیْ وَشَرِّ قَلْبِیْ

اور اپنی آنکھوں کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے

وَشَرِّ مَنِیِّیْ

اور اپنی منی (کے ہیجان) کے شر سے۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ

اے اللہ! دلوں کے الٹنے پلٹنے والے جو ثابت (اور جمائے) رکھ میرے دل کو

عَلٰی دِيْنِكَ (ثَلَاثًا)

اپنے دین پر۔ (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحَوْرِ

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تنزل سے

بَعْدَ الْكَوْرِ۔

پنپنے کے بعد

اَللّٰهُمَّ اَفْرِدْنِیْ لِمَا خَلَقْتَنِیْ لَهٗ وَلَا

اے اللہ! تو مجھے فارغ کردے اس چیز کے ادا کرنے کیلئے جس کے واسطے تونے مجھے پیدا کیا

تَشْغَلْنِیْ بِمَا تَكَفَّلْتَ لِیْ بِهٖ۔

(یعنی اپنی عبادت کیلئے) اور تو مجھے مشغول نہ کر اس چیز کی جستجو میں جس کا تونے میرے لئے ذمہ لیا ہے (یعنی روزی)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا

اے ہمارے پروردگار: ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور

وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم (بڑے ہی) ٹوٹے میں پڑنے والے لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا

اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو کج (اور ٹیڑھا) نہ کر اسکے بعد کہ تونے ہمیں ہدایت دے دی ہے، اور عطا فرما ہمیں (خاص) اپنے پاس سے رحمت، بے شک تو

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ

اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

تو بڑا ہی عطا کرنے والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا

اے اللہ! اے ہمارے رب! تو ہمیں دنیا میں (بھی ہر)

حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا

خوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی (ہر) خوبی (عطا فرما) اور تو ہمیں جہنم کے

عَذَابَ النَّارِ وَقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ

عذاب سے (بھی) بچائیو اور قبر کے عذاب سے (بھی) بچائیو،

وَقِنَا عَذَابَ الْحَشْرِ وَقِنَا عَذَابَ

اور حشر کے عذاب سے (بھی) بچائیو۔ اور محتاجی (وتنگدستی) کے عذاب سے

اَلْفَقْرِ وَقِنَا عَذَابَ الْمَوْتِ وَقِنَا

(بھی) بچائیو، اور موت کے عذاب سے (بھی) بچائیو، اور قرض کے

عَذَابَ الدَّيْنِ بِحُرْمَةِ جَدِّ الْحَسَنِ

عذاب سے (بھی) بچائیو، حضرت حسن

وَالْحُسَيْنِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

اور حضرت حسینؓ کے نانا، ہمارے آقا اور ہمارے مولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖٓ اَجْمَعِيْنَ

اور انکے اہل و عیال اور ان کے تمام صحابہ کی حرمت کے وسیلے سے۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ اَنْتَ مَوْلَانَا

اور تو ہمیں معاف فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تُو تو ہمارا مالک ہے

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (ثلاثًا)

پس ہماری مدد فرما کافر قوموں کے مقابلہ پر۔ (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ

اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر و خوبی مانگتا ہوں

كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ

فوری طور پر میسر آنے والی بھی اور دیر سے میسر آنے والی بھی جو میں جانتا ہوں

مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ۔ وَاَعُوْذُ بِكَ

وہ بھی اور جو میں نہیں جانتا ہوں وہ بھی اور میں تیری پناہ لیتا ہوں ہر قسم

مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا

کی برائی سے خواہ فوری طور پر پیش آنے والی ہو یا دیر سے، جو

عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ۔

میں جانتا ہوں اس سے بھی اور جو میں نہیں جانتا ہوں اس سے بھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا

اے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور ہر اس

قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ

قول و عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے جنت سے قریب کر دے

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا

اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جہنم سے اور پناہ مانگتا ہوں ہر اس

مِنْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ۔

قول و عمل سے جو مجھے اس جہنم سے قریب کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ

اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس خیر و خوبی کا سوال کرتا ہوں

مَا سَئَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَ

جس کا سوال تیرے بندے، اور تیرے رسول، اور

حَبِيْبُكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ

تیرے حبیب، ہمارے سردار، محمد صلی اللہ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَسْتَعِيْذُكَ

علیہ وآلہ وسلم نے تجھ سے کیا ہے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں

مِمَّا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ

ہر اس چیز سے جس سے تیرے بندے، اور تیرے رسول،

وَحَبِيْبُكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ

اور تیرے حبیب، ہمارے آقا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نے تجھ سے پناہ مانگی ہے۔

اَللّٰهُمَّ مَا قَضَيْتَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْئًا

اے اللہ! ہمارے بارے میں جس چیز کا بھی تو نے فیصلہ کیا ہو،

فَاجْعَلْ عَاقِبَتَهٗ رُشْدًا بِرَحْمَتِكَ

تو اس کا انجام بہتر ہی کیجیو، اپنی رحمت سے،

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اے سب سے بڑے رحم کرنیوالے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

اے سدا زندہ رہنے والے! اے سب کو قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت سے

وَمِنْ عَذَابِكَ اَسْتَجِيْرُ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى

مدد چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں، تو مجھے نہ میرے نفس کی

نَفْسِيْ وَلَا اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ طَرْفَةَ

والے کیجیو اور نہ اپنی اور کسی مخلوق کے، پلک جھپکنے

عَيْنٍ وَلَا اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَاَصْلِحْ لِيْ

کے وقت کیلئے بھی اور نہ اس سے کم وقت کیلئے، اور میرے سارے کام

شَاْنِيْ كُلَّهٗ۔

تو خود ہی بنا دیا کر

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ

اے اللہ، میں تجھ سے طلب کرتا ہوں آج کے دن کی خیر و خوبی،

وَخَيْرَ مَا فِيْهِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ

اور جو آج کے دن میں پیش آنیوالا ہے اس کی خیر و خوبی، اور جو آج کے بعد پیش آنیوالا ہے اس کی خیر و خوبی، میں تجھ سے

مِنْ شَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا فِيْهِ

پناہ مانگتا ہوں آج کے دن کے شر سے، اور جو آج کے دن میں پیش آنیوالا ہے اسکے شر سے

وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ۔

اور جو آج کے بعد پیش آنیوالا ہے اس کے شر سے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ

اے اللہ! میں تجھ سے طلب کرتا ہوں آج کے دن کی خیر و خوبی،

وَنَصْرَهٗ وَفَتْحَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ۔

اور اسکی امداد و اعانت، اور اسکی فتح و کامرانی، اور اسکا نور، اور اسکی برکت، اور اسکی ہدایت۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ يَوْمِنَا هٰذَا صَلَاحًا

اے اللہ! تو ہمارے آج کے دن کے پہلے حصہ کو (ہمارے کاموں کی) درستی،

وَّاَوْسَطَهٗ فَلَاحًا وَّاٰخِرَهٗ نَجَاحًا۔

اور درمیانی حصہ کو بہبودی، اور آخری حصہ کو کامرانی بنادے۔

اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَاخْتَرْلِيْ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى

اے اللہ! تو میرے لئے خیر تجویز کردے، اور تو ہی (اسکا) میرے لئے انتخاب کردے، اور مجھے حوالہ کر

نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔

میرے نفس کے پلک جھپکنے (کے وقت) تک کیلئے بھی،

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ تمام

حَرَكَاتِيْ وَسَكَنَاتِيْ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ هٰذَا

(مجھ سے سرزد ہونیوالے) میری تمام حرکات وسکنات (چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، آنا جانا) آج کے دن

الْيَوْمِ فَاقْدِرْهَا لِيْ وَيَسِّرْهَا لِيْ وَاِنْ

میں میرے حق میں بہتر ہیں تو تو ان کو میرے لئے مقدر کردے، اور انکو میرے لئے آسان کردے، اور اگر

كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهَا شَرٌّ لِّيْ فَاصْرِفْهَا عَنِّيْ

تو جانتا ہے کہ وہ میرے حق میں شر (اور ضرر رساں) ہیں، تو ان کو مجھ سے دور رکھ،

وَاصْرِفْنِيْ عَنْهَا۔

اور مجھے ان سے دور رکھ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَتُبْ عَلَيَّ

اے اللہ! تو مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور میری توبہ قبول کر،

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

بیشک تو ہی بڑا توبہ قبول کرنیوالا، بیحد مہربان (پروردگار) ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا

اے اللہ! تو مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو بھی، اور تو ان پر رحم فرما،

كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا

جس طرح اُن دونوں نے (مجھ پر) رحم فرمایا اور بچپن میں میری پرورش کی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ سَيِّدِنَا

اے اللہ! بخش دے ہمارے آقا

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

ہمارے مولا محمد صلے اللہ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ

علیہ وآلہ وسلم کی امت کو۔ اے اللہ درگذر کر

عَنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

ہمارے آقا اور ہمارے مولا محمد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ

صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی خطاؤں سے۔ اے اللہ!

فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

ہمارے آقا اور مولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ

سے ہر مصیبت کو دور فرمادے۔ اے اللہ!

الْطُفْ بِاُمَّةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

لطف و کرم فرما، ہمارے آقا اور مولا محمد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر ۔ اے اللہ!

ارْحَمْ اُمَّةَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى

رحم فرما، ہمارے آقا اور مولا محمد صلے اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا

علیہ وآلہ وسلم کی امت پر ۔ اے اللہ: تو ہماری اصلاح فرما

وَاَصْلِحْ اُمَّةَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

اور ہمارے آقا اور مولا محمد صلے اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

علیہ وآلہ وسلم کی امت کی (بھی) اصلاح فرمادے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ

اے اللہ: تو ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما اور راضی ہو جا

عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ

ہم سے، اور ہم سے قبول فرما (ہماری دعائیں)، اور ہمیں جنت میں

وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ (وَاَصْلِحْ لَنَا

داخل کر دے، اور ہمیں نجات دے جہنم سے، (اور درست کردے اور بنادے

شَاْنَنَا كُلَّهٗ)۔ (ثلاثًا)

ہمارے تمام کام ۔ تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ

اے اللہ! ہم تجھ کو اپنے دشمنوں کے سینوں کے سامنے کرتے ہیں (یعنی اپنے لئے سپر بناتے ہیں)

وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (ثلاثًا)

اور تیری پناہ لیتے ہیں ان کی شرارتوں سے ۔ (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا (ثلاثًا)

اے اللہ: تو ہماری برائیوں پر پردہ ڈال دے اور ہماری گھبراہٹوں کو دور فرما (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا خَشْيَتَكَ وَاَسْكِنْ قُلُوْبَنَا

اے اللہ! تو ہمیں اپنا ڈر اور خوف عطا فرما اور جگہ دے ہمارے دلوں میں

مَحَبَّتَكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ

اپنی محبت کو۔ اے اللہ! تو ہمارے دلوں کے تمام وسوسوں اور خیالات کو

قُلُوْبِنَا خَشْيَتَكَ وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ

اپنے ڈر اور خوف، اور ذکر و فکر سے بدل دے اور ہماری ہمت توجہ

هِمَّتَنَا وَهَوَانَا فِيمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى۔

اور خواہش کو ان چیزوں میں صرف فرما جو تجھے پسند ہوں اور جن سے تو راضی ہو۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى۔

اے اللہ! ان تمام باتوں کی ہمیں توفیق عطا فرما جو تجھے پسند ہوں اور جن سے تو راضی ہو

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ

اے اللہ۔ تو ہمیں عامل بنادے اپنے نبی اور

وَحَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

اپنے حبیب ہمارے آقا محمد صلے اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَ

علیہ وسلم کی سنت کا۔ اور انھیں کے دین پر تو ہمیں وفات دے اور

اَعِذْنَا مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ۔

ہمیں اپنی پناہ میں رکھ گمراہ کرنے والے فتنوں سے۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ

اے اللہ! تو ہمیں حق کو حق ہی دکھلا اور ہمیں اس کی پیروی نصیب کر۔

وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ۔

اور ہمیں باطل کو باطل ہی دکھلا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا خَيْرَ مَا عِنْدَكَ

اے اللہ۔ تو اپنی خیر و برکت سے ہمیں محروم نہ فرمانا۔

لِشَرِّ مَا عِنْدَنَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے پروردگار

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَارْحَمْنَا

اے اللہ! تو ہماری مغفرت فرمادے مرنے سے پہلے اور ہم پر رحم فرما

عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا تُعَذِّبْنَا بَعْدَ الْمَوْتِ

مرتے وقت، اور ہمیں عذاب مت دیجئو مرنے کے بعد،

وَلَا تُحَاسِبْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ عَلٰى

اور قیامت کے دن ہم سے حساب (وکتاب) نہ لیجیو۔ بیشک تو تو ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥

چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ

اے اللہ! ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں (خطاؤں کی) معافی کی اور عافیت کی (دکھ، بیماری،

وَالْمُعَافَاةَ الدَّآئِمَةَ فِي الدِّيْنِ

اور مصیبتوں سے بچنے کی)، اور دائمی عافیت کی، دین

وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ

(دنیا اور آخرت) میں، اور جنت کے حاصل ہونے کی،

وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ۔

اور نجات پانے کی جہنم سے۔

Scanned by CamScanner

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَ

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد (وثنا) ہے اور تجھ ہی سے شکوہ (و فریاد) ہے اور

عَلَيْكَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

تیری ہی اعانت (وامداد) پر بھروسہ ہے، اور نہ (کسی کام کی) طاقت (میسر) ہے اور نہ قوت

اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

بغیر خدائے بزرگ برتر کی توفیق کے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى سَابِغِ نِعَمِ اللّٰهِ

سب تعریف (وستائش) ہے اللہ کی اللہ کی وسیع (اور بے حد و بے حساب) نعمتوں پر

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

اللہ کی پاکی (و پاکیزگی بیان کرتا ہوں) اتنی (بیشمار) جتنی (بیشمار) چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي الْمَوْتِ وَفِيْ مَا

اے اللہ! تو ہمیں برکت عطا فرما موت (کی حالت) میں (بھی)، اور موت کے بعد

بَعْدَ الْمَوْتِ

(کی حالت) میں (بھی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا

اے اللہ! تو رحمت اور سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِنَ الْاَزَلِ اِلٰى

محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اہل و عیال اور اصحاب پر ازل سے لیکر

الْاَبَدِ عَلٰى مَا تَعَلَّقَ بِهٖ عِلْمُ اللّٰهِ

ابد تک جس سے اللہ بزرگ و برتر کا علم متعلق ہے (یعنی جس کی

عَزَّوَجَلَّ (ثَلٰثًا)

حقیقت اللہ ہی جانتا ہے) (تین مرتبہ)

اَللّٰهُ حَافِظُنَا اَللّٰهُ نَاصِرُنَا اَللّٰهُ نَاظِرُنَا

اللہ ہی ہمارا محافظ ہے، اللہ ہی ہمارا مددگار ہے، اللہ ہی ہمارا نگہبان (و نگراں) ہے

اَللّٰهُ مَعَنَا (سَبْعًا)

اللہ ہی (ہر وقت) ہمارے ساتھ ہے (سات مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ

اے اللہ! تو مجھے کفایت کر دے اپنے حلال کے باعث اپنے حرام سے،

وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (سَبْعًا)

اور مجھے بے نیاز کر دے اپنے فضل کے ذریعہ اپنے ماسوا سے۔ (۷ مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر

وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

اور غم سے، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ناکارہ ہونے سے اور کاہلی سے،

وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ

اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے، اور میں تجھ سے پناہ

Scanned by CamScanner

بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ (سبعًا)

مانگتا ہوں قرض کے غلبہ (اور بوجھ) اور (زبردست) لوگوں کے دباؤ (زبردستی) سے۔ (۷ مرتبہ)

يَا لَطِيْفُ (مائة وتسع وعشرين مرات) ۱۲۹

اے مہربان (لطف وکرم کرنے والے)، (ایک سو انتیس ۱۲۹ مرتبہ)

يَا لَطِيْفُ الْطُفْ بِيْ فِيْ تَيْسِيْرِ كُلِّ عَسِيْرٍ

اے لطف (وکرم) کرنے والے! مجھ پر مہربانی فرما آسان کر دینے میں ہر دشوار کام کے

فَاِنَّ تَيْسِيْرَ كُلِّ عَسِيْرٍ عَلَيْكَ يَسِيْرٌ

کیونکہ آسان کرنا ہر دشوار کام کا تیرے لئے سہل ہے،

وَاَسْئَلُكَ الْيُسْرَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ

اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں آسانی (و سہولت) کا اور عافیت (وصحت) کا دین

وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اربعًا

دنیا اور آخرت (سب) میں۔ (چار مرتبہ)

يَا لَطِيْفًا بِخَلْقِهٖ يَا عَلِيْمًا بِخَلْقِهٖ يَا خَبِيْرًا

اے اپنی مخلوق پر لطف وکرم کرنے والے! اے اپنی مخلوق کو خوب اچھی طرح جاننے والے! اے اپنی مخلوق

بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِيْ يَا لَطِيْفُ يَا عَلِيْمُ

کے احوال سے باخبر! مجھ پر لطف (وکرم) فرما، اے مہربان! اے خوب جاننے والے

يَا خَبِيْرُ (سبعًا)

اے بڑے ہی باخبر (۷ مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اللُّطْفَ فِيْمَا جَرَتْ

اے اللہ! میں تیرے لطف وکرم کا سوالی ہوں ان تمام امور میں

بِهِ الْمَقَادِيْرُ (سبعًا)

جن سے تقدیریں متعلق ہیں۔ (۷ مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَ

اے اللہ! تو تمام کاموں میں ہمارا انجام اچھا کیجیو، اور

اَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

ہمیں بچائیو دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے،

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَ

اے اللہ! تو آزاد کر دے ہماری گردنیں اور ہمارے باپوں (یعنی اصول ذکور) کی اور

اُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَ اَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ

ہماری ماؤں (یعنی اصول اناث) کی اور ہمارے بھائیوں (اور بہنوں) کی اور ہماری اولاد کی گردنیں جہنم کی

يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ۔

اے جود کرم کے مالک۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَاقَةِ

اے اللہ: میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر (یعنی ناشکری) اور (فقر) فاقہ سے

وَمَوَاقِفِ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اور رسوائی کے (موجب) احوال ومقامات سے دنیا اور آخرت میں،

Scanned by CamScanner

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَ

اے اللہ میں تجھ سے سائل ہوں تیری رضا اور جنت کا، اور

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَغَضَبِكَ وَالنَّارِ

تیری پناہ لیتا ہوں، تیری ناراضگی اور تیرے غضب اور دوزخ سے،

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِسِتْرِكَ الْجَمِيْلِ (ثلاثاً)

اے اللہ! ہمیں چھپالے اپنے (عفو و بخشش کے) پردۂ جمیل میں۔ (تین مرتبہ)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

پاک (و پاکیزہ) ہے تیرا رب عزت (و جلال) کا مالک ان تمام (نازیبا صفات) سے جس وہ اسے متصف کرتے ہیں

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ

اور سلام ہو (خدا کے) پیغمبروں پر اور (تمام تر) تعریف

لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ اٰمِيْن

اللہ رب العالمین کے لئے (مختص) ہے۔ (قبول فرما)

اردو میں دعا

حضرات محترم ہر آدمی کو عربی کی دعائیں یاد نہیں ہوتیں اور نہ ہی اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ ہر آدمی یاد کر سکے اسلئے اب ایک دعا اردو میں پڑھی جا رہی ہے تاکہ ہر (قاری) اس کو دیکھ کر ہی پڑھ لیا کرے دعا کے اول درود شریف پڑھ کر پھر اللہ کی تعریف و توصیف کرے اور اس کے اسماء الحسنٰی سے اسے پکارے پھر نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات پر تحفہ درود بھیجے پھر اپنی مرادیں۔ التجائیں، دعائیں، درخواستیں پیش کرے۔ دعا کا خاتمہ پھر اللہ کی تعریف اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ کر کرے اور آخر میں آمین اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ.

يَا اَللّٰهُ ، يَا رَحْمٰنُ يَا اَللّٰهُ ، يَا رَحِيْمُ يَا اَللّٰهُ، يَا مَلِكُ يَا اَللّٰهُ، يَا قُدُّوْسُ يَا اَللّٰهُ، يَا سَلَامُ يَا اَللّٰهُ، يَا مُؤْمِنُ يَا اَللّٰهُ، يَا مُهَيْمِنُ يَا اَللّٰهُ، يَا عَزِيْزُ يَا اَللّٰهُ، يَا جَبَّارُ يَا اَللّٰهُ، يَا غَفَّارُ يَا اَللّٰهُ، يَا قَهَّارُ يَا اَللّٰهُ، يَا سَتَّارُ يَا اَللّٰهُ، يَا خَالِقُ يَا اَللّٰهُ، يَا مَالِكُ يَا اَللّٰهُ، يَا قَادِرُ يَا اَللّٰهُ، يَا قَدِيْرُ يَا اَللّٰهُ، يَا مُقْتَدِرُ يَا اَللّٰهُ، يَا رَزَّاقُ يَا اَللّٰهُ، يَا فَتَّاحُ يَا اَللّٰهُ، يَا وَهَّابُ يَا اَللّٰهُ، يَا بَاسِطُ يَا اَللّٰهُ، يَا قَابِضُ يَا اَللّٰهُ، يَا رَافِعُ يَا اَللّٰهُ، يَا خَافِضُ يَا اَللّٰهُ، يَا رَازِقُ يَا اَللّٰهُ، يَا مُعِزُّ يَا اَللّٰهُ، يَا مُذِلُّ يَا اَللّٰهُ، يَا عَلِيْمُ يَا اَللّٰهُ، يَا حَكِيْمُ يَا اَللّٰهُ، يَا عَظِيْمُ يَا اَللّٰهُ، يَا قَدِيْمُ يَا اَللّٰهُ، يَا بَصِيْرُ يَا اَللّٰهُ، يَا سَمِيْعُ يَا اَللّٰهُ، يَا لَطِيْفُ يَا اَللّٰهُ، يَا كَبِيْرُ يَا اَللّٰهُ، يَا خَبِيْرُ يَا اَللّٰهُ، يَا حَفِيْظُ يَا اَللّٰهُ، يَا مُقِيْتُ يَا اَللّٰهُ، يَا حَسِيْبُ يَا اَللّٰهُ، يَا جَلِيْلُ يَا اَللّٰهُ، يَا كَرِيْمُ يَا اَللّٰهُ، يَا رَقِيْبُ يَا اَللّٰهُ، يَا مُجِيْبُ يَا اَللّٰهُ، يَا مَجِيْدُ يَا اَللّٰهُ، يَا حَمِيْدُ يَا اَللّٰهُ، يَا مُبْدِءُ يَا اَللّٰهُ، يَا مُعِيْدُ يَا اَللّٰهُ، يَا اَحَدُ يَا اَللّٰهُ، يَا صَمَدُ يَا اَللّٰهُ، يَا وَاحِدُ يَا اَللّٰهُ، يَا مَاجِدُ يَا اَللّٰهُ، يَا وَاجِدُ يَا اَللّٰهُ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَللّٰهُ، يَا غَفُوْرُ يَا اَللّٰهُ، يَا صَبُوْرُ يَا اَللّٰهُ، يَا شَكُوْرُ يَا اَللّٰهُ، يَا رَشِيْدُ يَا اَللّٰهُ، يَا وَحِيْدُ يَا اَللّٰهُ، يَا اَوَّلُ يَا اَللّٰهُ، يَا آخِرُ يَا اَللّٰهُ، يَا ظَاهِرُ وَيَا بَاطِنُ يَا اَللّٰهُ، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ يَا اَللّٰهُ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَللّٰهُ، يَا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ يَا اَللّٰهُ،

یااللہ..... تو رحمٰن ہے ہم سب پر اپنی مہربانی کا معاملہ فرما

یااللہ......تو رحیم ہے ہم سب پر رحمت فرما

یااللہ......تو کریم ہے ہم سب پر اپنا کرم فرما

یااللہ......تو سلام ہے ہمیں امن وسلامتی عطا فرما

یااللہ......تو غفار الذنوب ہے ہمارے گناہوں کو معاف فرما

یااللہ......تو ستار العیوب ہے ہمارے عیوب پر پردے فرما

یااللہ......تو جبار وقہار ہے ہمارے ساتھ سختی نہ کرنا

یااللہ......تو رزاق ہے ہمارے لئے رزق کے دروازے کھول دے

یااللہ......تو فتاح ہے ہمارے لئے فتح ونصرت کے دروازے کھول دے

یااللہ......تو علیم ہے ہمیں علم نافع عطا فرما

یااللہ......تو حکیم ہے ہمیں حکمت ودانائی سے سرفراز فرما

یااللہ......تو لطیف ہے ہمارے ساتھ لطف کا معاملہ فرما

یااللہ......تو عزیز اور معز ہے ہمیں عزت نصیب فرما

یااللہ......تو تو مذل ہے ہمیں ذلت سے محفوظ فرما

یااللہ......تو حفیظ ہے ہماری حفاظت فرما، ہماری جانوں کی حفاظت فرما، ہمارے مالوں کی حفاظت فرما، ہماری اولادوں کی حفاظت فرما، ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرما۔

یااللہ......تو حافظ وناصر ہے تو حفیظ ونصیر ہے۔ ہمارے مدارس کی حفاظت فرما، ہمارے مکاتب کی حفاظت فرما، ہماری مساجد کی حفاظت فرما

یااللہ......ہمارے علماء، طلباء، کی حفاظت فرما

یااللہ......تو ہمارے معاونین کی حفاظت فرما

یااللہ......تو سمیع ہے ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما

یااللہ......تو رقیب ہے۔ ہمارے مکاتب، ہمارے مراکز تبلیغ اور ہمارے معسکرں کی حفاظت فرما۔

یااللہ......تو مجیب ہے ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔

یااللہ......تو ودود ہے ہمارے دلوں میں آپس میں پیار ومحبت پیدا فرما

یااللہ......تو قوی ہے ہمیں قوت ایمانی نصیب فرما۔

یااللہ......تو ہادی ہے ہمیں ہدایت عطا فرما۔

یااللہ......ہم فقیر ہیں تو غنی ہے ہمارے خالی دامن بھر دے۔

یااللہ......ہم عاجز ہیں تو قادر ہے۔ ہمیں کفر پر قدرت وغلبہ نصیب کر

یااللہ......تو عفو ودرگزر کرنے والا ہے اور اسے تو پسند کرتا ہے لہٰذا ہمارے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف فرما دے۔

یااللہ......تو حل المشکلات ہے ہماری مشکلوں کو حل فرما دے۔

یااللہ......تو قاضی الحاجات ہے ہماری ضرورتوں کو پورا فرما دے۔

یااللہ......تو ہمیں دین اسلام پر استقامت کی توفیق دے ہماری نسلوں کو دین دے۔ ہماری شکلوں میں دین دے ہمارے عملوں میں دین عطا کر دے۔

یااللہ......ہم سے راضی ہو۔ ہمیں شیاطین کے شر سے بچا حاسدوں کے حسد سے بچا۔ ہمیں ظالموں کے ظلم سے بچا

یااللہ......تو دنیا اور آخرت کی زندگی میں صراط مستقیم نصیب کر۔

یااللہ......تو ہم سے راضی ہو، ہمیں اپنی رضا نصیب کر

یااللہ......مہر کر قہر نہ کر۔ چھوڑ دے پکڑ نہ کر۔ بخش دے حساب نہ لے۔

یااللہ......گناہ بھاری ہیں اتار دے۔ منہ سیاہ ہیں صاف کر دے۔

یااللہ......تو روز محشر ذلت ورسوائی سے بچانا۔ میدان محشر میں رحمت للعالمین ﷺ کے سامنے شرمساری سے بچانا۔

یااللہ......اپنا قرب نصیب کر اپنی رضا نصیب کر۔ اپنا نام نصیب کر اپنا ذکر نصیب کر، اپنا شکر نصیب کر، ہر وہ کام کریں جس پر تو عرش پر راضی ہو اور تیرا محبوب ﷺ فرش پر راضی ہو۔

یااللہ......اسلام کا بول بالا کر۔ کفر کا منہ، کالا کر، ہم سب کو اپنے دین متین کا متوالا کر۔

یااللہ......مسلم قوم کو خواب غفلت سے بیدار کر دے۔ جہاد کے لئے تیار کر دے۔

یااللہ......ہم سب کو دعوت وتبلیغ کے اہم مشن کیلئے قبول کر لے۔

یااللہ...... ہمیں ہمارے مال، ہماری اولادیں ہماری جانیں سب کچھ دین کی عالی محنت کے لئے قبول کر اور دین کی سربلندی کا ہمیں ذریعہ بنا۔ اور دین کی محنت کرنے والوں کی حفاظت کر۔

یااللہ...... قبر کے اندھیرے سے قبر کی وحشت سے قبر کی تنہائی سے قبر کی گرفت سے قبر کے عذاب سے قبر کے فتنے سے ہم سب کی حفاظت فرما۔

یااللہ...... منکر نکیر کے سوالات میں ہماری معاونت فرما۔

یااللہ...... عذاب، سکرات سے محفوظ رکھ۔ سکرات کی تلخی سختی سے بچا، موت کے وقت ایمان کی سعادت نصیب فرما۔

یااللہ...... یوم محشر نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا کرنا۔ محشر کی سختی گرمی سے بچانا۔ آقائے نامدار ﷺ کی شفاعت نصیب کرنا آقا ﷺ کے حوض کوثر کا پانی نصیب کرنا۔

یااللہ...... پل صراط سے گزرنا آسان کرنا۔ جنت کا داخلہ نصیب کرنا۔

یااللہ...... جنت کی تمام نعمتیں، لذتیں عطا فرمانا۔

یااللہ...... جنت میں اپنا اور اپنے محبوب ﷺ کے دیدار سے مالا مال فرمانا۔ اپنے محبوب ﷺ کی معیت نصیب فرمانا۔

یااللہ...... ہمیں رزق حلال، صدق مقال نصیب فرما۔

یااللہ...... ہمیں جنت کا اعلیٰ مقام جنت الفردوس نصیب فرمانا۔

یااللہ...... ہمیں ہر عمل میں اخلاص نصیب فرما۔

یااللہ...... ہمارے صغیرہ گناہ، کبیرہ گناہ۔ یاد گناہ بھولے ہوئے گناہ۔ جو درختوں کے پتوں سے زیادہ ہیں۔ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہیں آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں ہمارے پیارے اللہ ہمارے گناہوں کی کوئی حد وانتہا نہیں از سرتاپا گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، گھرے ہوئے ہیں، مگر میرے مولا تیری رحمت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ تجھے تیری رحمت کا واسطہ تجھے تیرے کرم کا واسطہ تیرے فضل کا واسطہ درگذر فرما معاف فرما۔

یااللہ ہماری گناہوں سے توبہ ہے۔ شرک سے توبہ ہے۔ کفر سے توبہ ہے چوری سے توبہ ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی سے توبہ ہے۔ زنا سے توبہ ہے۔ ہر برائی اور ہر برے عمل سے توبہ ہے۔ ہمیں معاف فرما۔ اوران برائیوں سے محفوظ فرما۔

یااللہ ہمیں معاف کر۔ ہمارے ماں باپ کو معاف کر۔ ہمارے اساتذہ کو معاف کر ہمارے مشائخ اور بزرگوں کو معاف کر، ہمارے بہن بھائیوں کو معاف کر۔ ہمارے دوستوں کو معاف کر۔ ہمارے ساتھ دینی کام کرنے والوں کو ہماری معاونت کرنے والوں کو معاف کر۔

یااللہ...... جن لوگوں نے ہمیں دین پڑھایا ہے، سکھایا ہے، سمجھایا ہے، بتایا ہے، ہم تک پہنچایا ہے، دین کی محنت میں مشقتیں برداشت کی ہیں، صدمے سہے ہیں مصائب جھیلے ہیں۔ یا ہمیں دین پڑھانے کی معاونت کی ہے سب کو جزائے خیر دے۔

یااللہ...... ہمیں تمام گناہوں سے محفوظ رکھ، کینہ، بغض، حسد، ریا، ظلم، جہل، کفر، نفاق، انشقاق، افتراق، اختلاف، جدائی، بددیانتی، بدنیتی، بے دینی، جبر وتشدد اور تمام رزائل قبیحہ سے محفوظ فرما۔

یااللہ...... ہمیں بزرگوں کی عزت کی توفیق دے اہل اللہ کی عظمت کی توفیق دے، مہمانوں کی ضیافت کی توفیق دے۔ بچوں پر شفقت کی توفیق دے ہمیں اچھے اخلاق اخلاص سمیت نصیب فرما، ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما۔

یااللہ...... ہمیں قرض سے۔ مرض سے۔ تنگ دستی وافلاس سے محفوظ فرما۔

یااللہ...... ہماری اولادوں کے نصیبے اچھے بنا۔ ان کو دین اسلام کے لئے پسند فرما۔ ہدایت انکا مقدر بنا۔ ہمارے بچوں اور بچیوں کا مقدر اور مستقبل بہتر بنا۔

یااللہ...... ہمیں آپس میں حسن سلوک نصیب کر، محبت عطا کر، مودت عنایت کر ہمیں آپس میں پیار دے انکار نہ دے۔ محبت دے عداوت نہ دے اتفاق دے نفاق نہ دے۔ خیر دے شر نہ دے۔

یااللہ...... ہمارے گھروں کو ہماری اولادوں کو ہمارے رشتہ داروں کو اور ہر کلمہ گو مسلمان کو آفات سے بلیات سے فتنوں سے جنات۔ ظاہری وباطنی شرور وحسد سے محفوظ رکھ۔

Scanned by CamScanner

یااللہ...... ہمارے گھروں میں اعمال صالحہ جاری فرما۔ نماز کی توفیق بخش قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق دے۔ آپس میں محبت دے۔

یااللہ...... ہمیں چین اطمینان اور سکون والی زندگی نصیب کر۔

یااللہ...... امت مسلمہ کو باہمی اتحاد، اتفاق نصیب فرما۔ امن چین اور سکھ نصیب فرما۔ مسلمانوں کو ملکر کفر کے مقابلہ کی توفیق عطا فرما۔

یااللہ...... تیرے پیارے محبوب ﷺ کی محبوب امت کفر و نفاق کے ظلم وستم والے شکنجے میں قید ہے اس کو رہائی عطا کر۔

یااللہ...... پورا کفر، نفاق، ہندو، سکھ، یہود، ہنود، مجوس، سب الکفر ملة واحدہ کا سماں بن کر مسلمانوں کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں یا اللہ ان میں اگر کوئی قابل اصلاح اور لائق ہدایت ہے تو ہدایت نصیب کر ورنہ ان تمام بے دینوں کو چن چن کر تباہ کر برباد کر صفحہ ہستی سی انکے نشان مٹادے۔

یااللہ...... مسلمانوں کو ہدایت عطا کر ان کی مدد کر انکی دستگیری کر۔

یااللہ...... مسلمان جہاں جہاں کفر کے مقابلہ میں مصروف جہاد ہیں ان کی دستگیری فرما، معاونت فرما، مدد فرما۔

یااللہ...... امت مسلمہ کو ایک کر، نیک کر

یااللہ...... امت مسلمہ کو دین و دنیا کی عزت دے عظمت دے

یااللہ...... جو بیمار ہیں روحانی مریض ہیں یا جسمانی ظاہری مریض ہیں یا باطنی ہسپتالوں میں ہیں یا گھروں میں سب کو صحت کاملہ اور شفاء عاجلہ نصیب فرما۔

یااللہ...... بچھڑوں کو ملا دے۔ اجڑوں کو بسا دے۔ بگڑوں کو بنا دے۔

یااللہ...... ہر مسلمان کی ہر نیک آرزو، آس، امید، اور تمنا پوری کر دے۔

یااللہ...... بے گھروں کو گھر دے بے زروں کو زر دے، بے دروں کو در دے سب کو اپنی رحمت سے بھر دے۔

یااللہ...... سب کی نیک آرزؤں کو بارآور فرما۔

یااللہ...... جو اب تک اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ میرے خالق تیرے خزانہ میں

کیا کمی ہے ہم تیرے محتاج ہیں تو تو کسی کا محتاج نہیں ان کی جھولیوں کو بھر دے نیک صالح نرینہ اولاد عطا کر دے۔

یااللہ...... ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کی حفاظت فرما اس کو اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ فرما۔ اس کے ایک ایک چپہ کی حفاظت کر۔

یااللہ...... اس وطن کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنا۔

یااللہ...... جو مسلمان بلا وجہ قید و بند کی سلاخوں میں ہیں ان کو رہائی نصیب کر۔

یااللہ...... جو مسلمان دنیا سے رخصت ہو چکے ان کی مغفرت کر۔ بالخصوص جو دین اسلام کی سربلندی کے لئے مختلف دینی تحریکوں میں جام شہادت حاصل کر چکے ہیں۔ ان تمام کے درجات بلند فرما۔

یااللہ...... اس مملکت کو اسلامی قوانیں اور خلافت راشدہ کا نظام نصیب فرما۔

یااللہ...... اس مملکت کے حکمرانوں کو دینی حمیت وغیرت عطا کر۔ اور اگر وہ اس قابل نہیں تو ان کی جگہ نیک صالح باکردار ارباب اقتدار عطا کر۔

یااللہ...... جن کے بچے اور بچیاں جوان ہیں اور وہ رشتوں کے معاملہ میں پریشان ہیں۔ ان کو دین و دنیا کے لحاظ سے اچھے رشتے عطا کر۔

یااللہ...... یہ رمضان المبارک، رحمتوں، برکتوں، راحتوں، بزرگی اور فضیلت کا مہینہ ہے تیرے لطف وعطا کا مہینہ ہے، اس میں ہمیں محروم نہ کر، ہمیں اپنا بنا لے، پسند فرما لے، اپنے محبوب ﷺ کا محبوب امتی بنا لے، شریعت کا پابند بنا دے، ہر خیر اور نیکی جو تیرے محبوب نے تجھ سے مانگی وہ ہمارا نصیب اور حصہ بنا دے۔

یااللہ...... ہر شر اور برائی جس سے تیرے محبوب ﷺ نے تجھ سے پناہ مانگی ہم سب کو محفوظ فرما دے۔

یااللہ...... اس ماہ مبارک کی تمام برکات، کرامات رحمتیں اور عزتیں ہمیں نصیب کر لیلۃ القدر کی فضیلتیں نصیب کر۔ اعتکاف کی نعمتیں نصیب کر۔

یااللہ...... اس بابرکت مہینہ میں ہم سے کسی کو محروم نہ کر۔

یااللہ...... ہمیں اغیار کی رسومات سے بچا اور شکل و عمل میں متبع رسول ﷺ بنا۔

Scanned by CamScanner

یا اللہ ہمیں پاکیزہ ماحول نصیب کر، ہر برے ماحول سے محفوظ کر۔ کفر و بدعات شرک و بے دینی، الحاد و زندیقیت کے ماحول سے بچا۔

یا اللہ ہماری نئی نسل کو، مردوں کو، عورتوں کو، بچوں کو جوانوں اور بوڑھوں کو تمام غلط ماحول سے نجات عطا کر

ٹی وی، وی سی آر، ڈش، کیبل کی تمام لعنتوں سے ہمیں پاک رکھ۔

یا اللہ...... ہمارے بچوں کو حسنین کا بچپنا دے۔

یا اللہ...... ہمارے جونواں کو خالد بن ولید، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم کی جوانی دے۔

یا اللہ...... ہمارے بوڑھوں کو ابو قحافہ کی قوت ایمانی دے۔

یا اللہ...... ہماری ماؤں کو اماں خدیجہ کی خدمت اسلام کا جزبہ دے۔ اماں ہاجرہ کا ایثار دے۔ اماں مریم کی پاک دامنی دے، اماں عائشہ کا علم دے، تمام امہات المؤمنین کے نقش قدم پر چلنے والا بنا۔

یا اللہ...... ہماری بہنو کو سیدہ شیما اور رسول اللہ ﷺ والا جذبہ اخوت دے۔

یا اللہ...... ہماری بیٹیوں کو سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ جیسا جذبہ ایمانی عطا فرما۔

یا اللہ...... ہماری گھر کی عورتوں کو ازواج نبی ﷺ کا سچا پیروکار بنا۔

یا اللہ...... ہم سب پر رحم کا معاملہ فرما، کرم کا معاملہ فرما، فضل کا معاملہ فرما۔

یا اللہ...... ہر خیر اور بھلائی اور نیکی ہمیں نصیب کر، ہر شر سے ہمیں بچا۔

یا اللہ...... ایسی زندگی دے ایک ہاتھ میں قرآن ہو۔ دوسرے میں تیرے نبی ﷺ کا فرمان ہو دل میں صحابہ اہل بیت کی قدر و شان ہو۔ وقت موت یہ سامان ہو۔ نکلتی جان ہو۔ ہماری زبان ہو۔ تیرا قرآن ہو۔ تیرے محبوب ﷺ کے روضہ کی طرف دھیان ہو۔

یا اللہ...... جب وقت موت قریب ہو۔ نقشہ عجیب ہو، سامنے روضۂ حبیب ہو، زبان پر کلمہ طیب نصیب ہو۔

افضل ذکر لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

رمضان المبارک میں
وفات پانے والی چند شخصیات کا

اجمالی تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

(۱) ام المومنین سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آپ خویلد باپ اور رائرماں کی بیٹی تھیں قُصَیٰ پر پہنچ کر ان کا سلسلہ نسب آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔ چونکہ حضرت خدیجہؓ جاہلیت کے رسم ورواج سے پاک تھیں اور صداقت وامانت میں بھی اہل مکہ کے نزدیک ان کا مقام نہایت بلند تھا۔ اس لئے بعثت نبوی سے قبل ہی ان کا نام طاہرہ تھا۔ آپ کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا جس سے ہند بن ابی ہالہ اور زینب بن ابی ہالہ دو بچے پیدا ہوئے تھے آخر یہ دونوں مشرف باسلام ہوئے، حضرت خدیجہؓ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق بن زائد مخزومی کے نکاح میں آئیں۔ ان سے ایک لڑکی ہندہ پیدا ہوئی یہ بھی صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئی اور ایک لڑکا عبداللہ بن عتیق پیدا ہوئے کچھ عرصہ بعد عتیق کا انتقال ہوگیا۔ اور آپ بیوہ ہوگئی۔ کچھ عرصہ قبل حضرت خدیجہؓ آنحضرت ﷺ کی صداقت کا چرچا سن چکی تھی۔ انہوں نے حضور ﷺ کو مال تجارت دے کر سفر شام پر روانہ فرمایا اس سفر کی برکات کا حال میسرہ غلام سے سن کر حضرت خدیجہؓ بے حد متاثر ہوئیں اور اسی وقت حضور ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا یہ پیغام نفیسہ بنت امیہ کے ذریعے پہنچایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے اس عذر کو دفع کر دیا اور ساتھ ہی آپؐ نے پیغام نکاح قبول فرمالیا۔

حضرت صفیہؓ جو آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھی ان سے حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کے تمام حالات دریافت کر لیے تھے حضرت محمد ابن اسحاقؒ لکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے بالمشافہ بھی بات پختہ کی حضور ﷺ نے یہی اطلاع جناب ابو طالب کو دی پھر آپؐ خاندان بنو ہاشم کو لیکر خدیجہؓ کے مکان پر پہنچے اور نکاح ہوا جس

کا خطبہ ابو طالب نے پڑھا خطبہ کے الفاظ کا یہاں موقع نہیں ابو طالب کے بلیغ خطبے کے بعد حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل نے بھی خطبہ پڑھا پھر عمر بن اسد نے کہا میں نے خدیجہؓ بنت خویلد کو محمدؐ بن عبداللہ کی زوجیت میں دے دیا محمد ابن اسحاق کے مطابق تقریباً بیس اونٹ مہر مقرر ہوئے شادی کے ولیمے میں حضرت خدیجہؓ نے ایک گائے ذبح کرائی نکاح کے وقت آپؐ کی عمر پچیس سال تھی اور اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی حضرت خدیجہؓ کے بطن سے آپ کی چار صاحبزادیاں حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ پیدا ہوئیں۔ اور دو صاحبزادے حضرت قاسمؓ اور حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے اور بعض حضرات نے انہیں دونوں بچوں کا نام القاب کے طور پر طیبؓ اور طاہرؓ بھی لکھا ہے۔ اور کم عمری میں ان دونوں بچوں کا انتقال ہوگیا تھا۔ البتہ صاحبزادیاں بڑی ہوئیں اور نکاح کی عفت سے سرفراز ہوئیں۔ حضرت خدیجہؓ کی زندگی تک آپؐ نے کسی اور سے عقد (یعنی نکاح) نہیں فرمایا۔ آپؓ پچیس سال تک آنحضرت ﷺ کی زوجیت میں رہی، اور ہجرت سے تین سال قبل مکۃ المکرمہ میں ماہ رمضان میں انتقال کرگئی۔ حضرت خدیجہؓ کے بے شمار فضائل سیرت کی ضخیم کتابوں میں مذکور ہیں۔ جنازے کا حکم ابھی نہیں آیا تھا اسلئے ان کو بغیر جنازے کے دفنایا گیا۔ آنحضرتؐ خود ان کی قبر میں اتر کر اپنی غم گسار بیوی کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ سیدہ خدیجہؓ کی قبر حجون میں ہے۔ جس کو اب جنت المعلیٰ کہا جاتا ہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پینسٹھ سال کی عمر پائی ابو طالب اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات آنحضرت ﷺ پر بہت گراں تھی چنانچہ آپ ﷺ نے اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا [illegible] رمایا۔ آنحضرتؐ عمر بھر آپؓ کی رفاقت کو نہ بھولے۔

Scanned by CamScanner

(۲) حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دختر رسول اللہ ﷺ

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں ان کی والدہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد ہیں علماء نے لکھا ہے کہ حضرت رقیہؓ اپنی بڑی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے تین برس بعد پیدا ہوئیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک قریباً تینتیس برس کی تھی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہنوں کے ساتھ اپنے والد شریف رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں تربیت پائی۔

خواتین میں سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں ان کے ہمراہ ان کی صاحبزادیاں اسلام لائیں۔ جس وقت ان کی والدہ محترمہ ایمان لائیں پھر ان کے ساتھ یہ صاحبزادیاں بھی مشرف باسلام ہوئیں۔ اور بیعت نبویؐ کے ساتھ شرف عزت حاصل کیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۴)

نکاح

اسلام سے پہلے اس دور کے مطابق سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی دونوں صاحبزادیوں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بالترتیب اپنے چچا کے بیٹے عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ یہ صرف انتساب نکاح تھا۔ اور رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ اور شادی و بیاہ کی نوبت نہیں آئی تھی پھر اسلام کا دور شروع ہوا آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ توحید کی آیات اتریں شرک و کفر کی مذمت برملا کی گئی۔ حتیٰ کہ سورہ لہب تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ الخ ابولہب کے نام سے اتری اس پر کفار مکہ کی عداوت اہل اسلام کے ساتھ انتہا کو پہنچ گئی اور ابولہب کا غیض و غضب حدود اخلاق سے تجاوز ہو گیا۔

پھر ابولہب نے اپنے دونوں لڑکوں کو حکم دیا کہ محمد بن عبداللہ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دو ورنہ میں تمہیں کبھی نہیں دیکھوں گا۔ یہ طلاق اس وقت ان دختران کا غیبی اعزاز تھا۔ تقدیر الٰہی نے فیصلہ کیا کہ یہ پاک صاحبزادیاں عتبہ عتیبہ کے ہاں نہیں جا سکتیں، بہرحال باپ کے کہنے پر دونوں بیٹوں نے طلاقیں دے دیں۔ اور یہ رشتہ صرف اور صرف اسلام کے ساتھ عداوت کی بناء پر منقطع کر دیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۴)

ان دونوں صاحبزادیوں (رقیہؓ اور اُم کلثومؓ) کا کوئی قصور و عیب نہ تھا محض رسول خدا ﷺ کی اولاد ہونیکی وجہ سے ان کو یہ اذیت پہنچائی گئی۔ اور کسی عورت کو بلاوجہ طلاق کا دیا جانا اس کے حق میں نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے۔

نکاح

جب ابولہب کے لڑکوں نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو اس کے بعد نبی اقدس ﷺ نے اپنی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ کر دیا۔

اور اس سلسلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں علماء نے بعض روایات نقل کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے۔ کہ میں اپنی بیٹی رقیہؓ اور ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ کر دوں چنانچہ حضور ﷺ نے رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ اور رخصتی بھی کر دی۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۷۵)

(۲) دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک صاحبزادی نکاح کر کے دی اس کے انتقال کے بعد پھر اپنی دوسری

صاحبزادی ان کے نکاح میں دی نکاح کیے بعد دیگرے منعقد ہوئے۔
(کنز العمال ج ۶ ص ۳۷۹)

اولاد رقیہ

علماء نے لکھا ہے کہ حبشہ میں ان کے ہاں ایک ناتمام بچہ پیدا ہوا پھر اس کے بعد ان کا دوسرا بچہ حبشہ ہی میں پیدا ہوا۔ جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور اسی نام کی نسبت سے حضرت عثمان ؓ کی کنیت ابوعبداللہ مشہور ہوئی اپنے والدین کے ساتھ نواسہ رسول ﷺ عبداللہ مدینہ شریف پہنچے۔

وفات

جنگ بدر ۲ھ میں رمضان المبارک میں پیش آیا تھا سید الانبیاء ﷺ اپنے صحابہ کرام ؓ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے ادھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور آنحضرت ﷺ کی غیر موجودگی میں رمضان المبارک میں آپؓ کا انتقال ہوگیا۔ پھر ان کے کفن دفن کی تیاری کی گئی۔ اور یہ تمام امور حضرت عثمان ؓ نے سرانجام دیئے سیدہ کو جب لحد میں اتارا جا چکا تھا کہ نبی کریم ﷺ بدر سے واپس تشریف لائے آنحضرت ﷺ پر بیٹی کی جدائی کا صدمہ بھاری تھا مگر اللہ کے رسول ہی تھے کہ استقلال واستقامت کے کوہ گراں تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

(۳) شہدائے غزوہ بدر ؓ

مہجع بن صالح ؓ سیدنا عمر فاروق ؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اس غزوہ میں سب سے پہلے یہی شہید ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یَوْمَئِذٍ مَهْجَعْ سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ یہ اسلام ہی کی انسانیت نوازی ہے کہ ایک غلام کو سید الشہداء کا خطاب عطا فرمایا گیا۔

(۴) عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی

قرشی المطلبی ابوالحارث یا ابومعاویہ کنیت رکھتے تھے سب سے اولین سریہ اسلامی کے سردار یہی بنائے گئے تھے۔ غزوہ بدر میں جب سرور دو عالم نے اپنے گھرانے کے تین سرداروں کو جنگ میں جانے کا حکم دیا تو امیر حمزہ ؓ اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے ساتھ تیسرے بزرگ یہی تھے عمر بوقت شہادت ۶۳ سال تھی۔

(۵) عمیر بن ابووقاص (مالک) بن اہیب بن عبد مناف

قرشی الزہری ہیں۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص (احد العشرہ المبشرہ) اور فاتح ایران کے برادر خورد ہیں۔ ۱۶ سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا نبی اکرم ﷺ نے ان کو بوجہ صغر سنی واپس کرنا چاہا تو یہ رو پڑے اس لئے اجازت دی گئی حوصلہ کے ساتھ لڑے اور خنداں خنداں روضہ رضوان کو سدھار ہے۔

(۶) عاقل بن بکیر بن عبد یا لیل

قبیلہ بنولیث سے ہیں۔ ان کے بھائی کا نام خالد تھا وہ بھی غزوہ رجیع میں شہید ہوئے۔

(۷) عمیر بن عبد عمیر بن نقلہ

آپ کا ذوالشمالین لقب۔ ابومحمد کنیت تھی بنوزہرہ کے حلیف تھے۔

Scanned by CamScanner

(۸) عوف یا عوذ بن عفراء

انصاری نجاری تھے۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے۔ اس خاتون بلند پایہ کے ساتوں فرزند غزوہ بدر میں حاضر تھے۔ والد کا نام حارث ہے۔

(۹) معوذ بن عفراء

صحابی اور والدین بھی صحابی عوف بن عفراء کے سگے بھائی تھے۔

(۱۰) حارث (یا حارثہ) بن سراقہ بن حارث

انصاری ان کی والدہ انس بن مالک کی پھوپھی ہیں حلق پر تیر لگا اور جاں بجاں آفریں کو سپرد کر گئے۔

(۱۱) یزید بن حارث (یا حرث) بن قیس بن مالک

انصاری نجاری

(۱۲) رافع بن معلے بن لوذان

انصاری ہیں

(۱۳) عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام

انصاری اسلمی۔ مواخات میں حضرت عبیدہ مہاجر کے دینی بھائی۔ دونوں زندگی میں بھی اکٹھے رہے اور بہشت بریں میں بھی ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے رونق افروز خلد ہوئے۔ میدان جنگ میں ان کا رجزیہ تھا۔

رَکْضًا عَلَی اللہِ بِغَیْرِ زَادِ اِلَّا التُّقٰی وَعَمَلَ الْمَعَادِ
وَالصَّبْرُ فِی اللہِ عَلَی الْعِبَادِ وَکُلُّ زَادٍ عُرْضَۃُ النِّفَادِ
غَیْرُ التُّقٰی وَالْبِرِّ وَالرَّشَادِ

(۱۴) عمار بن زیاد بن سکن بن رافع

انصاری الاشہلی ان کے بھائی عمارہ بن زیار اور ان کے چچا یزید بن سکن غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔

(۱۵) سعد بن خثیمہ الانصاری الاوسی

ابو عبداللہ کنیت، سعد الخیر لقب، نقیب محمدی تھے۔ باپ نے کہا تم ٹھہرو میں جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ابا۔ مجھے بہشت میں جانے سے نہ روکو۔ ان کے والد خثیمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ پس شہید بن شہید اور صحابی بن صحابی ہیں۔

(۱۶) مبشر بن عبدالمنذر بن زبیر بن زید

انصاری الاوسی ہیں۔ زرقانی میں ہے۔ اُسْتُشْهِدَ یَوْمَ بَدْرٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا

Scanned by CamScanner

(۱۷) سوانح حیات حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

ولادت باسعادت

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ آپ کی ولادت میں سیرت نگاروں کا اختلاف ہے بعض حضرات کا نظریہ یہ ہے۔ کہ جب قریش کعبہ کی بناء کر رہے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ہوئی اور اس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر شریف پینتیس سال تھی۔ اور یہ واقعہ نبوت سے تقریباً پانچ برس پہلے کا ہے۔

اور بعض علماء کے نزدیک آپ کی ولادت بعثت نبویؐ کے قریب ہوئی اور حضور ﷺ کی عمر مبارک اس وقت اکتالیس سال تھی۔ حضور اکرمؐ کی صاحبزادیوں میں مشہور قول کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ آپ کا اسم گرامی فاطمہ ہے۔ اور القاب میں زہرا اور بتول مشہور لقب ہے یہ چاروں صاحبزادیاں حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی اولاد شریف ہیں۔ اور باہمی حقیقی بہنیں ہیں۔ انکی پرورش خانہ رسول ﷺ کے مبارک ماحول میں ہوئی۔

بچپن کا ایک واقعہ

قریش مکہ کے اسلام سے عداوت ابتداء سے ہی قائم تھی۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کی تذلیل وتحقیر کے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے شرارت کی اونٹ کا اوجھ لاکر آنحضرت ﷺ کے اوپر رکھ دیا۔ حضور ﷺ سربسجود تھے۔ قریش اس حرکت پر آپس میں بہت مسرور ہوئے۔ حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا آپؓ کا بچپن تھا، جلدی سے جا کر اس اوجھ کو اتارا اور کافروں سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضورؐ نے بددعا فرمائی وہ قبول ہوئی اور ان میں سے بیشتر غزوہ بدر میں مارے گئے۔ (بخاری شریف ج۱ ص۷۴)

سیدہ فاطمہ کی تزویج

ہجرت کرنے کے بعد ۲ھ میں نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کی تزویج کی طرف توجہ فرمائی بعض روایات میں ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے متعلق خطبہ عرض کیا بطور منگنی کے درخوست پیش کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ آپؓ کے پاس مہر کے لئے کوئی چیز ہے؟ تو حضرت علیؓ نے عرض کیا اور تو کچھ نہیں ہے مگر ایک سواری اور زرہ ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو چار سو درہم میں بیچ دیا اس موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے خوشبو بھی خرید کی جائے۔ کیونکہ فاطمہ بھی خواتین میں سے ہے اور ان کے لئے خوشبو درکار ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ فاطمہؓ کی رخصتی کے لئے مکان کی تیاری کی جائے اس موقعہ پر اس کام میں ام سلمہؓ بھی ان کے ساتھ معاون تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق ہم نے اس کام کی تیاری شروع کی اور وادی بطحاء سے اچھی قسم کی مٹی منگوائی اس مکان کو لیپا پونچا اور صاف کیا پھر ہم نے اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال درست کر کے دو گدے تیار کیے اور خرما اور منقیٰ سے خوراک تیار کی اور پینے کے لئے شیریں پانی مہیا کیا پھر اس مکان کے ایک کونے میں لکڑی گاڑ دی تا کہ اس پر کپڑے اور مشکیزہ لٹکایا جا سکے جب مذکورہ بالا انتظامات مکمل ہو چکے تو حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی

Scanned by CamScanner

شادی سے بہتر ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تزویج اور شادی کے سلسلہ میں جب ابتدائی مراحل طے ہو چکے اور مکان اور جہیز وغیرہ کی تیاری ہو چکی تو آنحضرت ﷺ نے بامر خداوندی مجلس نکاح قائم کر کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور عام روایات کے اعتبار سے مہر چار سو مثقال مقرر کیا گیا نکاح کے بعد علماء نے لکھا ہے کہ آنحضرت نے اپنی دختر کو بی بی ام ایمن کے ساتھ حضرت علیؓ کے خانہ مبارک میں روانہ فرمایا اور ام ایمن کی معیت میں حضرت فاطمہؓ پیدل چل کر تشریف لے گئی اور کوئی ڈولی اور سواری وغیرہ تجویز نہ کی گئیں۔ ایک روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ خود اپنی بیٹی لیجا کر چھوڑ آئے۔

وفات

نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہیں پھر تین رمضان المبارک ۱۱ھ میں منگل کی شب ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک علماء نے اٹھائیس یا انتیس برس ذکر کی ہے۔

(۱۸) ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ سودہؓ قریش کے قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ سیدہ سودہؓ وہ پہلی خاتون ہیں۔ جو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

نام ونسب

آپ کا نام سودہ تھا قبیلہ عامر بن لوی سے تعلق رکھتی تھیں جو کہ قریش کا ایک مشہور ترین قبیلہ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ آپ کی والدہ کا نام شموس تھا۔ مدینہ منورہ کے خاندان بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔

قبول اسلام

ان کا پہلا نکاح ان کے چچا زاد بھائی حضرت سکران بن عمرو سے ہوا۔ انہوں نے اور ان کے شوہر نے اعلان نبوت کے ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کر لیا تھا ہجرت حبشہ تک سیدہ سودہؓ اور ان کے شوہر مکہ میں مقیم رہے۔ لیکن جب کفار نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تو مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو آنحضرت ﷺ نے پڑوسی ملک حبشہ کی طرف جانے کی اجازت دے دی ان ہجرت کرنے والوں میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل تھے۔ کئی سال تک حبشہ میں مقیم رہنے کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا مکہ واپس آئیں واپس آنے کے بعد ان کے شوہر حضرت سکران کا انتقال ہو گیا۔ اور آپؓ بیوہ ہو گئیں۔ اسی زمانہ میں سیدہ خدیجہؓ الکبریٰ کا انتقال ہوا تھا۔ روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے وصال کے بعد اکثر غمگین رہتے تھے۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت خولہؓ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول

Scanned by CamScanner

اللہ ﷺ! میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کو غمگین دیکھتی ہوں حضورؐ نے فرمایا ہاں! پھر خولہ نے کہا کہ ایسی صورت حال میں آپ کو ایک رفیق اور غم خوار ساتھی کی ضرورت ہے اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں آپ ﷺ کے نکاح کے لئے سلسلہ شروع کروں۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

حضرت خولہ جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی وہ حضرت سودہؓ کے پاس آئیں۔ اور ان کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے نکاح کے بارے میں بات کی تو حضرت سودہ نے خوشی کے ساتھ اس رشتے کو قبول کر لیا اور کہا کہ میرے والد سے بھی بات کر لو۔ ان کے والد نے بھی اس رشتہ کو قبول کر لیا۔ رشتے کی بات طے ہو گئی۔ پھر اس کے بعد حضور ﷺ خود حضرت سودہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے والد نے حضرت سودہؓ کا نکاح چار سو درہم مہر پر حضور ﷺ سے کر دیا۔

آپؓ کے اخلاق

سیدہ سودہؓ اپنے اخلاق و عادات میں نہایت ہی ممتاز تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک تھیلی بھیجی۔ اس کے اندر کچھ درہم موجود تھے۔ تو حضرت سودہؓ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ بتایا گیا کہ اس تھیلی میں درہم ہیں۔ اسی وقت اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آج تک کسی بھی عورت کو حسد سے خالی نہیں دیکھا، سوائے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے۔

آپؓ کی اولاد

سیدہ سودہؓ کے پہلے خاوند حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے ان کے ایک فرزند تھے

جن کا نام تھا عبدالرحمٰن۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک جنگ میں شرکت فرمائی اور شہادت کے مرتبہ عظمیٰ پر فائز ہوئے۔

وفات

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۲۲ ہجری رمضان المبارک میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

ایک مرتبہ ازواج مطہرات آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے سب سے پہلے کس کا انتقال ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب سے بڑا ہے۔ لوگوں نے ہاتھ بڑا ہونے کے ظاہری معنیٰ مراد لئے۔ ہاتھ ناپے گئے تو معلوم ہوا کہ سب سے بڑا ہاتھ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ لیکن جب سب سے پہلے ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ ﷺ کی مراد سخاوت اور فیاضی اور صدقات تھے۔

Scanned by CamScanner

(۱۹) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

نام ونسب

آپؓ کا نام ابی تھا کنیت ابو المنذر اور ابو طفیل تھی سید القراء اور سید الانصار آپ کے القاب ہیں۔ آپؓ قبیلہ نجار خزرج کے خاندان معاویہ سے تھے جو بنی حدیلہ کے نام سے مشہور تھا حدیلہ معاویہ کی ماں کا نام تھا جو جشم بن خزرج کی اولاد میں تھیں آپ کا سلسلہ نسب کچھ اسطرح ہے ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زیاد بن معاویہ بن عمر بن مالک بن نجار آپ کی والدہ کا نام صہیلہ تھا جو کہ عدی بن نجار کے سلسلے سے تعلق رکھتی تھیں اور یہ صہیلہ حضرت ابو طلحہؓ جو کہ انصاری ہیں۔ ان کی حقیقی پھوپھی تھیں پھر اسی بناء پر حضرت ابو طلحہؓ اور حضرت ابیؓ پھوپھی زاد بھائی تھے حضرت ابی بن کعبؓ کی یہ جو دو کنیتیں تھیں ابو المنذر اور ابو طفیل ان میں سے پہلی کنیت رسول اللہ ﷺ نے رکھی تھی اور آپؓ کی دوسری کنیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے طفیل کے نام کی مناسبت سے پسند فرمائی۔

حضرت ابی بن کعبؓ کے ابتدائی حالات بہت کم معلوم ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ کی زبانی اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام سے پہلے مے نوشی ابی بن کعبؓ کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی اور حضرت ابو طلحہؓ نے ندیموں کا جو حلقہ قائم کیا تھا حضرت ابی بن کعبؓ اس حلقہ کے ایک ضروری رکن تھے۔

اسلام

مدینہ میں یہود کا کافی مذہبی اقتدار تھا غالباً وہ اسلام سے پہلے توراۃ پڑھ چکے تھے اسی واقفیت کی وجہ سے انہوں نے اسلام کی طرف توجہ کی چونکہ مدینہ کے انصار نے دوسری دفعہ جا کر آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر عقبہ میں بیعت کی تھی انہیں میں حضرت ابیؓ بھی شامل تھے اور یہی ان کے اسلام کی تاریخ ہے۔

حصول علم

حضرت ابی بن کعبؓ کی حیات سعید کا ایک ایک لمحہ علم کے لیے وقف تھا بالخصوص اس وقت کہ جب مدینہ میں مہاجرین اور انصار سے تجارت اور زراعت کا بازار گرم رہتا تھا آپؓ مسجد نبوی میں نبوت کے علمی جواہرت سے اپنے علوم وفنون کی دوکان سجاتے تھے انصار میں آپؓ سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا اور قرآن کے سمجھنے اور حفظ وقرأت مہاجرین وانصار دونوں میں ان کی فوقیت مسلمہ تھی یہاں تک کے خود رسول اللہ ﷺ ان سے قرآن مجید پڑھا کر سنتے تھے۔

اسلام کے علوم کے علاوہ کتب قدیمہ سے بھی پوری طرح آپؓ واقفیت رکھتے تھے تورات وانجیل کے عالم تھے آنحضرت ﷺ کے متعلق ان کتابوں میں جو بشارتیں مذکور ہیں وہ ان کو خاص طور پر معلوم تھیں اس علمی جلالت وشان کی بناء پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کی تعظیم اور ان کا لحاظ کرتے تھے اور خود ان کے گھر پر جا کر مسائل پوچھتے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اسلام کی تاریخ میں حبر الامہ کے لقب سے مشہور تھے حضرت ابی بن کعبؓ کی درسگاہ میں حاضری کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔

حضرت ابی بن کعبؓ اگر چہ مختلف علوم کے جامع تھے لیکن وہ خاص فن جن میں ان کو امامت اور اجتہاد کا منصب حاصل تھا قرآن وتفسیر وشان نزول حدیث وفقہ ناسخ ومنسوخ تھے اور ہم انہیں علوم میں اپنی بساط کے مطابق ان کے کمالات دیکھائیں گے سب سے پہلے ہمیں قرآن مجید کا ذکر کرنا ہے۔ اور یہ دکھانا ہے کہ حضرت ابی بن کعب اس کو کس نظر سے دیکھتے تھے حضرت ابیؓ مجتہد تھے قرآن مجید پر مجتہدانہ انداز سے وار کرتے تھے ایک رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ قرآن مجید میں کونسی آیت نہایت معظم ہے آپؓ نے فرمایا آیت الکرسی حضور ﷺ نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا تمہیں یہ مسرور کرے۔ اس کے علاوہ آپ کے حلقہ میں تابعین سے زیادہ صحابہ

Scanned by CamScanner

انس بن مالک، ابو موسیٰ اشعریؓ، ابو ہریرہؓ، ابو ایوب انصاریؓ، حضرت عمرؓ، کا مجمع ہوتا تھا حضرت ابیؓ تمام صحابہؓ میں انتخاب تھے حضرت عبداللہ بن عباس سلیمان بن صرد سہل بن سعد کے اوقات درس اگرچہ علم حدیث میں استفادا کرتے تھے حضرت ابی بن کعبؓ کے تشریف متعین تھے ان وقتوں کے علاوہ بھی جو صحابہؓ مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کیلئے لاتے اور اگر اس وقت بھی کسی کو تعلیم کی حاجت ہوتی تو اسکی بھی تشفی فرماتے تھے۔

وفات

آپؓ کی وفات مدینہ طیبہ میں رمضان المبارک ۱۹ھ میں ہوئی آپؓ سے کثیر مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

(۲۰) حضرت ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

نسب

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اصلی نام ہندہ تھا۔ اور آپ کی کنیت ام سلمہؓ تھی لیکن آپ رضی اللہ عنہا اپنی کنیت سے زیادہ مشہور تھی اسلئے آپؓ کا نام ام سلمہ رضی اللہ عنہا پڑ گیا، آپ کا سلسلہ یوں ہے۔ ہندہ بن ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ ماں کی طرف سے سلسلہ نسب یوں ہے۔ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن خزیمہ بن علقمہ۔ آپؓ کے والد محترم ابوامیہ مکہ کے بہت بڑے مال دار آدمی تھے نام تو ان کا حذیفہ تھا مگر وہ زیادہ مشہور دارالراکب کے لقب سے تھے ام سلمہؓ نے انہی کے زیر سایہ بڑے ناز ونعم کے ساتھ پرورش پائی آپؓ کے والامحترم ابوامیہ قریش میں نہایت عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اور آپؓ کے والد جب بھی کبھی سفر پر جاتے تو وہ تمام قافلے کے کفیل ہوتے۔

نکاح

ام سلمہؓ کا پہلا نکاح ان کے چچازاد ابوسلمہ سے ہوا ابوسلمہ کا اصل نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا لیکن وہ زیادہ مشہور ابوسلمہ کے نام سے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے ام سلمہؓ اور ان کے شوہر ان لوگوں میں سے ہیں۔ جن کو قدیم الاسلام کہا جاتا ہے۔ نبوت کے شروع میں جب لوگ اسلام کے بارے میں تردد اور تشکک کا شکار تھے یہ دونوں میاں بیوی اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے سیدہ ام سلمہؓ اور ابوسلمیٰ نے نبوت کے شروع میں اسلام قبول کرلیا تھا جیسے جیسے مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی کفار مکہ کی تکلیفوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔

جب ان کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس بات کی اجازت دے دی کہ جو شخص اپنے دین، جان و مال کو بچانے کے لیے ہجرت کرنا چاہے وہ حبشہ جا سکتا ہے۔ اس اعلان کے بعد ام سلمہؓ نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی حبشہ میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپؓ مکہ واپس تشریف لے آئیں۔

Scanned by CamScanner

ہجرت مدینہ

ہجرت کے مصائب کا واقعہ انہیں کے الفاظ میں بیان کیا

مورخین نے ان کی ہجرت کے مصائب کا واقعہ انہیں کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں: ابو سلمیٰؓ نے جب مدینہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو ان کے پاس ٹوٹل ایک ہی اونٹ تھا انہوں نے اس اونٹ پر مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو سوار کر دیا خود اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لیکر چلے بنوں مغیرہ والے میرے میکے کے لوگ تھے انہوں نے ہمیں دیکھ لیا اور راستے میں رکاوٹ ڈالی اور کہا کہ ہم اپنی لڑکی کو ایسی حالت میں نہیں جانے دیں گے اسی دوران بنوں عبدالاسد یعنی ابو سلمیٰ کے خاندان والے لوگ آ گئے انہوں نے مجھ سے بچا چھین لیا اور بنوں مغیرہ والوں سے کہا اگر تم اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے ساتھ نہیں جانے دیتے تو ہم اپنے بچے کو تمہاری لڑکی کے پاس نہیں رہنے دیں گے، اب میں میرا شوہر میرا بچہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اس دوران میں بہت پریشان ہوئی بنو مغیرہ کے ایک شخص نے مجھے دیکھا وہ میرا رشتیدار تھا اس کو بہت ترس آیا اس نے تمام لوگوں کو جمع کر کے کہا اس پر کیوں ظلم کرتے ہو اس کو جانے دو میرے میکہ والوں کو غیرت آئی انہوں نے اجازت دے دی اور راستے میں بھی بہت مشکلات آئیں اس طرح ہم مختلف مقام پر قیام کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔

اولاد

سیدہ ام سلمہؓ کے پہلے شوہر سے چار بچے پیدا ہوئے تھے، اور حضور ﷺ سے کوئی اولاد نہ تھی۔ دو لڑکے سلمہ اور عمر اور دو لڑکیاں زینب اور درّہ تھیں۔

وفات

آپؓ نے ۸۴ سال کی عمر ہیں ماہ رمضان المبارک ۵۹ھ میں وفات پائی نماز جنازہ ابو ہریرہؓ نے پڑھایا آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا اسی سال واقعہ حرہ پیش آیا بوقت انتقال آپؓ کی عمر چوراسی سال کی تھی آپؓ کی وفات ازواج مطہرات میں سے سب سے آخر میں ہوئی۔

(۲۱) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عباس تھا۔ کنیت ابوالفضل تھی۔ والد کا نام عبدالمطلب اور والدہ کا نام نمیلہ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف الہاشمی القرشی۔ آنحضرت ﷺ کے چچا تھے۔ لیکن عمر میں کچھ زیادہ فرق نہ تھا۔ غالباً حضرت عباسؓ دو یا تین برس آپ سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔

حضرت عباسؓ عہد طفولیت میں ایک مرتبہ گم ہو گئے تھے ان کی والدہ نے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کی نظر مانی چنانچہ ان کے صحیح سلامت مل جانے کے بعد نہایت تذک و احتشام کے ساتھ نظر پوری کی گئی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پہلی عرب خاتون تھی جنہوں نے ایام جاہلیت میں خانہ کعبہ کو دیبا و حریر سے مزین کیا۔

(اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۰۹)

زمانہ جاہلیت میں وہ قریش کے ایک سربرآوردہ رئیس تھے خانہ کعبہ کا اہتمام وانصرام اور لوگوں کو پانی پلانے کا عہدہ ان کے اپنے والد عبدالمطلب کی وراثت میں ملا تھا۔ آنحضرتؐ کو خلعت نبوت عطا ہوا اور آپ نے مکہ میں علانیہ دعوت توحید کی سدا بلند فرمائی تو حضرت عباسؓ نے گو بظاہر ایک عرصہ تک بیعت کے لیے ہاتھ نہیں بڑھایا دل سے وہ اس تحریک کے حامی تھے چنانچہ اہل یثرب نے جب رسالت مآب ﷺ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی اور زمانہ حج میں بہتر انصار نے کفار سے چھپ کر منیٰ کی گھاٹی میں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس رازداری کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے انصار سے خطاب کر کے کہا گروہ خزرج تم کو معلوم ہے کہ محمدؐ اپنے خاندان میں محترم رہے ہیں اور دشمنوں کے مقابلے میں ہم نے ہمیشہ ان کی حفاظت کی ہے اور وہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں۔ اگر مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے جواب دے دو۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۳۲)

Scanned by CamScanner

انصار نے اس کے جواب میں جان نثاری اور وفا شعاری کی حامی بھری اور اس کے کچھ عرصہ کے بعد ہی آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔

حضرت عباسؓ کا ایک عرصہ تک مکہ میں مقیم رہنا اور علانیہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہونا درحقیقت ایک مصلحت پر مبنی تھا وہ کفار مکہ کی نقل وحرکت اور ان کے رازہائے سربستہ سے رسول اللہ ﷺ اطلاع دیتے تھے نیز اس سرزمین کفر میں جو ضعفائے اسلام رہ گئے تھے۔ ان کے لئے تنہا مامن وملجا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عباسؓ نے جب کبھی رسالت پناہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے باز رکھا اور فرمایا کہ آپ کا مکہ میں مقیم رہنا بہتر ہے۔ خدا نے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے اس طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۱۰)

فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے حضرت عباسؓ کو ہجرت کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ وہ مع اہل وعیال، رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور علانیہ بیعت کر کے مستقل طور سے مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے۔

آنحضرت کے بعد خلفائے راشدین نے بھی حضرت عباسؓ کی عزت و احترام کا لحاظ رکھا، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اگر کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی طرف سے گزرتے تو تعظیماً اتر پڑتے۔ اور فرماتے کہ یہ رسول اللہ کے عم (چچا) تھے۔
(استیعاب تذکرہ عباسؓ)

حضرت عمرؓ اکثر ان کو اپنے مشوروں میں شریک کرتے تھے اور قحط وخشک سالی کے موقعوں پر ان سے دعائیں کراتے تھے۔ قحط عام الرمادہ کے موقعہ پر حضرت نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا خدایا پہلے رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پکڑ کر حاضر ہوتے تھے۔ اور اب ہم آنحضرت ﷺ کے عم محترم کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ان کے طفیل ہم کو سیراب کر۔
(بخاری ج ۱ ص ۵۲۶)

ان کے بعد حضرت عباسؓ نے منبر پر بیٹھ کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ تو یکایک صاف وشفاف آسمان پر ابر نمودار ہوئے تھوڑی سی دیر میں باران رحمت سے تمام کوہ و بیاباں جل تھل ہو گئے تھے۔

وفات

حضرت عباسؓ اٹھاسی برس کی عمر پا کر ۳۲ھ میں بماہ رمضان المبارک جمعہ کے روز فانی عالم سے جدا ہو گئے خلیفہ ثالثؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قبر میں اتر کر سپرد خاک کیا استیعاب تذکرہ عباسؓ۔

(۲۲) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

آپ کا نام مقداد ہے۔ اور آپ کے والد محترم کا نام اسود ہے اور کندی ہیں اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپؓ کے والد محترم کندہ کی طرف منسوب اسلئے ہوئے تھے کہ انہوں نے کندہ سے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ اسلئے کندہ کی طرف منسوب ہوئے۔ آپؓ کے والد محترم کو ابن اسود اسلئے کہتے تھے کہ یہ اسود کے حلیف یا ان کے پروردہ تھے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ وجہ نہیں تھی۔ بلکہ وجہ یہ تھی کہ وہ اسود کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو متبنیٰ بنا لیا تھا یہ اسلام لانے والوں میں چھٹے آدمی ہیں ان سے علی رضی اللہ عنہ اور طارق بن شہاب وغیرہ نے روایت نقل کی ہے "حرف" ایک مقام ہے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں پر آپؓ کی وفات ہوئی لوگ ان کو وہاں سے کندھوں پر اٹھا کر لائے اور جنت البقیع میں ۳۳ھ رمضان المبارک کو دفن کیا گیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر ۷۰ سال تھی۔ (مظاہر حق جدید ج ۵ ص ۱۰۲۵)

ایک دفعہ ایک تابعی نے ان کے پاس آ کر کہا "مبارک ہیں آپ کی آنکھیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے، کاش میں بھی اس زمانہ میں ہوتا" حضرت مقداد رضی اللہ عنہ ان پر سخت برہم ہوئے، لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ برہمی کی کیا بات تھی، بولے حاضر کو غائب کی تمنا عبث ہے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہے، ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کو ایمان نہ لانے کے باعث خدا نے جہنم واصل کر دیا اس کو کیا معلوم کہ وہ اس وقت کس گروہ میں ہوتا؟ تم لوگوں کو خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ بغیر امتحان و آزمائش کے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے مستفیض ہوئے۔

(مسند احمد ج ۶ ص ۴، بحوالہ سیر الصحابہ ص ۲۰۲ ج ۲)

(۲۳) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

آپؓ کا نام حسان تھا کنیت ابوالولید تھی شاعر رسول اللہ لقب تھا سلسلہ نسب یہ ہے حسان ابن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید۔ والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے۔ فریعہ بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود ابن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن کعب بن ساعدہ تھا قبیلہ کا نام خزرج تھا۔ اور سعد ابن عبادہ سردار خزرج کی بنت عم ہوتی تھیں۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۵)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اجداد اپنے قبیلے کے رئیس تھے فارع کا قلعہ جو مسجد نبوی سے جانب غرب باب الرحمۃ کے مقابل واقع تھا۔ انہی کا سکونت گاہ تھا۔

آپ کے سلسلہ اجداد کی چار پشتیں نہایت معمر گزریں عرب میں کسی خاندان کی چار پشتیں مسلسل اتنی طویل العمر نہیں مل سکتیں، حرام کی عمر جو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے پردادا تھے ۱۲۰ سال کی تھیں، ان کے بیٹے منذر اور حسان بن ثابت سب نے یہی عمر پائی۔

(اصابہ ج ۸ ص ۱۲۶)

اسلام

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حالت ضعیفی میں ایمان لائے ہجرت کے وقت ۶۰ برس کا سن تھا۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غزوات میں بھی شرکت کی تھی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے لڑائی کے لئے غزوہ خندق میں عورتوں کے ساتھ قلعہ میں تھے۔ آنحضرت ﷺ کی پھوپی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب بھی اسی قلعہ میں تھیں ایک یہودی نے چکر لگایا۔ حضرت صفیہؓ کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہودیوں کو اطلاع ہو گئی تو بڑی مشکل پیش آئے گی۔ اسلئے کہ آنحضرت ﷺ جہاد میں مشغول تھے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ

Scanned by CamScanner

عنہا نے فرمایا کہ اس کو مار دو ورنہ یہود سے جا کر خبر کر دے گا۔ انہوں نے جواب دیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب سن کر خود خیمہ کی چوب اٹھائی اور مردانہ وار نکل کر مقابلہ کیا اور یہودی کو قتل کر دیا۔

(اسد الغابہ ج ۲ ص ۶)

آپؓ کی شاعری

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی سرت میں شاعری ایک مستقل عنوان تھا۔ شعر و سخن عرب کا مزاج تھا اور چند قبائل خصوصیت کے ساتھ شاعروں کے معدن تھے مثلاً قیس، ربیعہ، تمیم، مضر، یمن، موخر الذکر قبیلہ میں اوس اور خزرج کا شمار تھا۔ جن سے حضرت حسان کا آبائی سلسلہ نسب ملتا ہے۔

ان قبائل میں بھی چند مخصوص خاندان تھے جن کے ہاں شاعری ابا عن جد وارثت کے طور پر چلی آتی تھی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی اسی میں سے تھے۔

شعر کی اگرچہ مختلف اصناف اور قسمیں ہیں لیکن ان میں اصولی حیثیت صرف چار کو حاصل ہے رغبت، رہبت، طرب، غضب چنانچہ رغبت میں مدح، شکر، رہبت میں معذرت طلب رافت طرب میں شوق تغزل اور غضب میں ہجو، عتاب و حشم داخل ہیں۔

(کتاب العمدہ سیر الصحابہ ج ۳ ص ۲۸۷)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا تو فرمایا کہ آپ ﷺ ایسے ہی تھے جیسا کہ حسانؓ نے کہا ہے۔ (استیعاب ج ا ص ۱۲۰)

آنحضرت ﷺ مسجد نبوی میں منبر رکھوا دیتے تھے حضرت حسانؓ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی مدح کرتے تھے اور آپ نہایت مسرور ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ بنو تمیم کا وفد آیا اور حسانؓ نے قریش کی مدح میں شعر پڑھے تو سب کے سب بول اٹھے کہ محمد کا خطیب ہمارے خطیب سے اور ان کا شاعر ہمارے

شاعر سے بہتر ہے۔

(استیعاب ج ا ص ۱۴۱)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مدح میں شعر پڑھے تو انہوں نے فرمایا کہ خیر میں تو ایسی ہوں لیکن تم ایسے نہیں۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۶۷)

وفات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پائی بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ۴۰ھ سے پہلے وفات پائی لیکن یہ صحیح نہیں۔ اور بعض حضرات نے بتلایا ہے کہ ۵۰ھ میں اور ان کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوئی۔ ساٹھ سال جاہلیت کے دور میں زندہ رہے اور ساٹھ سال اسلام کے اندر۔

(مظاہر حق جدید ج ۵ ص ۹۴۱)

Scanned by CamScanner

(۲۴) حضرت حسن بن علیؓ

آپؓ کا نام حسن تھا۔ کنیت ابو محمد تھی۔ شجرہ نسب یہ ہے۔ ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب قریشی مطلبی آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ بتول جگر گوشہ رسول فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھی۔ اور آپ کے والد بزرگوار جناب امیر، علی المرتضیٰؓ ابن عم رسول تھے۔ اس لحاظ سے آپؓ کی ذات گرامی دوہرے شرف کی حامل تھی۔

پیدائش

سنہ ہجری کے تیسرے سال رمضان المبارک کے مہینہ میں معدن نبوت کا یہ گوہر شب چراغ استغنا و بے نیازی کی اقلیم کا تاجدار صلح و مسالمت کی پرسکون مملکت کا شہنشاہ سردار دو عالم ﷺ کی امت مسلمہ کا محسن اعظم نور افزائے عالم وجود ہوا۔ آنحضرت ﷺ کو ولادت باسعادت کی خبر ہوئی۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا، میرے بچے کو دکھانا کیا نام رکھا گیا۔ عرض کیا گیا حرب فرمایا نہیں اس کا نام حسن ہے پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کیا اور دو مینڈھوں کی قربانی کر کے سر کے بال اتروائے ان کے ہموزن چاندی خیرات کی۔

آنحضرت ﷺ کو حضرت حسینؓ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ آپ نے بڑے ناز و نعم سے ان کی پرورش فرمائی۔ کبھی آغوش شفقت میں لئے ہوئے نکلتے کبھی دوش مبارک پر سوار کئے ہوئے برآمد ہوتے۔ ان کی ادنیٰ ادنیٰ تکلیف پر بے قرار ہوتے۔ حضرت حسنؓ کو دیکھے بغیر نہ رہا جاتا ان کو دیکھنے کیلئے روزانہ اپنی لخت جگر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بھی آپ سے بے حد مانوس ہو گئے تھے کبھی ریش مبارک سے کھیلتے اور کبھی نماز کی حالت میں پشت مبارک پر چڑھ جاتے کبھی رکوع میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے جانثار نانا نہایت پیار اور محبت سے ان طفلانہ

شوخیوں کو برداشت کرتے اور کبھی تادیباً بھی نہ جھڑکتے بلکہ ہنس دیا کرتے۔ ابھی حضرت حسنؓ کی عمر آٹھ سال تھی۔ کہ یہ بابرکت سایہ سر سے اٹھ گیا۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے دور میں ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت علیؓ دونوں ایک ساتھ تھے، عصر کی نماز پڑھ کر نکلے راستے میں دیکھا کہ حضرت حسنؓ کھیل رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے اٹھا کر کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا قسم ہے یہ نبی کے مشابہ ہے، علیؓ کے مشابہ نہیں حضرت علیؓ ہنس پڑے۔ بخاری کتاب المناقب الحسنؓ والحسینؓ۔

حضرت علیؓ کی وفات کے بعد سارے علاقہ والوں کی نظر حضرت حسنؓ ہی کی طرف تھی۔ چنانچہ والد بزرگوار کی تدفین کے بعد آپ مسجد تشریف لائے۔ مسلمانوں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے آپ نے بیعت لی۔

وفات

حضرت حسنؓ آخری لمحہ حیات تک اپنے جد بزرگوار کے جوار میں خاموشی و سکون کی زندگی بسر کرتے رہے ۵۰ھ رمضان المبارک میں وفات ہوئی آپؓ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے زہر دے دیا تھا۔

Scanned by CamScanner

(۲۵) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سلسلہ نسب

آپؓ کا نام عائشہ لقب صدیقہ اور حمیرا تھا کنیت ام عبداللہ تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ام رومان بنت عامرؓ کی صاحبزادی تھی آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم تھا ماں کی طرف سے سلسلہ نسب اس طرح ہے ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن ازینہ بن سبیع بن رہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ چونکہ سیدہ عائشہؓ کی کوئی اولاد نہ تھی اس لیے آپ کی کوئی کنیت بھی نہ تھی ایک دن سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے حضور اکرم سے عرض کی یا رسولؐ اللہ عرب کی اور عورتیں کنیت سے مشہور ہیں آپ میری کنیت بھی تجویز فرما دیں تو آپؐ نے فرمایا تم اپنی کنیت عبداللہ کے نام کی نسبت سے ام عبداللہ رکھ لو اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے بھانجے تھے۔ ان کی بڑی ہمشیرہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر کے صاحبزادے تھے۔

ولادت

سیدہ عائشہ صدیقہؓ قرن اول کے ان چند گنے چنے افراد میں سے تھیں جن کی پیدائش ایک مسلمان گھرانے میں ہوئی سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے اپنی ولادت کے بعد شروع ہی سے اپنے والدین کو مسلمان پایا حضرت عائشہ صدیقہؓ بعثت نبوی کے چار سال بعد پیدا ہوئیں آپؓ کا سن ولادت 9 قبل ہجرت ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک تھیں جن کے کانوں نے کبھی بھی کفر و شرک کی آواز تک نہیں سنی سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا بچپنا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جیسے عظیم الشان باپ کے زیر سایہ بسر ہوا بچپن ہی سے آپ تمام بچوں سے ممتاز تھیں آپؓ بے حد ذہین تھیں ان کو اپنے بچپن کے ایام کی تمام باتیں یاد تھیں یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ کسی دوسری صحابیہ یا صحابی کی یادداشت اتنی اچھی نہ تھی کہ جتنی عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا وائل کی کنیت ابوالقیس تھی۔

نکاح

تمام ازواج مطہراتؓ میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں سیدہ عائشہ صدیقہؓ حضور اکرمؐ سے پہلے جبیر بن مطعم سے منسوب تھیں لیکن جب سیدنا خدیجہؓ کا انتقال ہوا تو خولہ بنت حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لیکر ام رومان سے کہا۔ ام رومان نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں اب اگر انکار کرتا ہوں تو یہ وعدہ خلافی ہوگی لیکن پھر یہ ہوا کہ مطعم نے خود ہی اس بناء پر انکار کر دیا کہ اگر عائشہ صدیقہؓ ان کے گھر آ گئیں تو اسلام کے قدم گھر میں آ جائیں گے پھر اس واقعہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے لیے پیغام بھیجا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی تھی کہ ان کی صاحبزادی تاجدار مدینہ سرکار دو جہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئے وہ فوراً راضی ہو گئے پھر شوال کے مہینے میں پانچ سو درہم حق مہر پر آپ کا نکاح ہوا نکاح کا خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھا اس وقت آپؓ کی عمر چھ ۶ سال تھی رخصتی کے وقت عمر ۹ سال سے زائد تھی۔ سورۂ نور آپ کی فضیلت میں اتری احادیث کا ذخیرہ آپ کے فضائل میں ہے دو ہزار دو سو سے زاہد روایات آپ سے نقل ہیں۔ خلفاء راشدین سمیت اجلہ صحابہ آپ کے شاگرد ہیں۔

وفات

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات منگل کی شب ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ ہجری میں ہوئی حضرت ابوہریرہؓ نے آپؓ کا جنازہ پڑھایا اور آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا آپؓ کو قاسم بن محمد عروہ بن زبیر عبداللہ بن زبیر عبداللہ بن عبدالرحمٰن عبداللہ بن عتیقؓ نے قبر میں اتارا

Scanned by CamScanner

(۲۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبداللہ ہے اور کنیت ابو عبدالرحمٰن والد کا نام مسعود اور والدہ کا نام ام عبد تھا شجرہ نسب آپ کا یوں ہے۔ عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

حضرت عبداللہ کے والد مسعود ایام جاہلیت میں عبد بن حارث کے حلیف تھے۔

ابتدائی حالات

ایام جاہلیت میں زمانہ طفولیت عموماً بھیڑ بکریوں کے چرانے میں بسر ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ شرفاء وامراء کے بچے بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔ گویا یہ ایک درس گاہ تھی۔ جہاں سادگی، جفاکشی وفاشعاری اور راستبازی کا عملی سبق دیا جاتا تھا۔ مکہ میں جب دعوت توحید کا غلغلہ بلند ہوا تو حضرت عبداللہ اسی درسگاہ میں تعلیم پا رہے تھے۔ عقبہ بن معیط کی بکریاں ان کے سپرد تھیں۔

ایک روز آنحضرت ﷺ اپنے مونس وہمدم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرف سے گزرے جہاں یہ بکریاں چرا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا صاحبزادے تمہارے پاس کچھ دودھ ہو تو پیاس بجھاؤ، بولے میں آپ کو دودھ نہیں دے سکتا اسلئے کہ یہ بکریاں کسی دوسرے کی امانت ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس نے بچے نہ دیے ہوں۔ عرض کیا جی ہاں اور پھر ایک بکری کو پیش کیا۔ آپ نے تھن پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی یہاں تک کہ وہ دودھ سے لبریز ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بکری کو علیحدہ لے جا کر دوہا تو اس قدر دودھ نکلا کہ تینوں آدمیوں نے یکے بعد دیگرے خوب سیر ہو کر پیا فرمایا اس

کے بعد رسول اللہ ﷺ نے تھن سے فرمایا خشک ہو جا اور پھر وہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا۔ اس کرشمۂ قدرت نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دل پر بے حد اثر کیا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی مجھے بھی اس مؤثر کلام کی تعلیم دیجئے آپ نے شفقت سے ان کے سر پر دست مبارک پھیر کر فرمایا تم تعلیم یافتہ بچے ہو غرض اس روز وہ معلم دین مبین کے حلقۂ تلمیذ میں داخل ہوئے اسلام قبول کرنے کے بعد وہ ہمیشہ خدمت بابرکت میں حاضر رہنے لگے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنا خادم بنا لیا حضرت عبداللہ تمام مشہور اہم جنگوں میں جانبازی کے ساتھ سرگرم پیکار تھے غزوۂ بدر میں دو انصاری نوجوانوں نے سردار قریش ابوجہل بن ہشام کو تہ تیغ کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ابوجہل کی خبر لاتا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گئے ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی اس کی داڑھی پکڑ کر کہا کہ تو ہی ابوجہل ہے؟ اس کا سر تن سے جدا کر دیا غزوۂ احد، خندق، حدیبیہ اور فتح مکہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مکہ سے واپس آتے ہوئے غزوہ حنین پیش آیا اس جنگ میں مشرکین مکہ اس طرح ٹوٹ پڑے کہ مسلمان بد حواسی کے ساتھ منتشر ہو گئے اور دس ہزار کی جماعت میں صرف اسی اصحاب ثابت قدمی کے ساتھ اپنی قربانی کے جوہر دکھاتے رہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ان جاں نثاروں میں شامل تھے فرماتے ہیں کہ جب مشرکین نے سخت حملہ کیا تو ہم لوگ تقریباً اسی قدم تک پسپا ہوئے لیکن پھر ہم جم کر کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ اپنے رہوار کو آگے بڑھاتے تھے لیکن وہ پیچھے کی طرف ہٹتا تھا اسی حالت میں آپ ایک دفعہ زین سے جھکے میں نے پکار کر کہا آپ سر بلند رہیں۔ خدا نے آپ کو رفعت عطا فرمائی ہے۔ فرمایا مجھے ایک مٹی خاک اٹھا دو میں نے خاک اٹھا کر دی تو آپؐ نے مشرکین کے منہ کی جانب پھینک دی جن سے ان کی آنکھیں غبار آلود ہو گئیں پھر ارشاد ہوا مہاجرین وانصار کہاں ہیں۔ میں نے اشارہ سے بتایا تو حکم ہوا کہ انہیں آواز

Scanned by CamScanner

دے کر بلاؤں میں نے چیخ کر پکارا ایک دم سب کے سب پلٹ پڑے اس وقت ان کی تلواریں نور ایمان سے اس طرح چمک رہی تھیں جس طرح شعلہ دمکتا ہے غرض یہ کہ بگڑا ہوا کھیل پھر بن گیا مشرکین مغلوب ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔

وفات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جب سفر آخرت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے حضرت زبیر اور ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن زبیر کو بلا کر اپنے مال واسباب اور اولاد نیز خود اپنی تجہیز وتکفین کے متعلق مختلف وصیتیں فرمائیں اور ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر پا کر ۳۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا صحیح روایات کے مطابق امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا اور یہ واقعہ رمضان المبارک میں پیش آیا۔

(۲۷) سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

یہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ ان کی کنیت ابوالحسن اور ابو تراب ہے قریشی خاندان میں سے ہیں۔ اکثر اقوال کے اعتبار سے بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ اس وقت ان کی عمر میں اختلاف ہوا ہے کہا گیا ہے کہ ان کی عمر ۱۵ سال تھی یا ۱۶ سال تھی، اور بعض نے آٹھ سال اور بعض نے دس سال بیان کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے ہیں۔ سوائے غزوۂ تبوک کے کہ وہ اپنے گھر والوں میں ضرورۃً رکھے گئے تھے۔ اسی واقعہ کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ کیا تم کو یہ پسند نہیں۔ کہ تمہیں میری جانب سے وہ حیثیت حاصل ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھی۔ یہ گندم گوں تھے اور گندمی رنگ کھلا ہوا تھا۔ بڑی بڑی آنکھوں والے تھے زیادہ طویل القامت نہ تھے۔ زیادہ بال والے چوڑی داڑھی والے تھے سر کے بال وسط میں سے اڑے ہوئے تھے۔ سر اور داڑھی دونوں سفید تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن جمعہ کا روز تھا۔ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو خلیفہ بنائے گئے تھے۔ اور عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے کوفہ میں ۱۷/۱۸ رمضان المبارک جمعہ کی صبح کو آپ پر تلوار سے حملہ کیا تھا۔ زخمی ہونے کے تین رات بعد انتقال فرما گئے آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا، نماز جنازہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی پھر آپ کو دفن کیا گیا اس وقت آپ کی عمر مشہور قول کے مطابق ۶۳ سال تھی۔ آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ کچھ دن ہے۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے حسن وحسین اور بہت سے صحابہ اور تابعین روایت کرتے ہیں۔ (مظاہر حق جدید ج۵ ص۹۸۲)

Scanned by CamScanner

(۲۸) حضرت ابوالزنار، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا نام عبداللہ تھا۔ والد محترم کا نام ذکوان تھا آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ آپ کا لقب ابوالزنار تھا۔ لقب ہی سے زیادہ مشہور تھے۔ ابوالزنار قریش کی غلامی میں تھے۔ لیکن غلامی کی نسبت میں اختلاف ہے۔ بعض رملہ بنت ربیعہ کا اور بعض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد کا غلام بتاتے ہیں۔

اگرچہ آپ غلام تھے۔ لیکن اقلیم علم کے تاجدار تھے۔ اکابر تابعین کے بعد جو بزرگوار علم کے مسند نشین ہوئے۔ ان میں ایک نام ابوالزناد کا بھی ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں کہ ان کی ثناء وصفت ان کے فور علم ان کے حفظ ان کے فضل اور مختلف علوم میں ان کی مہارت، توثیق اور ان کی جلالت پر سب کا اتفاق ہے۔ (تہذیب الاسماء ج ۱۔ ص ۲۴۳)

ابوالزنار کی جامعیت کی مناسبت سے ان کے حلقہ دروس بھی نہایت وسیع تھے۔ اس میں علوم وفنون کے سینکڑوں طلبہ کا ہجوم رہتا تھا لیث بن سعد لکھتے ہیں کہ میں نے ابوالزناد کے پیچھے بیک وقت فقہ، شعروشاعری اور مختلف علوم کے تین تین سو طالب علم دیکھے ہیں۔ (تہذیب الاسماء جلد اول ص ۲۴۳)

مذہبی علوم کے علاوہ زبان، ادب وانشا اور فصاحت وبلاغت میں بھی دستگاہ تھی۔ غیر مذہبی علوم یعنی حساب میں خصوصیت کے ساتھ بڑی مہارت تھی۔ اسی مہارت کی بناء پر کبھی کبھی حکومت کے دفاتر کی جانچ پڑتال ان کے سپرد ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ اسی سلسلہ میں ہشام کے پاس شام گئے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۲۱)

وفات

باختلاف روایت رمضان ۱۳۰ یا ۱۳۱ھ میں رفعۃ انتقال ہوا وفات کے وقت چھیاسٹھ سال کی عمر تھی۔ تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۲۴۴

(۲۹) حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم التیمی ہیں۔ ابن راہویہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ بڑے درجے کے عالم اور ارکان مسلمین میں شمار کیے جاتے تھے، اور آپ کی ذات حدیث وفقہ ا مدق و پرہیزگاری کی جامع تھی۔ آپ علم کی طلب میں عراق، یمن خراسان حجاز ا م کے شہروں میں پھرے ہیں۔ پھر آپ نے نیشاپور کو اپنا وطن بنالیا۔ یہاں تک ں ۲۳۸ھ میں بعمر ۷۷ سال انتقال کیا۔ اور آپ کے فضائل کا احاطہ نہیں کیا جاسک ہوں نے سفیان بن عیینہ اور امام وکیع جیسے بڑے بڑے آئمہ سے احادیث سنیں ان سے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ائمہ اعلام کی بڑی جماعت نے روایات کی ہیں۔ (مظاہر حق جدید ج ۵ ص ۹۲۸)

(۳۰) امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب

نام محمد، کنیت، ابوعبداللہ، والد کا نام یزید، دادا کا نام، عبداللہ، عرف، ابن ماجہ، مشہور یہ ہے کہ ماجہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے

ولادت: ۲۰۹ھ مطابق ۸۲۴ء کوئی

حصول علم

امام ابن ماجہ کا زمانہ وہ تھا جب بنوعباس کی حکومت کا دور دورہ تھا۔ مامون عباسی تخت خلافت پر تھے۔ اہل علم باکمال شخصیات کا زمانہ تھا۔ ابوحسن علی بن محمد۔ ابو محمد عمرو بن رافع۔ ابوسلیمان اسماعیل بن توبہ، ابوموسیٰ ہارون بن موسیٰ۔ ابوبکر محمد بن ابی خالد یزید جیسے محدثین سے آپ نے حصول علم کیا۔

اکیس بائیس سال کی عمر کے بعد علم حدیث کے لئے مختلف ممالک۔ خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام مختلف بلادے بصرہ، کوفہ بغداد، مکہ اور دمشق وغیرہ اسفار کئے۔

Scanned by CamScanner

شیوخ واساتذہ

ابومصعب ، احمد بن ابوبکر زہری، ابواسحاق ابراہیم بن المنذ رخزامی، ابومحمد حسن بن علی حلوانی، ابوعبدالرحمٰن سلمہ بن شبیب نیشاپوری، محمد بن یحیٰ عدنی وغیرہ اساتذہ کی طویل فہرست ہے۔

مشہور تلامذہ

علی بن سعید بن عبداللہ عسکری، ابراہیم بن دینار ہمدانی، احمد بن روح شعرانی، سلیمان بن یزید قزوینی۔

مسلک

امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حنبلی المسلک تھے علامہ سید انور شاہ کاشمیری کے نزدیک امام شافعی کی طرف میلان تھا۔

تصانیف

(۱) تفسیر حافل (۲) التاریخ لابن ماجہ، سب سے زیادہ شہرآفاق تالیف، السنن ابن ماجہ ہے جو صحاح ستہ میں شامل ہے۔ امام ابن ماجہ نے اس کتاب میں لاکھوں حدیثوں کے ذخیرہ سے چار ہزار احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا ہے۔

سنن ابن ماجہ میں پانچ احادیث ثلاثی ہیں یعنی جن میں ابن ماجہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں اور وہ ، جبارہ، کثیر بن سلیم، اور سیدنا انس بن مالک ہیں وصال انتقال پُر ملال، علم حدیث کا یہ آفتاب سموار سات دن ۲۱ رمضان المبارک ۲۷۳ھ کو غروب ہوا۔ ۲۲ رمضان المبارک کو تدفین عمل میں آئی۔

وصال کے وقت عمر مبارک چونسٹھ برس کی تھی۔ محمد بن علی اور ابراہیم بن دینار نے غسل دیا۔ اور آپ کے بھائی ابوبکر بن یزید نے جنازہ کی امامت کرائی۔ آپ کے دو بھائی، ابوبکر، ابوعبداللہ اور آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے لحد میں اتارا۔

انااللہ وانا الیہ راجعون

(۳۱) حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتیؒ

آپ کا نام شیخ شرف الدین اور لقب بوعلی قلندر تھا آپ کا نسب چند واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی حضرت شیخ فخر الدین اور والدہ محترمہ کا نام بی بی حافظہ جمال تھا۔

پانی پت کے زمانہ قیام میں حضرت شیخ بوعلی شاہ قلندر پیدا ہوئے تاریخ پیدائش ۶۰۶ھ ہے۔

چھوٹی سی عمر میں تمام علوم ظاہری حاصل کیے اور ۲۰ سال تک دہلی کے قطب مینار کے پاس درس دیتے رہے اپنے عہد میں صف اول کے علماء میں شمار کیے جاتے تھے نامور علماء آپ کی فضیلت واستعداد کے معترف تھے۔

سلطان جلال الدین خلجی کو حضرت خواجہ بوعلی شاہ قلندر سے بیحد عقیدت تھی وہ آپ کے پاس سلوک طریقت کی تعلیم کے لیے حاضر ہوتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگیا تھا۔ بزرگوں کا شہر تھا۔ جلال الدین خلجی میں بہترین اوصاف پائے جاتے ہیں۔ جلال الدین خلجی کے علاوہ علاؤ الدین خلجی بھی حضرت شیخ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔

ایک بار سلطان علاؤ الدین نے چاہا کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر کے پاس کچھ نذر بھیجنی چاہیے۔ امراء سے مشورہ کیا سب نے یہی رائے دی کہ اگر تحفہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ذریعہ اور وساطت سے بھیجا جائے تو امید ہے کہ قبول کرلیا جائے گا۔ ورنہ قبول کرنا مشکل ہے۔

اس فیصلہ کے بعد سلطان نے امیر خسرو کو حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے حضرت سلطان المشائخ سے بادشاہ کی خواہش ظاہر کی پہلے تو آپ نے تامل کیا پھر اپنے محبوب مرید کو بادشاہ کی نذر لے جانے کی اجازت دے دی اور فرمایا دیکھو جو قلندر کہیں اس کو تسلیم کرنا معترض نہ ہونا امیر خسرو بادشاہ کی نذر لیکر تین دن کے بعد پانی پت میں داخل ہوئے حضرت بوعلی کی قیام گاہ پر آئے خدام سے کہا کہ امیر کا آنا بیان کرو

کہ خسرو کو خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر نے انکو اپنے پاس بلایا اور جب وہ جا کر بیٹھے تو کچھ سنانے کی فرمائش کی۔ امیر خسرو نے اپنی ایک غزل نہایت سوز سے پڑھنا شروع کی جس کا مطلع یہ ہے۔

اے کہ گوئی ہیچ سختی چوں فراق یار نیست
گر امید وصل باشد آنچناں دشوار نیست

غزل سن کر حضرت بوعلی قلندر بہت خوش ہوئے اور بادشاہ کی نذر قبول کر لی۔ اور فرمایا کہ اگر مولانا نظام الدین کا واسطہ نہ ہوتا تو میں ہرگز قبول نہ کرتا۔

سلطان غیاث الدین تغلق بھی حضرت کا بے حد معتقد تھا اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھا۔ ایک بار اپنے لڑکے اور پوتے کے ساتھ حاضر خدمت ہوا شیخ نے خدام کو حکم دیا کہ شاہوں کیلئے کھانا لگاؤ کھاتے وقت آپ یہ دیکھ کر مسکرائے اور کہا کہ تین بادشاہ ایک ہی برتن میں کھا رہے ہیں یہ گویا بشارت تھی چند سال بعد دونوں ہندوستان کے بادشاہ ہو گئے اخبار الاخبار میں مرقوم ہے کہ ایک روز آپ نہایت مستی اور سکر کی حالت میں تھے۔ مونچھیں خلاف سنت بڑھی ہوئی تھیں مولانا ضیاء الدین سنامیؒ جو نہایت ہی متدین بزرگ تھے تشریف لائے مونچھوں کو بڑھا ہوا دیکھ کر قینچی کھولی اور داڑھی پکڑ کر مونچھوں کو درست کیا اور آپ نے کوئی مزاحمت نہیں کی بلکہ اس واقعہ کے بعد اپنی داڑھی پکڑ کر کہتے کہ یہ داڑھی متبرک ہے۔ اس کو شریعت کا حکم بجالانے کے لئے پکڑا گیا ہے۔

وفات: سیر الاقطاب میں ہے کہ ۱۷ رمضان المبارک ۷۲۴ھ میں حضرت کا انتقال ہوا۔

(۳۲) حضرت شیخ محمد نصیر الدینؒ چراغ دہلوی

آپ کا اسم مبارک محمود تھا۔ نصیر الدین محمود گنج چراغ کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ حضرت کے دادا کا نام مبارک سید عبداللطیف تھا۔ والد ماجد کا نام سید یحیٰ تھا آپ کا تعلق حسینی سادات کے ایک مقتدر خاندان سے تھا۔

چند بزرگوار خراسان سے ہندوستان آئے اور لاہور میں مقیم ہوئے۔ یہیں

آپ کے والد ماجد پیدا ہوئے۔

ابھی آپ کی عمر نو برس ہی کی تھی کہ آپ کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا لہٰذا تعلیم و تربیت کی تمام ذمہ داریاں آپ کی والدہ محترمہ کے کاندھوں پر پڑ گئیں جنہوں نے اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا اور ایک روز بھی آپ کی تعلیم سے غافل نہ ہوئیں۔

ایک روز آپ اپنے حجرے میں خاص مراقبہ میں سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ تراب نامی ایک قلندر وہاں پہنچا اور حضرت کے جسم پر چھری سے پے در پے گیارہ زخم لگائے خون حجرے کے باہر بہنے لگا۔ لیکن آپ کے مراقبہ میں اور استغراق میں فرق نہ آیا۔

مرید نے قلندر کو پکڑ لیا اور سزا دینی چاہی لیکن حضرت نے روکا اور فرمایا کوئی شخص قلندر کو نقصان نہ پہنچائے پھر قلندر کو کہا کہ اگر چھریاں مارتے وقت تمہارے ہاتھ کو تکلیف پہنچی ہو تو معاف کر دینا اور ۲۰ اشرفیاں دے کر رخصت کر دیا۔

وفات

آپ کی وفات ۱۰ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو شب جمعہ کو ہوئی انتقال سے پہلے ایک مرید نے اپنا جانشین مقرر کرنے کیلئے کہا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔

(۳۳) علامہ ابن الھمام

نام محمد، والد کا نام عبدالواحد، دادا، عبدالحمید، پردادا، مسعود، لقب کمال الدین۔ علامہ ابن الہمام کے نام سے مشہور ہیں۔

ولادت: ۷۸۸ھ یا ۷۹۰ھ ہے۔

حصول علم

ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اپنے دور کے اکابر علماء محدثین سے علم

Scanned by CamScanner

حاصل کیا ابوزرعہ اور ابن البساطی عراقی جیسے محدث ان کے استاذ ہیں۔ علم دین ظاہری اور رُوحانی باطنی سے مزین تھے صاحب جذب وکمال صوفی کامل اور عارف باللہ تھے۔

پوری زندگی حصول علم کے لیے اشاعت علم میں گزاری ہدایہ کی شرح فتح القدیر، اصول فقہ میں التحریر اور عقائد میں مسائرہ۔ فقہ میں زاد فقیر جیسی کتابیں آپ نے تحریر کیں۔

وفات: حلب شہر میں جمعۃ المبارک کے روز ۷رمضان المبارک کو دنیا سے رحلت کی۔

(۳۴) علامہ عبدالرشید دیوان

شمس الحق عبدالرشید بن محمد مصطفیٰ بن عبدالحمید ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ۱۰۰۰ھ میں جونپور کے ایک نواحی گاؤں میں پیدا ہوئے تعلیم وتربیت اپنے وقت کے اکابر علماء سے حاصل کی جن میں شمس نور برونی، ملا محمد افضل جونپوری شامل ہیں۔ ان کی معروف کتب درج ذیل ہیں۔

(۱) رشیدیہ فن مناظرہ (۲) مقصود الطالبین اور اودو وظائف (۳) کافیہ کا حاشیہ (۴) زاد السالکین، فارسی وغیرہ،

وفات: ۹رمضان المبارک کو فجر کی نماز کی سنتیں ادا کر چکے تھے۔ فرضوں کی تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے روح پرواز کر گئی اناللہ وانا الیہ راجعون

(۳۵) صاحب نورالایضاح

نام ونسب

نام حسن والد کا نام عمار، دادا کا نام علی، کنیت، ابوالاخلاص، مصری مشہور ہیں۔

تحصیل علم

چھ سال کی عمر میں مصر میں قرآن کریم کی تعلیم شروع کی اپنے دور کے اکابر علماء سے علم دین حاصل کیا۔ ۱۰۳۵ھ میں مسجد اقصیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔

اپنے زمانہ کے مشہور محدث اور فقیہ تھے۔ جامعہ ازہر مصر میں ایک زمانہ تک تدریس کی ہے۔

تصانیف

کی تعداد تقریباً ۴۵ ہے ان میں سب سے زیادہ جس کتاب کو مقبولیت ملی اور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے اسی کتاب کو محدث جلیل سید انور شاہ کاشمیری نے ایک نظر دیکھنے کے بعد مصر سے واپسی پر تحریر کرا کر طبع کرایا وہ کتاب نورالایضاح ہے۔

وفات: ۷۵ سال کی عمر میں جمعۃ المبارک کے دن بعد از عصر ۱۱رمضان المبارک کو داعی اجل کو لبیک کہا اور تربۃ المجاورین میں دفن ہوئے۔

(۳۶) امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ

ولادت: سیالکوٹ کے ایک گاؤں چیانوالی میں ۱۲ محرم الحرام ۱۲۸۹ھ ۱۰ مارچ ۱۸۷۲ء میں ہوئی۔

والد ولادت سے چار ماہ قبل فوت ہو گئے تھے۔ دادا دو سال کی عمر تھی کہ داغ جدائی دے گئے۔

بچپن: جام پور ضلع راجن پور میں ماموں پٹواری تھے ان کے پاس آ گئے اور وہیں مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ جام پور میں آج بھی سکول کی قدیمی عمارت یادگار کے طور پر ہے۔

اسلام: تعلیم مڈل کے دوران ایک کتاب تحفۃ الہند کا مطالعہ کیا۔ اسی کے ساتھ شاہ اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان بھی پڑھی، مزید اسلام کا مطالعہ کیا۔ دل میں اسلام کی عظمت مسلم ہوتی گئی دل میں اسلام قبول کیا اور اپنا نام خود ہی تحفۃ الہند کے مؤلف کے نام پر عبیداللہ تجویز کیا۔

اظہار اسلام

15 اگست 1887ء میں اسلام کا اظہار کیا۔ ضلع مظفر گڑھ کے قصبہ کوٹلہ رحم علی شاہ میں دینی عربی کتب شروع کر دیں۔ ۹رذوالحجہ ۱۳۰۴ھ سنت ختنہ ادا ہوئی۔

Scanned by CamScanner

سید العارفین کی صحبت

حضرت سندھیؒ مظفر گڑھ سے سندھ حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی کی خدمت میں آ گئے۔ حضرت سید العارفین نے حضرت سندھی کو اپنا بیٹا بنایا اور فرمایا اسلام نے اسلام کی خاطر سب کچھ چھوڑا ہے اب یہ میرا بیٹا ہے اس وقت سے حضرت سندھی نے بھی اپنے نام کے ساتھ سندھی لکھنا شروع کر دیا۔

مرشد کی دعا سے شیخ الہند کی شاگردی ملی۔ حضرت گنگوہی سے بھی ابوداؤد شریف پڑھی دیوبند سے فراغت کے بعد جب سندھ واپس تشریف لائے تو مرشد بھرچونڈی وصال کر چکے تھے۔

مرشد دین پوری وامروٹی سے تعلق

دیوبند سے واپسی پر حضرت سید تاج محمود امروٹیؒ سے تعلق رکھا یہ حضرت بھرچونڈی کے خلیفہ تھے۔ اس دوران حضرت سندھی نے کتب خانہ پیر جھنڈا کو کھنگال ڈالا۔ علمی حوالہ سے شاہ ولی اللہ۔ حضرت نانوتوی کی تحقیقات پر اعتماد تھا۔ حضرت سندھی اپنی خودنوشت میں تحریر کرتے ہیں۔ سلسلہ قادریہ راشدیہ اور نقشبندیہ مجددیہ کے تمام اذکار کی تکمیل حضرت بھرچونڈی کے خلیفہ اعظم، حضرت خواجہ غلام محمد دین پوری سے کی تھی۔

سیاسی مسلک

شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز سید احمد بریلوی شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی، اور شیخ الہند کے نظریات اور فکر کے تابع تھے۔

جمعیۃ الانصار

۱۳۲۷ھ میں شیخ الہند نے جمعیۃ الانصار کی بنیاد رکھی۔ چار سال تک امام سندھی اس میں کام کرتے رہے۔

ہجرت کابل

شیخ الہند کے حکم سے ۱۳۳۳ھ میں کابل کا سفر کیا۔ اس سفر میں آپ کی خدمات قابل صد ستائش ہیں۔ درحقیقت یہ سفر ہی جہاد افغانستان کی بنیاد تھی۔

سیاحت روس

۱۹۲۳ میں ترکی گئے ماسکو سات ماہ قیام کیا۔

جلاوطنی اور مکۃ المکرمہ

۱۳۲۴ھ میں مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے وہاں خالصتاً علمی مشغلہ رکھا۔ علماء مکہ سے استفادہ بھی کیا حجۃ اللہ البالغہ اور قرآن مجید کے درس کا اہتمام رکھا۔

وطن واپسی: ۱۹۳۹ء میں واپسی ہوئی۔

تحریک آزادی شیخ الہند کے یہ عظیم راہنما، فلسفہ ولی اللّٰہی کا امام۔

وفات: ۲۲/اگست ۱۹۴۴ء ۲/رمضان المبارک کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم فنا سے عالم بقاء کو رخصت ہوئے۔

دین پور شریف تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کے تاریخی قبرستان میں اپنے مرشد خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن ہوئے۔

(۳۷) مولانا محمد احسن نانوتوی

نام: محمد احسن

والد: لطف علی

پیدائش: قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور 1825ء میں پیدا ہوئے۔

والد ماجد بزرگوار سے قرآن کریم حفظ کیا۔

Scanned by CamScanner

آپ کے معروف اساتذہ مولانا مملوک علی نانوتوی، مولانا سبحان بخش شاہ عبدالغنی مجددی دھلوی، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری 15 دسمبر 1866ء میں حج کی سعادت حاصل کی، خاص طور پر سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مدنی سے ملاقات کی اور اخذ فیض کیا بستی نانوتہ میں 1877ء میں مدرسہ احسن المدارس کے نام پر قائم کیا۔ دینی مدارس میں ابتدائی درجوں میں آپ کی کتاب مفید الطالبین پڑھائی جاتی ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف تھے۔

وفات: 1894ء میں بیمار ہوئے مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کے اصرار پر دار العلوم دیوبند میں قیام کیا۔

1895ء ۱۳۱۲ھ رمضان المبارک کے آخر میں وصال فرمایا۔

(۳۸) حضرت مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا فضل علی قریشی بن فرزند علی قریشی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء میں داؤد خیل میں پیدا ہوئے۔ مولانا قمر الدین سے کتب درسیہ کی تحصیل کی اور دورۂ حدیث حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوری سے پڑھا۔ بھائیوں کے ساتھ داؤد خیل سے ترک سکونت کر کے ضلع مظفر گڑھ آئے اور حکومت سے کچھ رقبہ لے کر کاشتکاری شروع کی۔ ان کی کوششوں سے جنگل ہی لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں نہیں بدلا بلکہ "مسکین پور" کے نام سے ایک بستی آباد ہوگئی۔

مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں مولانا سید لعل شاہ ساکن دندہ شاہ بلاول سے بیعت کی۔ ان کے وصال کے بعد موسیٰ زئی شریف گئے۔ اور خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ مولانا موصوف ایک اچھے خوشنویس تھے۔ خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خط وکتابت ان ہی کے ذمہ تھی۔

آپ اکابر علمائے دیوبند کی خدمات دینیہ کے بڑے قدردان تھے۔ ایک

دفعہ دیوبند گئے تو حضرت مولانا حسین احمد مدنی، علامہ شبیر احمد عثمانی، قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر دیوبند نے عزت واحترام کا سلوک کیا۔ دیوبند سے دہلی آئے اور مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ امینیہ تشریف لے گئے۔ فرق باطلہ کے خلاف آپ نے اکابر دیوبند کے ساتھ مل کر بڑا کام کیا۔ ایک بار سید عطاء اللہ شاہ بخاری بغرض تقریر قادیان جا رہے تھے تو آپ بھی ساتھ گئے اور قادیان میں آپ ہی کی صدارت میں جلسہ ہوا جس سے ایوان قادیان میں زلزلہ سا آ گیا۔

حضرت مولانا کا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا، خود ہل چلاتے اور فارغ اوقات میں اصلاح وارشاد کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مہمان نواز، ایثار پیشہ اور متواضع بزرگ تھے، کوئی مہمان بے وقت آ جاتا تو اپنا کھانا بھجوا دیتے اور خود صبر وشکر کر لیتے تھے۔

آپ یکم رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۲ر نومبر ۱۹۳۵ء کو "مسکین پور" میں واصل بحق ہوئے اور وہیں مزار ہے۔ آپ کے خلفاء میں مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالمالک صدیقیؒ، مولانا عبداللہ بہلویؒ، مولانا حسین علی قریشی اور خواجہ محمد سعید مولانا غلام حبیب چکوال، ۔ مولانا سید علاء الدین شاہ مولانا خواجہ عبد المالک چوک قریشی مظفر گڑھ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

آپ کے بعد حضرت سید کلیم اللہ شاہ صاحب آپ کی خانقاہ کے مسند نشین ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد اب سید حکیم اللہ شاہ کے صاحبزادے سید محمد شاہ صاحب ان کے جانشین ہیں۔ آپ کی خانقاہ میں ہر سال روحانی اجتماع ہوتا ہے جس میں ملک بھر کے ہزاروں عقیدت مند شریک ہوتے ہیں ذکر ومراقبہ کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ جنوبی پنجاب اور سندھ میں خاص طور پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا فیض آپ کے واسطے سے پھیلا ہے۔

Scanned by CamScanner

(۳۹) حضرت مولانا فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم اول جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

حضرت مولانا فقیر اللہ مرحوم نے ابتدائی کتب اور متوسط اپنے وطن میں اور مدرسہ نعمانیہ لاہور میں پڑھیں۔ پھر سہارن پور مدرسہ مظاہر العلوم اور دار العلوم دیوبند میں تین چار سال داخل رہے، اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ سے سند فراغ حاصل کی اور حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوئے۔

بہت باشریعت پرہیزگار عالم دین تھے استاذ شفیق مہربان تھے۔ تقریباً ۵۰ سال دین کی تعلیم اور افتاء کی خدمت کر کے اکیس رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۱ر فروری ۱۹۹۳ (ساہیوال) میں خدا کو پیارے ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

فقیہ وعالم حق مفتی فقیر اللہ ۔۔۔ جو ہر خلاف شریعت پہ کرتے توبیخ
خدا کے خاص مقرب تھے حضرت والا ۔۔۔ کہ خاص خاص سے نکلی وفات کی تاریخ

(۴۰) حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ قصبہ جلال ضلع گوجرانوالا میں شیخ حبیب اللہ صاحبؒ کے گھر دو رمضان المبارک ۱۳۰۲ھ بروز جمعۃ المبارک کو پیدا ہوئے آپؒ کے والد محترم نے بچپن ہی میں دین کی خدمت کے لیے وقف کر کے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے سپرد کر دیا حضرت سندھیؒ جہاں جاتے ان کو بھی ساتھ رکھتے تھے بچپن اور لڑکپن کا زمانہ سندھ میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کی زیر سرپرستی گزارہ مولانا مرحوم نے ہی آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی روحانی تعلیم حضرت امروٹیؒ اور حضرت دین پوریؒ سے حاصل کرتے رہے حضرت امروٹیؒ نے خرقۂ خلافت دین پور شریف میں عطا فرمایا حضرت دین پوریؒ نے تصدیق وتائید فرمائی اس طرح حضرت لاہوریؒ اپنے دونوں مشائخ کے

جلال و جمال کا مظہر تھے حضرت سندھیؒ کی مراجعت دیوبند کے بعد کچھ عرصہ دار الرشاد گوٹھ پیر جھنڈا (سندھ) کا کام سنبھالے رکھا بعد میں مولانا مرحوم کے حکم پر نواب شاہ میں ایک علیحدہ مدرسہ قائم کیا پھر دہلی چلے گئے اور نظارۃ المعارف قرآنیہ میں حضرت سندھیؒ کی زیر نگرانی کام کرتے رہے حضرت سندھیؒ کابل چلے گئے تو اب یہ تمام کاروبار ان کے سپرد ہوا تحریک ریشمی رومال کے سلسلے میں گرفتار ہوئے اور لاہور لائے گئے لاہور میں مستقل قیام کے بعد اپنے استاد حضرت سندھیؒ کے مشن کو جاری رکھا تعلیمی، سیاسی اور روحانی تبلیغی کام کرتے رہے قاسم العلوم کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا انجمن خدام الدین کی بنیاد ڈالی تحریک ہجرت، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات غرض علمائے حق کی ہر تحریک سے وابستہ رہے جمعیۃ العلماء ہند میں کام کرتے رہے تقسیم پاک و ہند کے بعد جمعیۃ العلماء اسلام قائم فرمائی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی کام کیا سیاسی اور دینی کاموں کے سلسلے میں فرنگی دور حکومت میں اور بعد میں بھی کئی بار قید و بند ہوئے اور سخت شدائد و ابتلا کا مقابلہ کیا آپؒ کے علمی و روحانی کمالات کے ساتھ سیاسی و دینی خدمات کا بھی ایک زمانہ معترف ہے آپؒ جب مشیت ایزدی سے انگریز کے ہاتھوں سے گرفتار ہو کر پابند سلاسل کر کے لاہور لائے گئے تھے تو اکیلے تھے لیکن جس وقت ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء (۷ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ) کو سفر آخرت پر روانہ ہوئے تو آپؒ کے دیدار و وداع کے لیے بے مثال مجمع تھا۔ جو لاکھوں کی تعداد میں تھا۔ اور لاہور کے در و دیوار ماتم کناں تھے۔ آپ کو لاکھوں افراد کی موجودگی میں میانی صاحب چوبرجی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کی تربت سے کئی ماہ تک جنت کی خوشبو آتی رہی۔ آپؒ کے وصال کے بعد آپؒ کے صاحبزادے مولانا عبید اللہ انورؒ کو جماعت کی روحانی و ظاہری تعلیم و تربیت کا کام سونپا گیا افسوس کے مولانا عبید اللہ انورؒ ۲۸ راپریل ۱۹۸۵ کو فوت ہو گئے اور اپنے عظیم والد کے پہلو میں مدفن ہوئے۔

Scanned by CamScanner

(۴۱) حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین تھے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن کے تلامذہ میں سے تھے آپ معقولات میں خصوصاً اور جمیع علوم میں عموماً تسلیم کئے گئے تھے۔ بہت سے اساتذہ دارالعلوم اور دیگر مدارس دینیہ میں اکثریت کے ساتھ آپ ہی کے شاگرد رہے ہیں۔ درس حدیث میں آپ خاص امتیاز رکھتے تھے۔ مختلف مدارس دینیہ فتح پوری دہلی مدرسہ مداویہ در بھنگا مدرسہ ہاٹ ہزاری چاٹے گام وغیرہ میں صدارت وتدریس کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر آپ کے اساتذہ نے آپ کو دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس کے عہدہ کے لئے منتخب کیا اور بہت اونچے طبقہ کے اساتذہ میں شمار ہوئے۔ ۱۳۷۷ھ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ علیہ کی وفات ہوئی اور ان کے بعد دارالعلوم کے صدر مدرس اور ناظم تعلیمات اور مجلس شوریٰ کے ممبر بن گئے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں سے تجاوز ہے۔ طلبہ آپ کے اسباق میں بڑے شوق اور انہماک سے شریک ہوتے تھے۔ اور آپ کے افادات عالیہ سے مستفید ہونے کے متمنی رہتے تھے۔ درس میں اختصار کے ساتھ بڑی جامعیت کی شان تھی۔ اور آپ کے درس کا انداز نہایت باوقار ہوتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ لطائف وظرافت دقیقہ سنجی اور بالغ نظر سے اہم مسائل کو حل کرنے میں خاص ملکہ اور کمال حاصل تھا۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم پر گہری نظر تھی۔ اور حضرت شیخ الہندؒ سے تلمذ کے علاوہ بیعت ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ نے کئی تصانیف اور رسائل بھی تالیف فرمائے جو آپ کے علمی مقام کا ثبوت ہیں آپ نے چوبیس رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور قبرستان قاسمی میں آسودہ خواب ہوئے حق تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے آمین

(۴۲) حضرت مولانا رسول خان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دارالعلوم دیوبند کے مشہور فضلاء وعلماء میں سے تھے آپؒ نے فراغت کی سند دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی کافی عرصہ امداد الاسلام دارالعلوم میرٹھ میں پڑھانے کی خدمات سرانجام دیتے رہے اور ۱۳۳۲ھ میں دارالعلوم دیوبند میں مدرس بننے کا شرف حاصل ہوا اس مدرسہ میں آپؒ نے علم منطق فلسفہ اور دیگر علوم کے علاوہ درس حدیث بھی دیا ہے اور آپؒ سے کئی مشہور علماء نے علمی استفادہ حاصل کیا ہے۔ اس کے بعد آپؒ لاہور چلے گئے اور آخر زندگی تک جامعہ اشرفیہ سے وابستہ رہے اور آپؒ وہاں پر صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے آپؒ معقولات اور منقولات کے امام جانے جاتے تھے علوم عقلیہ ونقلیہ کو طالب علم کی استعداد کے مطابق اس طرح سمجھاتے تھے کہ مسئلہ شاگرد کے ذہن میں اچھی طرح سمجھ آجاتا تھا آپؒ کا درس تفہیم کے لحاظ سے ممتاز سمجھا جاتا تھا درس، تقریر، جامع اور پر مغز ہوتی تھی تقریر کے وقت چہرے پر نور ووقار برستا تھا آپؒ کا بیان صاف اور مؤثر ہوتا تھا۔

اور اب ایسے عمیق علم وفہم کے حامل اور علوم دینیہ عقلیہ کے مبصر کہاں پیدا ہوں اور پیدا ہو بھی جائیں تو ذہن سابقین کی صحبت ومعیت سے جو انکا بنا تھا وہ کہاں سے لائیں گے میرے اساتذہ میں صرف وہی باقی رہ گئے تھے اور بے حد شفیق استاذ تھے اب وہ بھی ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ کو واصل بحق ہو گئے ان کے انتقال پر ملال کا علم ہو کر دل کو بڑا صدمہ پہنچا اور ایک دفعہ تو آنکھوں کے سامنے اندھرا سا آ گیا دارالعلوم میں اس سانحہ کی خبر سے اساتذہ اور طلباء سب ہی متاثر ہوئے اور قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا گیا دارالعلوم پر ان کا یہ حق ہے کیونکہ آپ وہاں پر بہت عرصہ پڑھاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے امثال سے نوازے اور حضرت مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقامات بلند عطا فرمائے۔ آمین (بیس مردان حق)

Scanned by CamScanner

(۴۳) حضرت مولانا مفتی فاروق احمد بہاولپوریؒ

آپ ۱۳۰۱ھ میں انبہٹہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا صدیق احمد دارالعلوم دیوبند کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ آپ کا نسب حضرت ابوایوب انصاریؓ سے ملتا ہے۔ آپ نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۲۵ھ میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ اور حضرت مولانا احمد حسن امروہیؒ سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ فراغت کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا اور اس کے ساتھ انسپکٹر مدارس دینیات کے منصب پر بھی کام کرتے رہے۔ جب جامعہ عباسیہ بہاولپور کی بنیاد رکھی گئی تو مولانا غلام محمد گھوٹوی "شیخ الجامعہ" اور آپ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور ۱۹۴۳ء تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند میں بطور صدر مفتی آپ کا تقرر ہوا۔ اور ۱۹۴۷ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ واپس بہاولپور آ گئے اور تعلیمی خدمت میں لگ گئے۔ اس دوران مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی اور مدرسہ اشرف العلوم رحیم یار خاں میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں آپ مستقل بہاولپور میں رہائش پذیر ہو گئے اور وہیں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔

آخری وقت میں تلاوت قرآن اور ذکر و اذکار کثرت سے کرتے رہتے تھے۔ آپ نے ۲۷ر رمضان ۱۳۹۵ء کو وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہزاروں عقیدت مندوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کی اولاد میں دو فرزند مولانا عثمان احمد اور مولانا محمد احمد ممتاز علماء میں سے ہیں۔ واضح رہے کہ مولانا محمد احمد بہاولپوری معروف تبلیغی مبلغ ہیں اور دعوت و تبلیغ کے لئے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔

(ماخوذ مشاہیر علماء جلد نمبر ۱)

(۴۴) امام الاتقیاء والاولیا حضرت مولانا عبدالہادیؒ

آپ حضرت دین پوریؒ کے خلف الرشید خلف اکبر ہیں آپ ابھی چھ سات سال کی عمر کے تھے کہ میاں جی خیر محمد مرحومؒ کے پاس قرآن مجید پڑھنے کے لیے مدرسہ میں داخل ہوئے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۱ء میں حضرت تھانویؒ دین پور شریف تشریف لائے تو اس وقت آپؒ ابھی بچے تھے حضرت تھانویؒ نے آپؒ سے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص سنی سر پر دست شفقت رکھا قرآن مجید کی تعلیم کے بعد آپ نے مختلف اساتذہ سے فارسی اور عربی کتابیں پڑھیں تکمیل تعلیم دارالعلوم دیوبند میں ہوئی پہلے حضرت دین پوریؒ اور حضرت امروٹیؒ کی آغوش میں تعلیم و تربیت پائی ان کے بعد حضرت لاہوریؒ نے اپنے ظل عاطفت میں لے لیا حضرت لاہوریؒ نے آپؒ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا آپ کی شادی اپنے چچازاد بھائی حاجی محمد بخش مرحوم (ضلع جھنگ) کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں اور آگے ان کی بہت سی اولاد ہوئی آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت اقدس میاں سراج احمد صاحب آپ کے جانشین اور پوتے ولی کامل حضرت میاں مسعود احمد صاحب عالم باعمل اور نہایت نیک انسان ہیں۔ باطنی اور روحانی خدمات کے علاوہ حضرت میاں عبدالہادیؒ صاحب ملکی سیاسیات میں بھی خوب حصہ لیتے رہے تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علیؒ، ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور اپنے بزرگوں کے ساتھ ملکر کام کیا۔ ابوالکلام آزاد نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب یہ لوگ بوریہ سے سلام پھیر کر اٹھتے ہیں تو ان کے چہروں سے شہنشاہوں کی بے نیازی ٹپکتی تھی ان کی نظریں درباروں کو اسطرح تکتی ہیں جس طرح نگاہوں کے سامنے مغرور انسانوں کے تخت نہیں بے حس پتھروں کا ڈھیر پڑا ہے ان کا فقر کسی کا محتاج نہیں بجز اللہ کی رضا، حالت ان کی حاجت مندوں کی سی ہوتی ہے لیکن چہرا بے نیازوں کا۔

آدیب ملت آغا شورش کاشمیری نے لکھا ہے کہ بارہا یہ آرزو پیدا ہوتی کہ ان

کے آستانہ پر حاضری دوں مگر ابھی یہ سوچ باقی تھی کہ آرزو بامراد ہوکر گھر آ گئی ملازم نے دوڑ کر بتایا کہ حضرت دین پوریؒ آئے ہیں۔ میں دفتر سے اتر کر صحن میں آیا پہلے نہ میں نے ان کو دیکھا تھا اور نہ انہوں نے مجھے۔ لیکن فوراً ہی مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ میں نے محسوس کیا کہ اس لحظہ میرے اندر کی معصیتیں فرار ہوگئی ہیں۔

حضرت نے کہا یہیں بیٹھ جاتے ہیں عرض کیا اوپر دفتر میں چلیے دفتر میں بچھا ہوا قالین دیکھ کر اپنے جوتے اتار دیے میں نے جوتے اٹھا لئے عرض کیا حضرت اس قالین کو آپ کے جوتوں سے کوئی نسبت نہیں ہم تو آپ کے لئے پلکوں کا فرش کرنے کو تیار ہیں۔ وہاں درویشانہ استغناء کا پرجمال سحر دفتر کا احاطہ کر چکا تھا۔ ہم واقعی محسوس کر رہے تھے۔ کہ ہم ایک ایسے انسان کے روبرو ہیں۔ جو لوائے اسد اللٰہی بھی رکھتا ہے اور فقر ابوذرؓ بھی۔ فرمایا بھائی ہم لوگ یہاں سے گزر رہے تھے۔ چٹان کا نام پڑھا تو رک گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم اور زبان کو برکت دے ایمان کی دولت عطا فرمائے آپ نے دین حقہ کی خدمت کی ہے۔ میں یہاں اپنے مرشد حضرت لاہوریؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے آیا تھا۔ آپ کا دفتر دیکھا رک گیا، حضرت ہمارے لیے دعا فرمائیں میں نے عرض کیا دعا...... میں کعبہ کی طرف منہ کر کے کہتا ہوں (اپنے وجود کی نفی کرتے ہوئے)...... سے بدتر ہوں حضرت! آپ عظیم متاع ہیں اور ہم آپ کی دعاؤں کے محتاج ہیں دعا فرمائی خضوع، خشوع اخلاص، انکسار، گداز، رقت، تڑپ، للّٰھیت، غرض اس دعا میں سبھی کچھ تھا غور کیا تو نگاہوں میں ذوالفقار کی چمک تھی چہرہ پر ابوذرؓ کا استغناء اور لب ولہجہ میں عمر فاروقؓ کا وقار دنیا کا تو ذکر ہی کیا اپنی ذات سے بے نیاز یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے لیے دنیا کوئی اہمیت نہیں رکھتی وہ دنیا کو اپنے سفر کا ایک پڑاؤ سمجھتے ہیں۔ اور جب اس پڑاؤ سے نکل جاتے ہیں۔ تو خدا ان کا اور وہ خدا کے ہو جاتے ہیں۔ ان کی ہم نشینی میں وہ سرور ہے جو بادشاہوں کے ہاں نہیں اور حیف ہے۔ ان لوگوں پر جو بادشاہوں کے آستانوں پر کاسہ گدائی لے کر جاتے ہیں۔ غرض دین پور کے

یہ نامور و باکمال فرزند ایک جامع کمالات شخصیت اور یادگار سلف تھے کافی سال صاحب فراش رہے بیماری، ضعف پیری و کمزوری اور باوجود چل پھر نہ سکنے کے خلق خدا کو فیض رسانی اور تعلیم و تربیت کا کام باقائدہ ہو رہا تھا کہ آپ ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۹۷۸ء بروز ہفتہ کو وفات پا گئے تفصیلی حالات کے لئے کتاب ید بیضاء ملاحظہ کیجیئے۔

(۴۵) مولانا عبدالمنان دین پوریؒ

وفات: ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

(۴۶) حضرت مولانا محمد عبداللہ رائپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۳۳۰ھ ۸ رمضان المبارک کو رائپور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ جالندھری علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جید عالم دین تھے، جنہوں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ جیسے نابغہ روزگار علمی شخصیت کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کر کے علم و فضل کے خزانے سے اپنا دامن بھرا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت کے بیشتر مراحل مدرسہ رشیدیہ رائپور اور مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں طے کئے۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ حضرت مولانا عبدالعزیز رائپوریؒ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم میاں چنوں جیسی علمی شخصیت نمایاں ہیں۔ آپ نے دورۂ حدیث مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں مکمل کر کے حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ سے سند اجازت حاصل کی اور بعد میں آپ کے مشفق استاذ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ آپ کو شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی خدمت میں لے گئے۔ انہوں نے بھی آپ کو حدیث کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔ اسی طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد

Scanned by CamScanner

زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی۔

فراغت کے بعد آپ نے اپنے استاذ محترم حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے حکم پر مدرسہ فیض محمدی جالندھر میں مسلسل بیس سال تک کتب درس نظامی پڑھائیں۔ پھر ایک سال رائپور مدرسہ رشیدیہ اور تقسیم ملک کے بعد ۲ سال مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی میں بھی آپ نے پڑھایا۔

بعد ازاں ۱۹۴۹ء میں جب جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں تعلیم کا آغاز ہوا تو آپ بطور شیخ الجامعہ تشریف لائے اور پھر تمام زیست اس مسند حدیث کو عزت بخشی۔ اس عرصہ میں ایک سال کے لئے اپنے استاذ مشفق مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے حکم پر آپ جامعہ خیر المدرس ملتان تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کی یہ خواہش تھی کہ آپ مشکوٰۃ شریف پڑھائیں۔ کیونکہ آپ کی مشکوٰۃ شریف کی تعلیم ضرب المثل تھی۔ دوران تدریس ہزاروں علماء وطلباء نے آپ سے استفادہ کیا۔ اور آخر دم تک جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک سال آپ میانوالی جیل میں رہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے آپ مرکزی نائب امیر بھی رہے۔

آپ کا روحانی تعلق حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ سے تھا۔ بعد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت واجازت سے نوازا۔ بالآخر ساری عمر درس حدیث اور اصلاح وارشاد میں گزارتے ہوئے ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حق تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

(ماخوذ ماہنامہ ''الرشید'' ساہیوال شوال ۱۴۰۵ھ)

(۴۷) حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ گوجرانوالہ

آپ ۱۹۰۱ء میں پڑی داخلی ناڑا پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی شیر محمد مرحوم تھا اور قومیت کے لحاظ سے آپ اعوان تھے۔ آپ نے قرآن کریم تو بعد از فراغ علوم پنڈی گھیپ میں تدریس کے زمانہ میں حفظ کیا۔ آپ نے ابتدائی کتب اپنے بھائی حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ سے پڑھیں اور درس نظامی کی بعض کتب حضرت مولانا غلام رسول صاحب انہی شریف والوں سے پڑھیں اور پھر واں بھچراں ضلع میانوالی میں حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تفسیر قرآن سمیت مثنوی مولانا روم اور کچھ مسلم شریف پڑھیں۔

۱۹۲۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے وہاں صحیح بخاری اور جامع ترمذی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کے پاس اور صحیح مسلم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ سنن ابی داؤد حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ کے پاس اور تفسیر بیضاوی اور معانی الآثار طحاوی اور شمائل ترمذی حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ کے پاس پڑھیں۔ اسی طرح سے کچھ کتب حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ سے پڑھیں اور سند فراغ حاصل کی۔

بعد از فراغت تعلیم آپ ایک سال مدرسہ انور العلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں مدرس رہے اور یہاں آپ نے شرح جامی اور ہدایہ شریف وغیرہ کتب پڑھائیں۔ پھر ۱۹ برس تک مدرسہ خادم الاسلام شرعی محلہ دارے والی میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۴۲ء میں اکابر دیوبند کی دعوت پر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں ملاحسن، شرح سلم العلوم، ہدایہ اخیرین، حاشیہ شرح عقائد اور قاضی مبارک وغیرہ کتب زیر درس رہیں۔ بعد ازاں ایک سال پنڈی گھیپ میں

Scanned by CamScanner

اور دو سال مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد فیصل آباد میں پڑھاتے رہے۔ پھر وہاں سے ۱۹۳۶ء میں گوجرانوالہ تشریف لے آئے اور بارہ تیرہ برس تک مختلف مدارس میں علوم دینیہ پڑھاتے رہے۔

۱۹۶۰ء میں آپ نے جامعہ صدیقیہ مجاہد پورہ گوجرانوالہ کی بنیاد رکھی اور آخر دم تک بحیثیت شیخ الحدیث والتفسیر حدیث رسولؐ کے چراغ جلاتے رہے۔ اس دوران تدریس میں ہزاروں طالبان علم حدیث وتفسیر نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

درس وتدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور آپ کے قلم فیض رقم سے کئی شاہکار تصانیف منظر عام پر آئیں، جن میں قرآن کریم کی تفسیر ''تیسیر القرآن'' بخاری کی شرح ''الہام الباری'' مسلم کی شرح الہام الملہم''۔ ''کشف الودود'' ''شرح سنن ابی داؤد''۔ ''تسکین الصدور''۔ ''شرح مشکوٰۃ''۔ شرح عبدالرسول''۔ رسالہ تراویح'''' مسالک العلماء فی حیات الانبیآء''۔ ''انوار البیان فی اسرار القرآن'' اور ''افادات حسینیہ'' وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے اپنی حیات طیبہ دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ، احیائے سنت اور ردبدعت کی خاطر علمی وعملی جدوجہد میں گزاری۔ اسی اثناء میں مولوی سلطان محمود پپلوی ضلع میانوالی بریلوی سے اور مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی سے مناظرے کئے۔ اور فتح یاب ہوئے۔ اسی طرح مولوی بشیر شیعہ ٹیکسلا والے سے بمقام ڈھیر مونڈ ضلع اٹک میں مناظرہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی عطا کی اور باطل کو شکست فاش ہوئی۔ پنڈی گھیپ اور فتح خان میں کچھ مرزائی مبلغین سے مناظرہ ہوا۔ یہاں بھی حق تعالیٰ نے آپ کو سرخرو کیا اور مقابل کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

الغرض آپ نے ہمیشہ حق وصداقت کا علم بلند رکھا۔ ذاتی غرض وعناد سے نہ صرف اپنی نجی زندگی بلکہ جماعتی زندگی کو بھی پاک رکھا۔ آپ کی جلالت علمی تقویٰ و ریاضت کے صرف اپنے ہی نہیں غیر بھی معترف تھے۔ آپ نے حضرت مولانا حسین

علی صاحبؒ واں بھچراں سے سلوک وتصوف کے منازل طے کئے اور انہی کے ارشادات پر عمل پیرا رہے اور خلیفہ مجاز ہوئے۔

سینکڑوں افراد نے آپ کے فیض علمی وروحانی سے استفادہ کیا اور بالآخر یہ مرد حق ۲۱ مئی ۱۹۸۵ء/۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ بروز جمعۃ المبارک اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اَلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

(مشاہیر علماء جلد نمبر ۲/ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی)

(۴۸) حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہندوستان کی مشہور ریاست ٹونک میں ۱۹۲۴ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مفتی انوار الحسن اور آپ کے دادا محترم مفتی محمد حسن اپنے زمانہ کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مولانا حیدر حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی خدمت میں رہ کر چار سال تک شرح ہدایۃ الحکمۃ النفیہ اور ملاحسن کے علاوہ دیگر کتب پڑھیں پھر واپس ٹونک میں کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہانپور میں دو سال تک پڑھتے رہے۔ بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۳۶۲ھ میں دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور ۱۳۶۵ء میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور دیگر اساتذہ سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔

فراغت کے بعد ٹونک کے مدرسہ میں مفتی مقرر ہوئے۔ افتاء کے ساتھ تدریس بھی کرتے رہے۔ پاکستان آنے کے بعد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دار العلوم کراچی میں دس سال تک تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ پھر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر

Scanned by CamScanner

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں مفتی واستاذ حدیث مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا بنوریؒ کی رحلت کے بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور آخر دم تک جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے صدر المدرسین اور شعبہ افتاء کے رئیس رہے۔ علاوہ ازیں آخر وقت تک اقراء اور روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے مہتمم وصدر بھی رہے جامعہ اسلامیہ کراچی میں تدریس وافتاء کے علاوہ کئی علمی کتب بھی تصنیف فرمائیں۔ جن میں ''تاریخ اصول فقہ'' ''تذکرۃ الاولیاء''۔ اور ''بیمہ زندگی کی شرعی حیثیت'' قابل ذکر ہیں۔

آپ ایک عظیم فقیہ ومحدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عارف کامل بھی تھے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، مہاجر مدنی کے خلیفہ ارشد تھے۔ ۱۹۸۵ء میں آپ کی زیرادارت ماہنامہ ''اقراء ڈائجسٹ'' نے حضرت شیخ الحدیث نمبر شائع کیا جو آپ کا اپنے شیخ سے تعلق ومحبت کا بین ثبوت ہے۔

آپ کئی سال علیل رہنے کے بعد ۳ رفروری ۱۹۹۵ء بمطابق رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ بروز جمعۃ المبارک صبح ساڑھے پانچ بجے رحلت فرماگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بعد نماز جمعہ دارالعلوم کراچی میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ امامت کے فرائض مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے انجام دیئے اور قبرستان دارالعلوم کورنگی کراچی میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

(نوٹ) راقم الحروف بندہ کو بنوری ٹاؤن میں دوران تعلیم درجہ سادسہ میں حضرت مفتی صاحب مرحوم سے ہدایہ جلد ثانی پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ معروف محدث فقیہ جید حضرت مفتی زرولی خان اسی درجہ میں بندہ کے ہم سبق تھے۔

(۴۹) مولانا حافظ رحیم بخش صاحبؒ

مدفون احاطہ خاص دین پور شریف

وفات: ۵ر رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

(۵۰) مصنف کتب کثیرہ نوجوان جرنیل

حضرت علامہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ

نام ونسب

ضیاء الرحمٰن نام، فاروقی لقب والد کا نام محمد علی جانباز ہے۔

پیدائش

آپ 1953ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران جبکہ آپ کے والد گرامی ختم نبوت کے سلسلہ میں گرفتار تھے۔ اپنے ننھیال بستی سراجیہ میں پیدا ہوئے۔

بچپن

آپ کے بچپن کے حالات میں صاحبزادہ طارق محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں ایک بہت بڑے جلسہ سے خطاب فرمارہے تھے کہ سٹیج پر ایک بچہ اپنی نیند سورہا تھا اس کے والد مولانا محمد علی نے اس بچے کو کہیں اور لٹانے کیلئے اٹھانا چاہا تو حضرت شاہ جیؒ نے فرمایا محمد علی بچے کو مت اٹھاؤ! آج یہ جی بھر کر سوئے گا تو کل کو خود بھی جاگے گا اور قوم کو بھی جگائے گا۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم آپ نے بستی سراجیہ ضلع خانیوال کے گورنمنٹ ہائی سکول میں حاصل کی پرائمری کا امتحان 1963ء میں ،ل پوزیشن میں پاس کیا۔

Scanned by CamScanner

اسی سال آپ کے والد نے آپ کو دینی تعلیم کیلئے جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخل کرادیا۔ 1967 میں آپ نے قرآن کریم حفظ مکمل کیا 1968 سے جامعہ رشیدیہ ہی میں درس نظامی کی ابتداء کی۔

آپ کے اساتذہ میں مشہور یہ ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا مقبول احمد صاحب، نمونہ اسلاف ابوالکلام ثانی مولانا حبیب اللہ رشیدیؒ۔ مولانا محمد صدیق صاحب شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان۔ بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب، زمانہ طالبعلمی میں ہی فخر اہلسنت مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے ساتھ رہے۔ دورۂ تفسیر اکٹھے شجاع آباد مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے پڑھا۔

دورۂ حدیث آپ نے 1975 میں خیر المدارس ملتان میں پڑھا اور سند فراغت حاصل کی۔

گرفتاری

آپ متعدد بار گرفتار ہوئے سب سے پہلی مرتبہ 1973ء سب جبکہ ابھی آپ طالبعلم تھے گرفتار ہوئے۔ جو کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت پر تنقید کے سلسلہ میں گرفتاری عمل میں آئی۔ پھر 1974 میں دوبار اور پھر 1977 میں دوبار ایک تحریک نظام مصطفیؐ جو اس وقت کے وزیر اعظم ذالفقار علی بھٹو کی حکومت میں الیکشن میں زبردست دھاندلی کے خلاف چلی تھی اور پھر تحریک نظام مصطفیؐ میں تبدیل ہوگئی جس کی قیادت مفکر اسلام قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کر رہے تھے۔

پھر 1978 میں بھی دوبار گرفتار ہوء۔

تصانیف

آپ نے بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے مشہور یہ ہیں

"فیصل اک روشن ستارہ"۔ "تذکرہ مفتی محمود"، "خمینی ازم اور اسلام" اور "رہبر وراہنماء"۔ "مقدمہ تاریخ کالا پانی"۔ "تحریک نظام مصطفیؐ"۔ "اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت"۔ "علماء دیوبند کا تعارف اور خدمات"۔ "یورپ کے سنگین مجرم"۔ "دیگر کتب۔

شہادت

مولانا آخری بار گرفتار ہوئے تو حکومت نے ان کو کسی طرح بھی رہا نہ کرنے کا ارادہ کرلیا بالآخر 15 ماہ گرفتار رہ کر 8 رمضان المبارک 1417ھ کو سیشن کورٹ لاہور میں ایک زبردست بم دھماکہ میں شہید ہو گئے۔ اور ۹ / رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ کو لاہور میں نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپ کو جھنگ لے جایا گیا اور وہاں بھی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد جامعہ محمودیہ میں مولانا حق نواز جھنگوی مرحوم کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

Scanned by CamScanner

خوشخبری

خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب کی

تقاریر کا مجموعہ ہر ماہ کے عنوان سے مثلاً

☆ تجلیات محرم الحرام	☆ تجلیات صفر المظفر
☆ تجلیات ربیع الاول	☆ تجلیات ربیع الثانی
☆ تجلیات جمادی الاول	☆ تجلیات جمادی الثانی
☆ تجلیات رجب المرجب	☆ تجلیات شعبان المعظم
☆ تجلیات رمضان المبارک	☆ تجلیات شوال المکرم
☆ تجلیات ذی القعدہ	☆ تجلیات ذی الحجہ

مکمل بارہ جلدوں میں

تخریج و تحقیق کے ساتھ تیاری کے مراحل میں ہے انشاء اللہ

بہت جلد شائع ہو کر منظر عام پر آ رہا ہے

Scanned by CamScanner